جنوری
شمع
5/-
جنوری
۱۹۸۶

ماہنامہ شمع

جنوری 1986

(فہرستِ مضامین)

1	بازگشت	خطوط کا کالم	2
2	ستاروں کی دنیا	مسافر	4
3	سنجیو کمار کی وفات پر تاثرات	گلزار، راجیش کھنہ، بی آر اشارہ، بی آر چوپڑا، نوشاد، کیفی اعظمی، سلکھشنا پنڈت، جے شری ٹی، موسمی چٹرجی، زینت امان، منوج کمار، نمی، اشوک کمار، پریم چوپڑہ، سریندر موہن، رمیش تلوار، میک موہن، سروش مودی (سنجیو کمار کا میک اپ مین)، جمناداس (سکریٹری سنجیو کمار)۔	10
4	اچھوتا نغمہ (نظم)	راہی شہابی	21
5	لنگی کرتا (افسانہ)	واجدہ تبسم	22
6	غزلیں	معتصم عباسی آزاد، یوسف نرمل، کیلاش چندر ناز، اقبال شیدائی	27
7	بلاعنوان (افسانہ)	سہیل اعجاز صدیقی	28
8	نظمیں	شہباز ندیم، عزیز شیخ، سیدہ نسیم چشتی، رئیس رام پوری	32
9	الو (افسانہ)	سبطین اخگر	33
10	بزم شمع	ادارہ شمع	36
11	فلمی خبریں	ادارہ شمع	39
12	ٹی وی کی دنیا	ادارہ شمع	41

Download Link

https://www.taemeernews.com/2019/03/shama-jan1986-pdf.html

003 www.taemeernews.com

شمع

جنوری ۱۹۸۶

اشاعت کا اڑتالیسواں سال — پہلا شمارہ

ایک کاپی کی قیمت : ۵ روپے

سال بھر کی قیمت : ۵۵ روپے

صدر دفاتر 13/14 آصف علی روڈ، نئی دہلی 110002

ٹیلی فون : 272066, 272067, 272068

مُدیران : 277053, 276956

تار کا پتہ : شمع نئی دہلی SHAMA NEW DELHI

ٹیلکس : 3161601 SHMA IN

بانی : یوسف دہلوی (مرحوم)

مُدیران : یونس دہلوی
ادریس دہلوی
الیاس دہلوی

شمع انڈین اینڈ ایسٹرن نیوز پیپر سوسائٹی، نئی دہلی
آڈٹ بیورو آف سرکولیشنز بمبئی اور آل انڈیا نیوز پیپرز
ایڈیٹرز کانفرنس نئی دہلی کا ممبر ہے ۔

مطبوعہ : شمع پریس، شاہدرہ، دہلی ۳۲

ٹائٹل : بمبئی آفسیٹ پریس، نئی دہلی میں

مالکان : شمع میگزین طابع و ناشر : یونس دہلوی

ادارہ شمع، بانو، کھلونا، سشما (ہندی) اور شبستاں بھی شائع کرتا ہے ۔ شمع میں شائع ہونے والے تمام ادبی یا نیم ادبی مواد میں نام، مقام، واقعات اور ادارے قطعی فرضی ہوتے ہیں اور حقیقی افراد، مقامات، واقعات یا اداروں سے ان کی مطابقت محض اتفاقیہ ہے جس کے لئے ایڈیٹر، پبلشر یا مصنف پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی ۔ شمع میں شائع ہونے والے تمام مضامین اور تصاویر کے جملہ حقوق طبع و نقل بحق پبلشرز محفوظ ہیں ۔ کسی طرح بھی اس کے کسی حصے کی اشاعت یا کسی بھی طرح استعمال سے پہلے تحریری اجازت لینی ضروری ہے ۔

مقامِ اشاعت : ۱۳/۱۴ آصف علی روڈ، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

فلم :

ادریس صاحب :

پتا جی (ڈاکٹر ہری ونش رائے بچن) کی بیماری میں آپ کی عیادت کا شکریہ — ان کی ... سے بھی، میری طرف سے بھی ۔ آپ کی دعا سے اب وہ ٹھیک ہیں

امیتابھ بچن

مائی ڈیر ادریس :

ماتا جی کے سورگ باس ہونے کا صدمہ فطری ہے ۔ مگر ان کے ساتھ مجھے یہ احساس بھی ہو رہا ہے کہ میں اس غم میں اکیلا نہیں ہوں ۔ ہزاروں پرستاروں نے تعزیتی خطوں کے ذریعہ دُکھ کی اس گھڑی میں ہمدردی اور دلاسے کا اظہار کیا ہے ۔ میں اپنی اور اپنے خاندان کی طرف سے ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

دھرمیندر

ڈیر ادریس دہلوی :

میرے بڑے بھائی شری سونام وانگیال کے انتقال پر آپ کی تعزیت کا شکریہ ۔ پرستاروں کے بھی بہت سے خطوط ملے ہیں ۔ میں ان سب خیر خواہوں کا شکرگزار ہوں جنہوں نے میرے سورگ باسی بھائی کی آتما کی شانتی کے لئے دُعائیں کیں ۔

ڈینی ڈین زونگپا

ڈیر ادریس صاحب :

سال گرہ پر مبارک باد کے بہت سے خط ملے ہیں ۔ معذرت خواہ ہوں کہ میں سب کو الگ الگ جواب نہیں بھیج سکا ۔ وجہ کچھ تو اسٹاف کی کمی ہے، کچھ دو فلموں "کرشمہ قدرت کا" اور "سلطنت" میں میری بے پناہ مصروفیات ۔ اُمید ہے میرے کرم فرما میری اس کوتاہی کا بُرا نہ مانیں گے ۔ میں شمع کے ذریعہ ان تک اپنا دلی شکریہ پہنچانا چاہتا ہوں، اور اس کے ساتھ یہ پیغام بھی کہ زندگی میں اگر کامیابی حاصل کرنا ہے تو انکسار، ایمان داری اور مقدور کی محنت کو اپنا شعار بنائیے ۔ یہ خوبیاں آپ میں ہوں گی تو آپ یقیناً بلندیوں پر پہنچیں گے ۔

(فلم ساز و ہدایت کار) ارجن ہنگورانی

ڈیر ادریس جی :

سب سے پہلے تو آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میرے جنم دن کی تاریخ شمع میں شائع کی اور

یارِ محبت

اس کے بعد یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میری پیدائش کی تاریخ ۲۵، نومبر نہیں، ۲۵، اگست ہے ۔ شمع کے حوالے سے مبارک باد کے ڈھیر سارے خط ملے ہیں ۔ میں اپنے سب کرم فرماؤں کا شکرگزار ہوں ۔ اصل چیز بہرحال خلوص اور محبت ہے، تاریخ کا ٹھیک یا غلط ہونا نہیں ۔

(اداکار) راجیورا... بمبئی

ادریس بھائی :

میں کراچی گیا ہوا تھا ۔ وہیں معلوم ہوا تھا کہ آپ کچھ دیر کے لئے کراچی میں رُکے تھے ۔ لندن سے آتے ہوئے ۔

کراچی میں میرے عزیز ترین دوست شیدا امام (جو ایک معروف افسانہ نگار ہیں اور جنہوں نے بہت پہلے "ستاروں کی دنیا" نام کی ایک فلم کراچی میں پروڈیوس کی تھی اور اس میں ہیرو کا رول بھی ادا کیا تھا) آج کل سخت علیل ہیں ۔

قیصر عثمانی، بمبئی

شمع : دسمبر ۱۹۸۵ میں سنجیو کمار کے آخری سفر کی تصویروں اور روداد سے اندازہ ہوا کہ وہ ستاروں کا ستارہ تھا ۔ اس کے ساتھ شمع کے وسیلوں کا بھی علم ہوا کہ اتنے کم وقت میں کتنی تفصیلات آپ نے ہم پروانوں کو فراہم کر دی ہیں ۔ تاہم پیاس ابھی باقی ہے ۔ اگلے شمارے میں سنجیو کمار کے بارے میں اور بھی بہت کچھ دیکھنے کی آرزو ہے — وہ ایک عظیم فن کار تھا، اس لئے خراجِ عقیدت بھی اس کے شایانِ شان ہونا چاہئے ۔

ثریا مبین، ناگپور

شمع : دسمبر ۱۹۸۵ میں سنجیو کمار کے جنازے کی تصویریں دیکھ کر اور سنجیو کمار کی موت سے متعلق روداد اور فلمی ہستیوں کے تاثرات پڑھ کر ایک بار پھر شمع کی مستعدی کا قائل ہونا پڑا ۔

004 www.taemeernews.com

سنجیو کمار کی بے وقت موت یقیناً ہزاروں لاکھوں فلم بینوں کے لئے عظیم صدمہ ہے اور فلم انڈسٹری کے لئے ایک نقصان - حالانکہ سنجیو کمار کے بارے میں اس کے سب ہی قریبی دوستوں کی رائے ہے کہ اس نے اپنی زندگی کی پروا نہیں کی. رات رات بھر جاگنا، ضرورت سے زیادہ پینا وغیرہ اس کا معمول رہا. لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں بھی سنجیو کمار نے بڑی جی داری اور اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کیا. کیوں کہ بقول سنجیو کمار "دل کے موذی مرض میں مبتلا ہو کر میں کسی لڑکی کی زندگی خراب اور برباد نہیں کرنا چاہتا." کیا یہ بات کم ہے -
محمد آصف خاں، شاہجہاں پور

"نوشاد کی کہانی نوشاد کی زبانی" ختم ہو گئی تو دل میں یہ کسک جاگی کہ کاش یہ سلسلہ ابھی اور باقی رہتا. یہ نہ صرف موسیقار نوشاد علی کی سوانح عمری تھی بلکہ اگر اسے ہماری فلم انڈسٹری کی تاریخ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا. نوشاد صاحب نے اس کہانی کی ایک قسط میں محبوب خاں مرحوم کی فلم 'حبہ خاتون' کے بارے میں جو کچھ بتایا، میں اس میں ترمیم کرنے کا حق رکھتا ہوں. کیوں کہ جن دنوں محبوب صاحب اس فلم پر کام کر رہے تھے، میں محبوب اسٹوڈیو سے وابستہ تھا.

واقعہ یہ ہے کہ پنڈت جواہر لال نہرو کی تحریک پر محبوب صاحب نے کشمیری شاعرہ 'حبہ' پر کام شروع کیا تھا. پنڈت جی نے محبوب صاحب کو اس بات کا بھی یقین دلایا تھا کہ وہ اس زمانے کے جموں و کشمیر کے وزیر اعلیٰ جی ایم صادق مرحوم سے اس فلم کے لئے مالی تعاون دلائیں گے. پہلے تو اس فلم کی کاسٹ کے معاملے میں محبوب صاحب کو ذہنی تکلیف پہنچی - وہ جس اداکار کو لینا چاہتے تھے اس نے اس فلم میں یہ کہہ کر کام کرنے سے انکار کر دیا کہ یہ 'عورت' کا موضوع ہے.

محبوب صاحب نے زونی کے لئے رول کے نرگس مرحوم کو فائنل کیا تھا بعد میں اسے فلم سے نکال دیا اور اس فلم میں سائرہ بانو اور راجندر کمار کو لینا چاہا. سائرہ بانو پر فلم کا مہورت شاٹ بھی لیا گیا. مگر محبوب صاحب (اور خود پنڈت نہرو) کے انتقال کی وجہ سے یہ پروجیکٹ شروع نہ ہو سکا.
کے. ایم. ایس خاں، نئی دہلی

ہم امریکہ میں دس بارہ برس سے رہتے ہیں. اور تقریباً ہر ویک اینڈ پر ہندوستانی فلمیں وی سی آر پر دیکھتے ہیں. پچھلے دنوں ہندوستانی فلموں میں کافی اچھی نئی ہیروئنیں آئی ہیں. سری دیوی غضب کی صورت شکل کے ساتھ اچھی ایکٹنگ بھی کرتی ہے اور اردو بھی اچھی بولتی ہے. پدمنی کولہا پورے اور رتی بھی اچھی ہیں. مینا کشی ٹھیک ہے لیکن اردو ڈائیلاگ ٹھیک طرح نہیں بولتی. یہ بات طے ہے کہ اس انڈسٹری میں کوئی سنگر یا آرٹسٹ اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک اس کا اردو کا تلفظ اچھا نہ ہو. لیلیٰ مجنوں میں رنجیتا نے "محبوب"، "عشق" اور "کیس" (قیس) بول کر اچھی خاصی فلم کا حلیہ بگاڑ دیا تھا.

ہندوستانی فلم انڈسٹری میں جیسے ہیروز کا کال پڑ گیا ہے. لے دے کے وہی راجیش کھنہ اور جیتندر زیادہ نظر آتے ہیں. اپنی بیٹیوں کی عمر کی ہیروئنوں کے ساتھ ان کے عشق کے سین دیکھ کر سخت کوفت ہوتی ہے. فلم "نیا قدم" میں سری دیوی اور پدمنی کولہا پورے کے رونڈ ڈانس سین ہیں.
ہیروئنیں تو بہت اچھی لگتی ہیں لیکن ہیرو؟ توبہ توبہ! بعض وقت اتنا بُرا چہرہ بناتا ہے جیسے جاں کنی میں مبتلا ہو! جیتندر تو کبھی اچھا ہیرو رہا ہی نہیں اور نہ آئندہ کوئی امید ہے. آج بھی اسے ڈائیلاگ ٹھیک طرح ادا کرنے نہیں آتے. ٹریجڈی سین کے ڈائیلاگ بولتا ہے تو ہنسی آتی ہے. ہندوستانی فلم ساز آخر کب تک ان گھسے پٹے ہیروز کے پیچھے پڑے رہیں گے؟
گل رعنا، لانگ بیچ، کیلی فورنیا (امریکہ)

الوار کو ٹی. وی. پر جو ہندی، اردو فلمیں پیش کی جاتی ہیں وہ یا تو فلاپ یا انتہائی بور ہوتی ہیں. مزید ستم یہ کہ دور درشن پر فلم کے لئے جتنا مہینوں سے صرف سوا دو گھنٹے کا وقت مقرر کیا گیا ہے. فلم چاہے ۲۰ ریل کی ہو یا بارہ ریل کی. اتنے ہی وقت میں دکھائی جاتی ہے. اشتہارات وغیرہ بھی اسی وقت میں شامل ہوتے ہیں. اس لئے فلم میں خوب کاٹ چھانٹ کی جاتی ہے. کلائمکس اور پورے کے پورے گانے اڑا دئے جاتے ہیں. اس طرح فلم میں نہ صرف دلچسپی ختم ہو جاتی ہے بلکہ تسلسل نہ ہونے سے یہ تاثر بھی قائم ہوتا ہے کہ ہندی/اردو فلمیں انتہائی بے تکی ہوتی ہیں.
مجیب اختر، حیدرآباد

ادب :

■ قتیل شفائی کی غزل (شمع : دسمبر ۱۹۸۵) کے اشعار رنگا رنگ ہیں، مگر ایک کسک سی ہر شعر میں رچی ہوئی ہے یا شاید یہ کسک مجھ کو ہی محسوس ہوئی ہو. کیوں کہ میری اپنی واردات بھی کچھ ایسی ہی ہے ــــ اور نہ جانے کتنے دل کے ماروں کی روداد ایسی ہی ہوگی.
شوکت فرید، حیدرآباد

■ ذکیہ مشہدی کی کہانی "کھنڈر" ایک لطیف سی ذہنی کیفیت کی عکاسی کرتی ہے. آدمی بظاہر اپنی دنیا میں مگن نظر آتا ہے. کسی بیتی یاد کے مرکز کا سامنا ہونے پر بھی وہ محسوس کرتا ہے کہ اس سے اب وہ کوئی واسطہ، کوئی سروکار نہیں رکھتا. لیکن اس کا اندرونی وجود اسے جھنجھوڑ کر للکارتا ہے کہ تم کچھ بھی نہیں بھولے ــــ یا پھر ایسا تو نہیں کہ زندگی کا تال ہر حال میں بچھا وا ہی ہو ــــ ملن کی صورت میں بھی، جدائی ہونے پر بھی؟
غلام وارث، سری نگر

■ شمع سے جیلانی بانو کا دیرینہ رابطہ رہا ہے - پڑھنے والوں کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ اردو کی اس ممتاز افسانہ نگار کو اس سال اردو کا سوویت لینڈ ایوارڈ دیا گیا ہے. یہ ایوارڈ ساڑھے سات ہزار روپئے نقد اور روس کے دو ہفتے کے دورے پر مشتمل ہے. اس سے پہلے جیلانی بانو کو ان کے پہلے ناول "ایوانِ غزل" پر ۱۹۷۶ میں غالب ایوارڈ مل چکا ہے. مختلف ریاستی اردو اکیڈمیوں نے بھی جیلانی بانو کی متعدد کتابوں پر ایوارڈ دئے ہیں. تیلگو اور ملیالم میں بھی ان کے افسانوں کے مجموعے ترجمہ ہو کر شائع ہو چکے ہیں. روسی زبان میں بھی ان کی کئی کہانیاں شائع ہوئی ہیں اور اب وہاں ان کے ناول "ایوانِ غزل" کا ترجمہ بھی شائع ہو رہا ہے.
عطاء اللہ حسینی، ورنگل

●●

005 www.taemeernews.com

ستاروں کی دنیا

مسافر

امیتابھ بچن آج کل سیاسی، سماجی اور فلمی تینوں محاذوں پر خوب دھوم مچا رہا ہے پچھلے دنوں امیتابھ کا ایک پاؤں آسام میں تھا جہاں وہ کانگریس آئی کی الیکشن مہم میں شریک ہوا۔ ۷ دسمبر کو اس کی نئی فلم "گنگا جمنا سرسوتی" کا بمبئی میں مہورت ہوا۔ ۱۷ دسمبر کو یہ دہلی کے کروڑی مل کالج کے ایک کلچرل پروگرام میں چیف گیسٹ کی حیثیت سے شریک ہوا اور ۲۲ دسمبر کو اس نے دہلی کے اندرا گاندھی اسٹیڈیم میں چونتیسویں نیشنل والی بال چیمپین شپ مقابلوں کی افتتاحی تقریب میں شرکت کی۔ اس طرح یہ سمجھئے کہ ان تمام مصروفیات میں امیتابھ کی شرکت میں ذاتی ربط تھا۔ کانگریس آئی کا ممبر پارلیمنٹ ہے لہٰذا آسام گیا۔ فلم ایکٹر ہے لہٰذا فلم کے مہورت میں شریک ہوا، کروڑی مل کالج میں تعلیم حاصل کی ہے لہٰذا اس کے کلچرل پروگرام میں شرکت ہوا۔ والی بال کے مقابلوں میں اس لئے شرکت کی کہ ان مقابلوں کے آرگنائزنگ چیئرمین راج چوپڑہ فلم ڈسٹری بیوٹر بھی ہیں اور ماضی میں امیتابھ کی کئی فلمیں ریلیز کر چکے ہیں۔

مسافر امیتابھ کی دوسری مصروفیات کا تو نہیں البتہ اس کی نئی فلم "گنگا جمنا سرسوتی" کے مہورت کا آنکھوں حال دکھانے کے لئے آپ کو نٹ راج اسٹوڈیو لئے چلتا ہے۔

امیتابھ بچن کی فلم کا مہورت اس کی ہر فلم کی نمائش کی طرح لاٹھی چارج ٹائپ ہوتا ہے۔ یعنی جدھر دیکھو اُدھر سر ہی سر، بے قابو بھیڑ، ایک دوسرے پر گرتے پڑتے لوگ۔

پچھلی فلم "شہنشاہ" کا مہورت تو امیتابھ نے گپ چپ کرا لیا مگر "گنگا جمنا سرسوتی" کا مہورت پورے ہنگامے سے ہوا جس میں پولیس نے واقعی مہمانوں کو بے قابو ہونے سے روکا۔

یہ فلم ہے پروڈیوسر ایس راما ناتھن (حالیہ فلم: "گرفتار") کی، ہدایت ہے من موہن ڈیسائی کی، موسیقی انو ملک کی۔ امیتابھ بچن، رشی کپور، متھن چکرورتی، میناکشی سیشادری وغیرہ اس کے جگ مگ کرتے ستارے ہیں۔ مہمانوں کا خیر مقدم گلاب اور عطر چھڑک چھڑک کر کیا جا رہا تھا۔

امیتابھ اس فلم میں گنگا کا رول ادا کر رہا ہے، رشی کپور سرسوتی کا اور متھن چکرورتی جمنا کا۔

مہمان جب ہال میں گئے تو اندر ایک بڑا سا اسٹیج تھا جس کے آگے پردہ لٹکا ہوا تھا۔ لوگ اس اسٹیج کے بارے میں طرح طرح کی قیاس آرائیاں کر رہے تھے کہ مہورت کا وقت ہوا اور فلم کے گانے کے بول شبیر کمار کی آواز میں گونجے:

گنگا جمنا سرسوتی ایسے پوتر نام ہیں
ان ناموں کی عزت کرنا ہم اپنوں کا کام ہے

پردہ آہستہ آہستہ کھلنے لگا۔ اسٹیج کا منظر دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ سامنے اونچے اونچے برفیلے پہاڑ دکھائی دے رہے تھے۔ دائیں بائیں روئی سے بے جھرنے اس طرح بنے ہوئے تھے کہ نہ دکھائی دینے والے پنکھوں کے ذریعہ ان کی لہریں اوپر اٹھتی نظر آ رہی تھیں جیسے گنگا جمنا ہمالیہ سے نکل رہی ہوں، دونوں نیچے بہتی ہوئی زمین پر مل رہی تھیں۔ پھر

فلم "گنگا جمنا سرسوتی" کے مہورت پر متھن چکرورتی، رشی کپور اور امیتابھ بچن۔

فلم "یتیم" کے مہورت پر سنی، فرح، دھرمیندر اور ہدایت کار جے۔ پی۔ دتہ۔

فلم "لوح افشاں شہزادی" کی ہیروئن امیتا کی بیٹی صابرہ فلموں میں آ گئی ہے، پہلی فلم میں صابرہ، راجیش کھنہ کے ساتھ نظر آئے گی۔

006 www.taemeernews.com

اونچی اونچی پہاڑیوں کے پیچھے لال روشنی ڈالی گئی جیسے سورج طلوع ہو رہا ہو۔ سفید تیز روشنی نیچے دونوں ندیوں کے سنگم پر ڈالی گئی۔ سنگیت بھی تیز ہوتا گیا۔ اسٹیج کے اندر سے یعنی سرسوتی ندی کی طرح

سفید شیروانی اور چوڑی دار پاجامہ پہن کر رشی کپور (سرسوتی) آیا اور اس کے داہنے طرف سے امیتابھ (گنگا) کریم کلر کی جیکٹ نما اوپن شرٹ اپیلے رنگ کی پینٹ پہنے اور کمر میں شوٹ کی رسّی باندھے ہوئے آیا۔ اس کے ساتھ ہی بائیں طرف سے متھن (جمنا) چیک دار کالی پینٹ، لال شرٹ ڈسکو اسٹائل میں پہن کر آیا۔ تینوں نے گانے کے بول کے ساتھ اپنے اپنے ہونٹ ہلاتے ہوئے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال لئے اس کے ساتھ رائٹر ڈائرکٹر پریاگ راج نے کٹ اِٹ کہا۔ اس طرح مہورت شاٹ اوکے ہو گیا۔

پریاگ راج نے مہورت کا پہلا شاٹ ڈائرکٹ کیا۔

مدراس کے رواج کے مطابق سب ہی اسٹارز کو لمبے لمبے پھولوں کا ہار پہنایا گیا اور گروپ فوٹو لئے جانے لگے مگر مسافر کو یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ امیتابھ جان بوجھ کر میناکشی کے ساتھ تصویریں بنوانے سے گریز کر رہا تھا۔

مہورت کے بعد ہوٹل سی راک میں لنچ پارٹی دی گئی جس میں جیکی بھی شامل تھا۔ ویسے جیکی مہورت پر بھی آیا ہوا تھا۔ ونود کھنہ بھی مہورت کے موقع پر موجود تھا۔ پارٹی میں بھی یہی ہوا کہ جب میناکشی ایک کرسی چھوڑ کر امیتابھ کے پاس بیٹھی تو وہ اٹھ کر دوسری طرف بیٹھ گیا۔ میناکشی بے چاری کافی شرمندہ ہوئی اور امیتابھ برابر اس سے کترا تا رہا۔

پچھلے اگست مسافر ایک بار پھر حیدرآباد میں تھا۔ منزل تھی تنجارہ ہلز اور جوبلی ہلز کے پہلو میں بنا ہوا پدمالیہ اسٹوڈیو جہاں پدمالیہ پروڈکشنز کی نئی فلم (پرانی فلمیں: مکر، میری آواز سنو، ہمت والا، موالی، جسٹس چودھری، کامیاب، قیدی، ہوشیار اور پاتال بھیروی) "سنگھاسن" کی شوٹنگ ہو رہی تھی۔

یہ بیسویں صدی ہے۔ ہمارے وزیر اعظم ہندوستان کو اکیسویں صدی میں لے جانے کے جتن کر رہے ہیں مگر مسافر جب پدمالیہ اسٹوڈیو پہنچا تو اس نے خود کو سولہویں یا سترھویں صدی میں پایا۔

سامنے گولکنڈہ کا تاریخی قلعہ نظر آ رہا تھا تو یہاں پدمالیہ میں وہ قلعہ تھا جس کا ذکر فلمی تاریخ میں ضرور کیا جائے گا۔ تاحدِ نظر پھیلا ہوا شان دار اور وسیع قلعہ جس پر حقیقت کا گمان ہوتا تھا ایک طرف مہاراجہ کا تخت، اس کے نیچے وزیروں کی کرسیاں، دوسری طرف قلعہ کی شان دار عمارت جس پر علم بردار فوج کھڑی تھی۔ چاروں طرف ہزاروں لوگ بیٹھے ہوتے تھے۔ ان کے سامنے میدان میں فوجی سپاہی گھوڑوں پر سوار تھے۔ ایک طرف ایک خوف ناک سی مورتی نصب تھی جس کی اونچائی سو فٹ ہو گی، دوسری طرف ایک بہت بڑی گھنٹی نصب تھی جس کے سامنے ایک بڑا سا چبوترہ تھا اور چاروں طرف قلعہ کی دیواریں تھیں جن پر نیزہ بردار فوج تعینات تھی۔ ایک طرف سیڑھیاں تھیں جن کے دونوں طرف گھوڑ سوار سپاہیوں کے بُت تھے اور ان کے سامنے والے میدان میں سینکڑوں مرد عورت رقص کر رہے تھے۔

سچ پوچھئے تو وہاں اتنا کچھ تھا کہ مسافر حیران تھا کہ ان دو آنکھوں سے کیا کیا دیکھے، سب کچھ دیکھنے کے لئے دو سے زیادہ آنکھوں کی ضرورت تھی۔

آیئے مسافر آپ کو کچھ سنگھاسن کے بارے میں بتائے۔ یہ پدمالیہ اسٹوڈیو پرائیویٹ لیمیٹڈ کی فلم ہے۔ اس فلم کی کہانی، سکرین پلے اور ہدایت کرشنا مورتی کی ہے، جی ہنومنت راؤ اس کے پروڈیوسر ہیں، موسیقی بپی لہری کی اور گانے اندیور کے ہیں۔

اب آیئے فلم کے ستاروں کی بات ہو جائے ذرا امین سیانی کے انداز میں: "تو بھائیوں اور بہنوں اس میں ہیں جی ـــ جیتندر ـــ، جیا ـــ پردا، مَن ـــ داکنی، اور دو دو خان یعنی امجد خاں (خاں پر زور) اور قادر خاں (خاں پر زور) شکتی کپور (کپور پر زور) سجیت کمار، بھارت بھوشن، گلشن گرور، رادھا (دھا پر زور) اور ہیں ـــ ڈاکٹر ـــ (ذرا سا وقفہ) سری ـــ رام ـــ لاگو ـــ (لاگو کو کھینچ کر) ـــ اور بھائیوں اور بہنوں اس میں ہیں ہمارے آپ کے چہیتے پرا (اِسے کچھ زیادہ اونچا کھینچ کر) ان ـــ"

'سنگھاسن' ہندی اور تیلگو زبان میں بن رہی ہے۔ پہلے ہندی کا سین لیا جاتا ہے۔ آواز لگتی ہے "ہندی" تو ہندی کے ستارے پہنچ جاتے ہیں۔ ہندی کا سین او کے ہوا تو آواز لگتی ہے "تیلگو" تو تیلگو کے ستارے دوڑے وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ ایک دل چسپ بات یہ ہے کہ بمبئی کے "مرد" ستارے تو صرف ہندی میں کام کر رہے ہیں مگر "عورتیں" جیہ پردا، وحیدہ رحمان، منداکنی، رادھا وغیرہ تیلگو میں کام کر رہی ہیں ـــ جیہ پردا، وحیدہ رحمان اور رادھا تو تیلگو والیاں ہیں مگر بمبئی والی منداکنی کی پہلی تیلگو فلم ہے۔

مسافر نے ہندی اور تیلگو سنگھاسن کے ہدایت کار کہانی نگار اور اسکرین پلے رائٹر اور صرف تیلگو فلم کے ہیرو کرشنا سے اس کی وجہ پوچھی تو کرشنا نے بتایا "بمبئی کے مرد آرٹسٹ تیلگو میں نہیں چل سکتے مگر لڑکیاں کسی بھی زبان کی ہوں اگر خوب صورت ہوں تو چل سکتی ہیں۔ پھر ہماری تین لیڈیز وحیدہ رحمان، جیہ پردا اور رادھا تیلگو فلموں سے ہیں۔ اس لئے ہم نے منداکنی کو بھی لینا مناسب سمجھا ہے۔"

کرشنا تیلگو فلموں کا مشہور اور ہر دل عزیز ہیرو ہے۔ وہ تیلگو فلموں کا بے تاج بادشاہ کہلاتا ہے۔ مسافر کو بتایا گیا کہ جس روز 'سنگھاسن' کا مہورت تھا یہاں شہر سے بیس میل دور ہزاروں لوگ کرشنا کو مبارک باد دینے کے لئے آتے تھے اور اس دن کسی نے جیتیندر اور دوسرے ہندی آرٹسٹوں کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔

آندھرا پردیش میں ایک اور ہیرو کی گھن گرج ہوا کرتی تھی۔ نام ہے اس کا این، ٹی، آر یعنی این، ٹی، راما راؤ۔ وہ اب فلم سے دور رہ کر سیاست سے چپک گئے ہیں۔ انہوں نے تیلگو دیشم پارٹی بنائی ہے اور آندھرا کے وزیر اعلیٰ ہیں ـــ اُدھر کرشنا کانگریس (آئی) کے سرگرم کارکن ہیں۔

مسافر نے کرشنا سے پوچھا "کیا اُمید کی

007 www.taemeernews.com

● پچھلے دنوں نئی دہلی میں پنجابی کلا سنگم کا دسواں ایوارڈ فنکشن ہوا جس میں اشوک کمار کو پچاس سالہ فلمی خدمات کے صلہ میں انہیں کلا رتن ایوارڈ دیا گیا، فلم کی طویل خدمات کے لئے کیدار شرما، بی آر چوپڑہ، پران، پردیپ کمار، من موہن کرشن، ششی کلا، راما نند ساگر اور مدیر شمع ادریس دہلوی کو کلا بھوشن ایوارڈ دیا گیا۔ اس تصویر میں مدیر شمع ادریس دہلوی مرکزی وزیر ودی پی شاہ سے ایوارڈ لے رہے ہیں۔

جاسکتی ہے کہ آندھرا میں پھر سے کانگریس سرکار آجائے تو آپ کو وزیر اعلیٰ بنا دیا جائے۔"

"جی، ہرگز ہرگز نہیں، سیاست میری منزل نہیں۔ کانگریس کے اصول مجھے پسند ہیں اس لئے میں نے کانگریس کے لئے کام کیا ہے لیکن عملی سیاست سے میں نے ہمیشہ خود کو بچایا ہے اور آئندہ سے بھی اس سے دور رہنا چاہوں گا۔"

"آپ نے اب تک فلموں میں ہی کام کیا ہے پہلی بار ہدایت کا خیال کیسے آیا؟"

"میں عرصہ سے کسی اچھی کہانی کی تلاش میں تھا، اب مجھے اچھی کہانی مل گئی ہے اس لئے میں نے ہدایت کے میدان میں قدم رکھا اور ہندی، تیلگو دونوں زبانوں میں بنانے کا فیصلہ کیا۔ اس فلم کا بجٹ بہت بڑا ہے۔ آپ یہ سیٹ دیکھ رہے ہیں، اس پر ۲۵ لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں، ایسے ہی کئی قیمتی سیٹ پہلے بھی لگ چکے ہیں۔ پدمالیہ میں ہی نہیں دوسرے اسٹوڈیوز میں بھی سیٹ کھڑے ہوتے ہیں۔ یہاں کے آرٹسٹ شوٹنگ کرکے وہاں چلے جاتے ہیں اور وہاں کے آرٹسٹ شوٹنگ سے فارغ ہوکر یہاں شوٹنگ کے لئے آجاتے ہیں۔ اتنا بڑا بجٹ تیلگو فلم کے بس کی بات نہ تھی، کم بجٹ میں فلم بن بھی نہیں سکتی تھی اس لئے اسے ہندی میں بنایا گیا ہے۔"

"آپ تیلگو کے سب سے کامیاب اداکار ہیں، کیا آپ نے کبھی ہندی فلموں میں آنے کے بارے میں نہیں سوچا؟"

"جی نہیں، میں جہاں ہوں وہاں خوش ہوں، تیلگو میں نمبر ون ہوں، ظاہر ہے ہندی میں نمبر ون نہیں بن سکتا اور اس سے نیچی جگہ مجھے منظور نہیں۔"

عام طور سے فلموں کی شوٹنگ میں کتنا ہی بڑا سیٹ کیوں نہ ہو، ایک کیمرہ سے شوٹنگ کی جاتی ہے اور وہ بھی ایک ہی طرف کی۔ یہاں بات دوسری تھی۔ پورا قلعہ ہی کیمرے کی زد میں تھا اور کیمرہ بھی ایک نہیں دو کیمرے تھے۔ کبھی کبھی تو ایک ساتھ تین کیمرے چلتے تھے۔ چونکہ پورا قلعہ ہی کیمرہ کی آنکھ میں تھا اس لئے ہم جیسے لوگوں کو جو صرف تماشائی تھے یا وہ ستارے جن کی اس شاٹ میں ضرورت نہ تھی۔ ادھر ادھر بھاگنا اور چھپنا پڑتا تھا تاکہ کیمرے میں نہ آجائیں، مگر ہم اپنی طرف سے قلعہ کی دیواروں کے ساتھ ساتھ بنی ہوئی راہ داری میں کونے میں دبک کر بیٹھ جاتے تھے۔ مگر کبھی کبھی وہاں سے بھی ہٹنا پڑتا تھا کیوں کہ وہ جگہ بھی کیمرے کی زد میں تھی۔ ایک بار تو سمجھ لیجئے کیمرے کی وجہ سے ہماری جان بچی۔ ہوا یہ کہ مسافر پران صاحب اور پدمالیہ کے شمالی ہند کے دفتر کے سربراہ صفدر حسین صدیقی اسی راہ داری میں کونے میں دبکے بیٹھے تھے اور ہمارے سروں پر لکڑی کی بنی ہوئی چھت پر علم بردار فوج کھڑی تھی۔ شاٹ لیا جانے لگا تو ایک اسسٹنٹ آیا اور اس نے بتایا کہ ہم کیمرے کی زد میں ہیں۔ ہم یہاں سے ہٹ جائیں۔ ہم تو خانہ بدوشوں کی طرح ادھر سے ادھر جگہ بدلتے پھر رہے تھے اپنی اپنی کرسیوں سے اٹھ کر دوسری جائے پناہ کی طرف چلے گئے جیسے ہی ہم اپنی کرسی سے اٹھے اسی دم راہ داری پر بنی چھت ٹوٹ گئی اور اوپر کھڑے سپاہی دھڑام سے نیچے آ گئے۔ یعنی اگر لحظہ بھر ہم وہاں اور ہوتے تو وہ سپاہی ہم تینوں پر آکر گرتے اور ہمارا کیا حشر ہوتا یہ خدا ہی جانتا ہے۔

اتنی بڑی کاسٹ کی فلم جس میں ہزاروں ایکسٹرا کام کر رہے ہوں کچھ نہ ہو یہ بھلا کیسے ممکن ہے۔ کچھ دن پہلے کیمرہ اوپر اٹھانے والی کرین ٹوٹ گئی تھی جس پر بیٹھا ہوا کیمرہ مین زخمی ہو گیا۔ باقی اور بھی کچھ حادثے ہوئے مگر وہ سب چھوٹے تھے موٹے نہیں۔

وحیدہ رحمان سے عرصہ بعد ملاقات ہوئی۔

وحیدہ ڈھائی سال سے بمبئی میں نہیں رہتیں۔ وہ بنگلور منتقل ہو گئی ہیں۔ وہ بمبئی سے ہی دور نہیں ہوئیں فلموں سے بھی دور چلی گئی ہیں۔ ان کے پاس اس وقت صرف دو فلمیں ہیں۔ ایک 'سنگھاسن' اور دوسری 'اللہ رکھا'۔ ان کے شوہر کمل جیت کا ایک ڈیری فارم ہے۔ وحیدہ اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ وہاں خوش ہے۔

یہ کہا جائے کہ جتیندر کا دوسرا گھر آج کل حیدرآباد ہے تو غلط نہ ہوگا کیوں کہ جتیندر نے واقعی وہاں ایک بنگلہ خریدا ہے۔ یہ کبھی کسی نواب کا تھا جو آج کے فلمی نواب نے لیا ہے

جتیندر سے مسافر نے پوچھا "سنا ہے تمہارے بنگلے میں بھوت رہتے ہیں؟"

"بھوت کی بات لوگوں نے غلط اڑائی ہے یہ سچ ہے کہ اس بنگلہ میں کئی قتل ہوئے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ قتل کہاں نہیں ہوتے۔ شہر میں بھی تو روزانہ ہی قتل ہوتے ہیں تو کیا آپ شہر کو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں؟"

"یہ جان کر خوشی ہوئی کہ آپ بہت بہادر ہیں اور بھوت پریت سے نہیں ڈرتے مگر آپ بنگلہ چھوڑ کر ہوٹل میں کیوں رہتے ہیں؟"

"بنگلہ بہت بڑا ہے۔ اکیلے بنگلے میں رہا نہیں جاتا اس لئے ہوٹل میں ٹھہرتا ہوں، ہاں جب بیوی بچے آتے ہیں تب بنگلے میں ہی رہتا ہوں۔"

"تم نے رشی کپور کو سابر ملائی کے برت کا مشورہ دیا تھا خود کتنی بار یہ برت رکھ چکے ہو؟"

008 www.taemeernews.com

○ فلم "ہم سے نہ ٹکرانا" کے لئے ٹکراتے ہوئے شتروگھن سنہا اور دھرمیندر — ○ فلم "شہزادے" کے مہورت پر جیکی شیروف اور سنی دیول

"میں نے بہت بار یہ برت رکھا ہے۔ ویسے کچھ ہی دنوں میں سابر ملائی کا میلہ شروع ہونے والا ہے۔ اسی لئے یہاں جو ایکسٹرا کام کر رہے ہیں ان میں سے پچاس فی صد لوگوں نے کالے کپڑے پہن رکھے ہیں اور ننگے پاؤں چل پھر رہے ہیں۔

لیکن میری سابر ملائی کی پریکٹس آج بھی جاری ہے۔ سگریٹ چھوڑ دیا ہے۔ شراب کبھی کبھی ہی پیتا ہوں، گوشت سے پرہیز ہے اور لیسنز چھوڑ دیا ہے۔ گھر ہو یا ہوٹل ہمیشہ زمین پر سوتا ہوں۔ ویسے بھی آرام دہ بستر ہمیں فلم اسٹار بننے کے بعد ہی تو ملے، اس سے پہلے تو زمین پر ہی سوتا تھا۔"

"تم بمبئی کی بجائے حیدر آباد اور مدراس میں ہی زیادہ نظر آتے ہو، کیا بات ہے؟"

"کچھ پلان نہیں کیا، بس اتفاق ہی سمجھئے کہ ہمیشہ ہی مدراس اور حیدر آباد کی ہی فلمیں میرے پاس زیادہ رہی ہیں۔"

"بمبئی اور مدراس، حیدر آباد میں کیا فرق ہے؟"

"یہاں پلاننگ سے ہر کام ہوتا ہے۔ جس روز فلم پلان کی جاتی ہے اسی دن اس [redacted] نمائش کی تاریخ بھی طے کر دی جاتی ہے اور ایسا بہت ہی کم ہوا ہے جب اس تاریخ میں تبدیلی کی گئی ہو۔ فلمیں تین چار برس کی بجائے تین چار مہینوں میں ہی مکمل ہو جاتی ہیں۔

یہ فلم "سنگھاسن" یکم اگست ۱۹۸۵ کو شروع ہوئی تھی۔ آخری شوٹنگ دس دسمبر ۱۹۸۵ کو مکمل ہوئی اور نمائش چار مارچ کو ہوگی۔

جتیندر نے بمبئی میں بنائی جانے والی ذاتی فلم "دیدار یار" کے بارے میں بتایا کہ اس فلم سے تو ایک پیسے کی نہیں ہوئی، قرضے ہی قرضے ملے ہیں۔ یہ قرضہ آج تک چکا رہا ہوں، انکم ٹیکس نے الگ پریشان کیا ہوا ہے۔ اگر ایکٹر نہ ہوتا تو بیوی بچوں کے ساتھ بمبئی کی سڑکوں پر بھیک مانگ رہا ہوتا

تھوڑی دیر میں آواز گونجی "ہندی" اور ہندی فلم کی کاسٹ کیمرے کی طرف دوڑی۔ اس شاٹ میں جتیندر، شکتی کپور، پران کے علاوہ ہزاروں ایکسٹرا اداکاروں نے حصہ لیا جو قلعہ کی دیوار کے پاس بنے ہوئے اسٹیج پر بیٹھے تھے۔

وہ جنتا جناردھن تھی جس کا کام تھا کہ راجہ کی تقریر پر تالیاں بجائے، ہاتھ ہلائے، ہنسے، زندہ باد کے نعرے لگائے۔ یہ جنتا جناردھن ہندی سے نابلد تھی اس لئے جب ڈائریکٹر کو تالیوں کی، ہنسانے کی، زندہ باد کے نعروں کی ضرورت ہوتی وہ لاؤڈ اسپیکر پر انہیں ہدایت دیتا اور پبلک ویسا ہی کرتی۔

جتیندر کا ڈائیلاگ جتنا مشکل تھا اتنا ہی طویل بھی تھا۔ مگر ایک دو ریہرسل کے بعد او کے ہو گیا۔ ذرا آپ بھی سنئے اور اندازہ کیجئے کہ جیتو جی نے کتنی محنت سے اسے یاد کیا ہوگا۔ اس ڈائیلاگ کی ادائیگی کے بعد پبلک سے تالیاں بجانے کے لئے کہنا ہی نہیں پڑا۔ انہوں نے خود ہی زور زور سے تالیاں بجا کر مہاراج کی تقریر کا سواگت کیا۔

"آدرنیہ پرجا کو ہمارا پرنام — آج یہ قیمتی مکٹ ہمارے سر پر نہیں بلکہ جنتا کے سر پر رکھا گیا ہے۔ آج سے یہ راجیہ پرجا کا ہے، یہاں کی سرکار آپ کی ہوگی یعنی پرجا راج ہوگا۔ اس لئے اس راجیہ کا شاسن چلانے کے لئے ایک پرجا سبھا بنائی جائے گی۔ پرجا سبھا میں ہر دس گاؤں کا ایک پرتی ندھی ہوگا یعنی نمائندہ ہوگا — اور ان پرتی ندھیوں میں سے آٹھ کو لے کر ایک منتری منڈل بنایا جائے گا۔ اس منتری منڈل کے ادھیکش ہوں گے تیری شری کانت جی۔ اس کے بعد دیش کی ہر سمسیا کا فیصلہ دی پرجا سبھا کرے گی۔ اور اس کا فیصلہ جنتا مانے گی منتری مانیں گے یہاں تک کہ سویم راجہ کو بھی اس کے فیصلے کے آگے اپنا سر جھکانا پڑے گا۔

راج گرو جی نے لتنے سال تک ادتی راج کی جو سیوا کی ہے، اپنی جوانی کو لیپٹ بنا کر جو یہاں

● شتروگھن سنہا اور جیہ پردا "عشق نا ممکن نا ممکن فش"

بہایا ہے اس کے لئے ہم سب ان کے بہت آبھاری ہیں۔ اب ہماری ان سے پرارتھنا ہے کہ وہ اب جائیں اور بڑھاپے کے دنوں میں بھگوان کی یاد میں لگ جائیں گے تاکہ ان کی آتما کو شانتی مل سکے!"

یہ دراصل 'سنگھاسن' کی جنگ کی کہانی ہے۔ دو راجیہ ہیں آونتی اور گاندھارا۔ گاندھارا کا راجہ (بھارت بھوشن) بوڑھا ہو گیا ہے۔ ان کا کوئی ولی عہد نہیں ہے۔ اس لئے وہ چاہتے ہیں کہ ان کی بیٹی یعنی راج کماری (جیہ پردا) راج سنگھاسن سنبھال لے۔ وہاں کا سیناپتی وکرم سنگھ (جتیندر) راج کماری سے محبت کرتا ہے اور پوری طرح راجہ کا وفادار ہے۔ اُدھر مہامنتری (قادر خاں) اپنے بیٹے (گلشن گروور) کو تخت پر بٹھانا چاہتے ہیں۔ اس لئے راج کماری کو جان سے مار ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے جو سیناپتی وکرم ناکام بنا دیتا ہے۔ مہامنتری نے جب بازی الٹتے دیکھی تو وکرم پر سارے الزامات لگا کر اسے باغی قرار دیا اور موت کا مطالبہ کیا۔ بوڑھے راجہ کو حقیقت معلوم تھی، وہ کھل کر مہامنتری کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا اس لئے اس نے وکرم کو موت کی سزا تو نہ دی مگر ریاست سے نکال دیا۔

راج کماری کی تاج پوشی کی رسم ہوتی ہے۔ پرانی روایات کے مطابق راج سنگھاسن پر بیٹھنے والا اپراجیتا دیوی کا تاج ضرور پہنتا ہے مگر وہ تاج وہاں نہیں ہوتا، آخر وکرم وہ تاج واپس لاتا ہے اور تب عوام کو پتہ چلتا ہے کہ یہ سب مہامنتری کی چال تھی، وکرم بے گناہ تھا۔

اُدھر آونتی راج کا شہزادہ آدتیہ وردھن عیاش ہے اور ایک نرتکی (رادھا) کے پریم میں دیوانہ ہے — یہاں راج گورو (پران) اپنے بیٹے شکتی کپور کو سنگھاسن پر بٹھانے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ وہ اپنے خواب کی تکمیل کے لئے چندنا گندھی (منداکنی) کو زہر پلا پلا کر وش کنیا بنا دیتے ہیں تاکہ جو بھی اسے چھوئے وہ مر جائے مگر وکرم کو اس راز کا پتہ چل جاتا ہے وہ زہر نکلوا کر وش کنیا کو امرت کنیا بنوا دیتا ہے۔ اُدھر راج گورو راج کمار اور وش کنیا کی ملاقات کراتے ہیں، انہیں یقین ہے کہ عیاش راجہ اسے دیکھتے ہی مر جائے گا۔ وہ ہی ہوا۔ دونوں کی شادی کرائی گئی مگر صبح راج کمار انہیں زندہ واپس آیا جس سے مہامنتری کے ارمانوں پر اوس پڑ گئی۔

پھر یہ ہوا — وہ ہوا — کہانی کافی لمبی ہے مگر آپ سمجھ لیجئے کہ ایک جتیندر کو جیہ پردا ملی اور دوسرے جتیندر کو منداکنی — جی ہاں جتیندر کا ڈبل رول ہے۔

اس فلم میں سولہویں صدی کی کہانی ہے، اسی لئے نام بھی اسی طرح کے ہیں۔ جتیندر نے وکرم سنگھ اور آدتیہ وردھن کے رولز کئے ہیں۔ جیہ پردا کا نام الک نندا ہے، نرتکی کا نام جسونتی ہے۔ منداکنی کا نام چندنا گندھی ہے۔ قادر خاں بھانو پرتاپ بنے ہیں اور پران آچاریہ آہنگ دیو بنے ہیں، شکتی کپور کا نام اگر سا ہو ہے، گلشن گروور کو کال کیتو نام دیا گیا ہے۔ امجد خاں کا نام ہے کیلیشور — کچھ ہٹ کے بات ہو نہ ہو نام ضرور ہٹ کے ہیں۔

آپ سوچتے ہوں گے مسافر نے جیہ پردا سے بات چیت نہیں کی، کوئی کمی تو نہیں — جی نہیں کوئی ایسی بات نہیں۔ بات صرف یہ ہے کہ جیہ پردا ہندی اور تیلگو کی ہیروئن ہے اس لئے سب سے زیادہ مصروف تھی۔ بے چاری کو کرسی پر بیٹھنا نصیب ہی نہیں ہوتا تھا کہ ہندی کی شوٹنگ ختم ہوتی تھی تو تیلگو کی شروع ہو جاتی تھی، اسے آرام تب ہی ملا جب شوٹنگ کے لئے اسے تخت پر بیٹھنے کے لئے کہا گیا۔ ویسے بھی جیہ پردا کے پاس آج کل کچھ زیادہ کہنے کے لئے نہیں ہے۔ اس کا ایک عشق تھا کسی نہاٹہ سے مگر وہ بھی نا ممکن نا ممکن فش ہو گیا ہے۔ کیوں کہ شری نہاٹہ شادی شدہ انسان ہیں اور آپ جانتے ہی ہیں فلم کے پردہ پر تو شادی شدہ انسان عشق کر سکتا ہے۔ مگر اصلی زندگی میں بیوی اس کی اجازت نہیں دیتی۔

■ اپنے وقت کے مشہور فلم ساز و ہدایت کار پی این اروڑہ کا پچھلے دنوں بمبئی میں انتقال ہو گیا۔ ان کی آخری فلم 'دل دنیا اور دیوار' تھی۔

کھلونا، پتھر کے صنم، کاجل، نیل کمل، آرادھنا، کٹی پتنگ، امر پریم، جگنو اور آزاد جیسی کامیاب فلموں کے کہانی کار گلشن نندہ کا ۱۶۔ نومبر کو بمبئی کے بریچ کینڈی ہسپتال میں انتقال ہو گیا۔

گلشن نندہ نے تقریباً چالیس فلموں کی کہانیاں لکھیں۔ جن میں سے بیشتر فلمیں باکس آفس پر کامیاب رہیں۔ گلشن نندہ کی آنے والی فلمیں 'پالے خاں' اور 'نذرانہ' ہیں۔

"جوگن بن جاؤں گی سیاں تورے کارن ...." یہ بات گانے کی حد میں نہیں رہی آگے بھی بڑھ گئی تھی۔ جی ہاں خوب صورت چہرے اور خوب صورت آواز والی سلکشنا پنڈت جس نے سنجیو کے لئے خود کو جوگن بنا رکھا تھا پچھلے دنوں پٹنہ میں ایک عجیب کی مصیبت میں پھنس گئی۔

بات یہ ہوئی کہ پٹنہ کی ایک ایسوسی ایشن نے ۱۴ اور ۱۵ نومبر کے ایک کلچرل پروگرام کے لئے

www.taemeernews.com

شکتی سامنت کا سنجیو کمار کو خراج عقیدت
'ایک اچھا دوست چلا گیا'

سلکھشنا پنڈت کو بہت پہلے سے بُک کر رکھا تھا مگر ۶ نومبر کو سنجیو کا انتقال ہو گیا تو سلکھشنا نے اپنے محبوب کے سوگ میں کھانا پینا ترک کیا یا نہیں گانا ضرور ترک کر دیا تھا۔ سلکھشنا نے کلچرل پروگرام کے منتظمین کو بتایا کہ سنجیو کمار کی تیرھویں ہو جانے تک گانا سنانا تو کیا وہ کسی تقریب میں بھی شرکت کرنا نہیں چاہتی۔

منتظمین نے سلکھشنا کو بتایا کہ پٹنہ چھوٹی سی جگہ ہے، یہاں لوگوں کو جب پروگرام منسوخ ہونے کی خبر ملے گی تو وہ غصّہ میں کچھ بھی کر سکتے ہیں، اس لئے پروگرام کی منسوخی کی بجائے وہ اسٹیج پر آئے، لوگوں کو اپنے ہی مونہہ سے گانا نہ گانے کی وجہ بتائے۔ لوگ اس کی مجبوری سمجھ لیں گے۔

بات سلکھشنا کی سمجھ میں آگئی، وہ پروگرام کے لئے پٹنہ پہنچ گئی، اس نے اسٹیج پر جاکر لوگوں کو گانا نہ گانے کی وجہ بتائی اور معافی مانگ لی۔ اس دن تو بات ختم ہو گئی مگر اگلے دن جب سلکھشنا نے پھر گانے سے معذوری کا اظہار کیا تو ہال میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے اس پر بہت گندے جملوں کی بارش کر دی، سلکھشنا کو لگا کہ کچھ لوگ جو گندے اشارے اور گندے جملے بازی میں پیش پیش ہیں شراب کے نشے میں دُھت ہیں، وہ اپنے بھائی کے ساتھ وہاں سے بھاگی۔ اس کی چھٹی حس بتا رہی تھی کہ ان لوگوں کی نیت ٹھیک نہیں، رات گئے یہ لوگ اس کے ہوٹل پہنچ گئے سلکھشنا نے ہوٹل میں اپنے بھائی کو چھوڑا اور خود ایک واقف کار کے ہاں پناہ لی۔ رات کو واقعی وہی ہوا جس کا خدشہ تھا، یہ لوگ کچھ اور زیادہ پی کر ہوٹل آئے اور سلکھشنا کے کمرے میں گھس گئے، وہاں سلکھشنا نہ تھی۔

سلکھشنا اپنے بھائی کے ساتھ صبح سویرے کی فلائٹ لے کر پٹنہ سے نکل جانا چاہتی تھی، مگر یہ لوگ ایرپورٹ پہنچ گئے اور انہیں جہاز تک جانے نہیں دیا گیا۔ بات پولیس تک پہنچی، کئی گھنٹے پولس اسٹیشن میں بتانے کے بعد سلکھشنا اور اس کے بھائی مندھیر بہت مشکل سے اگلی فلائٹ سے جا سکے۔ مگر جاتے جاتے یہ کہہ گئے کہ وہ آئندہ کبھی پٹنہ نہیں آئیں گے۔

■ سنجیو کمار کو ایک عظیم فن کار کے طور پر سب جانتے ہیں مگر یہ کم ہی لوگ جانتے ہیں کہ وہ ایک عظیم عاشق بھی تھا۔ اس کی زندگی میں اَن گنت عشق ہوئے، اَن گنت پیار ہوئے۔

سنجیو کمار کا ON RECORD سب سے پہلا عشق شبانہ اعظمی سے سمجھا جاتا ہے، مگر اس عشق کو سنجیو کمار کی ماں کی اجازت نہ تھی اس لئے یہ شادی کے منڈپ تک نہ پہنچ سکا۔ اس کے بعد چھوٹے موٹے عشق کی خبریں کانوں میں آئیں اور ایک دن فلمستان اسٹوڈیو میں کچھ نے دیکھا مگر بہتوں نے اُس چانٹے کی آواز سنی جو نوتن نے سنجیو کمار کے گال پر مارا تھا۔ سنجیو کمار کی ہی ہمت تھی جو اس بے عزتی کو سہہ گیا۔

چھوٹے موٹے عشق مہینہ مہینہ بھر کے چلتے رہے۔ پھر ایک عشق ہیما مالنی سے ہوا جو بہت دن تک چلا، شادی کی بات یہاں بھی نہ بنی کیونکہ سنجیو کی ماں کو یہ رشتہ منظور نہ تھا۔

سلکھشنا پنڈت کا عشق بہت برسوں چلا۔ دونوں ہی گجراتی تھے اس لئے سب کو یقین تھا کہ یہ شادی ہو ہی جائے گی مگر سنجیو کی والدہ کو یہ رشتہ بھی پسند نہیں آیا۔ پھر بات آئی جے شری کی۔ یہ رشتہ بھی سنجیو کی ماں کو پسند نہیں آیا۔

سنجیو کی ماں نے بیٹے کے لئے درجنوں نہیں سینکڑوں گجراتی لڑکیاں دیکھیں جو پسند آئیں۔ وہ سنجیو کو دکھائیں، اُن میں دلی ٹی وی کی ایک اناؤنسر سے بات آگے چلائی گئی اور سنجیو کو ہمیشہ کی طرح ماں کی پسند کی ہوئی یہ لڑکی بھی پسند نہ آئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ماں بیٹے کسی ایک لڑکی پر متفق نہ ہو سکے اور سنجیو کنوارا ہی چل بسا۔

سنجیو کے قریبی لوگوں نے یہ کوشش بھی کی کہ وہ اپنے چھوٹے بھائی نکل کی بیوہ سے شادی کر لے۔ کئی بار یہ خبر اُڑی بھی کہ شادی ہو گئی ہے مگر سنجیو نے اس شادی سے بھی انکار کیا۔

■ 'پیار جھکتا نہیں'، 'تیری مہربانیاں' اور آنے والی فلموں 'نصیب اپنا اپنا'، اور 'پیار کیا ہے پیار کریں گے' کے فلم ساز کے۔ سی۔ بوکاڈیہ کا اپنی جگہ ایک مقام ہے۔ مگر سنجیو کمار کے انتقال سے چند ماہ پہلے انہوں نے کے۔ آصف مرحوم کی ادھوری فلم 'محبت اور خدا' کو مکمل کرنے کا بیڑہ اٹھایا تھا اس وجہ سے ایک دنیا کی نظریں اُن پر لگی ہوئی تھیں۔ بوکاڈیہ ایک ناممکن کام کو ممکن کر دکھانے کا جذبہ لے کر کھڑے ہوئے تھے۔ فلم 'محبت اور خدا' کی ڈبنگ کی بھی شروعات ہو گئی تھی کہ اچانک سنجیو کمار کی موت ہو گئی۔

سنجیو کے انتقال کے بعد مسافر کی بوکاڈیہ سے ملاقات ہوئی تو اس نے بوکاڈیہ سے شکایت کی کہ سنجیو کمار کے انتقال پر پوری انڈسٹری اس کی آخری رسومات میں شریک ہوئی۔ اس کے ہزاروں پروانوں نے اسے شمشان بھومی تک پہنچایا مگر آپ اس موقعہ پر نظر نہیں آئے اس کی کیا وجہ تھی؟

"آپ نے بھی مجھ سے وہی سوال پوچھا جو آج کل میرا پیچھا کر رہا ہے۔ میں پہلے بھی اس کا جواب دے چکا ہوں اور آپ کو بھی دیتا ہوں کہ سنجیو کمار اچانک ہمارے بیچ سے اُٹھا تھا اگر میں اس کی ارتھی کے پاس ہوتا تو یقیناً لوگ مجھ سے سنجیو کمار کے بارے میں کچھ نہیں پوچھتے۔ ہر ایک کا سوال یہی ہوتا کہ اب 'محبت اور خدا' کا کیا ہوگا اور

www.taemeernews.com

مجھے یہ بات پسند نہ تھی کہ دُکھ کی اس گھڑی میں جب ملک کا اتنا بڑا کلاکار ہمارے سامنے ابدی نیند سو رہا ہو وہاں روپے پیسے کی باتیں پوچھیں اور کہی جائیں۔ صرف یہی وجہ تھی کہ میں سنجیو کمار کے آخری درشن نہ کر سکا۔"

"لیکن آپ کا یونٹ سنجیو کمار کے آخری سفر کی فلم بندی تو کر رہا تھا۔ اس کی شوٹنگ آپ نے کیوں کرائی؟"

"میں ان تمام مناظر کو فلم 'محبت اور خدا' میں تعارف کے طور پر پیش کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ کچھ لوگ چاہتے ہیں کہ میں گورودت کا حصہ بھی شامل کروں۔ فی الحال اس سلسلہ میں کچھ زیادہ کہنا مشکل ہے کیوں کہ ان دنوں 'ہیں و نصیب اپنا اپنا' اور 'پیار کیا ہے پیار کریں گے' میں بے حد مصروف ہوں۔"

"اکثر لوگ فلم 'محبت اور خدا' کو ایک منحوس فلم کہنے لگے ہیں اس بارے میں آپ کیا کہیں گے؟"

"میں اسے توہم پرستی کہوں گا۔ کسی کی موت کا کسی فلم کی تکمیل سے کیا تعلق۔ مستقبل میں کیا ہوگا کسے کیا معلوم؟ جو ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ میں اس فلم کو یقیناً مکمل کروں گا۔"

کے۔ بایٹیلے سے سنجیو کمار کا ذکر نکلا تو انہوں نے بتایا کہ "دل اور دیوار" کی شوٹنگ کے لئے ہم نے ریلوے سے ایک ریل گاڑی لے لی تھی۔ اس میں سنجیو کمار کے کچھ سین تھے جو کسی تکلیف کے بغیر ہو رہے تھے مگر اچانک ریل اور انجن کے درمیان کی زنجیر ٹوٹ گئی اور انجن سے الگ ہونے کے بعد ریل بے قابو ہو گئی اور ایک موڑ پر ڈبے ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ ایک ڈبے میں سنجیو کمار بیٹھے تھے اور ہم سب گھبرائے ہوئے تھے اور سنجیو کمار کی جان بچانے کا طریقہ کسی کو نہیں سوجھ رہا تھا۔ تب ہی نہ جانے کس کی دُعا تھی کہ ریل خود بخود ہی رُک گئی۔ ہم سب سنجیو کی طرف بھاگے۔ سب کی ہی حالت بُری ہو رہی تھی۔ مگر سنجیو کمار معمول کے مطابق مسکرا رہے تھے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

گلزار اور سنجیو کمار کا بہت عرصہ کا ساتھ رہا ہے۔ سنجیو کا کام تو ہر فلم میں ہی سراہا گیا ہے۔ فلم بھلے ہی فلاپ ہو گئی ہو مگر سنجیو کبھی فلاپ نہیں ہوا۔ سنجیو کو اپنی جن فلموں پر ناز تھا وہ ہیں: "کھلونا" (ایل۔ وی۔ پرساد)، 'سنگھرش' (ر دیل)، 'نیا دن نئی رات' (این۔ بی۔ علی)، 'شعلے' (رمیش سپی)، "انوبھو" (باسو بھٹاچاریہ)، 'آندھی' (گلزار)، 'موسم' (گلزار)، 'ترشول' (یش چوپڑہ)، 'ارجن پنڈت' (رشی کیش مکرجی)، 'کوشش' (گلزار)، اور 'رام تیرے کتنے نام'۔ ان ۱۱ فلموں میں ۳ فلمیں "آندھی"، 'موسم'، اور 'کوشش' ہدایت کار گلزار کی ہیں۔ اس طرح گلزار اور سنجیو کی فلمی انڈنگ بہت لمبی رہی ہے۔ مگر افسوس سنجیو پاری ادھوری ہی چھوڑ چلا گیا۔

گلزار کے پاس سنجیو کی یادوں کا پورا خزانہ ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے قدرداں رہے ہیں دوست رہے ہیں، ساتھی رہے ہیں، اسی لئے ہم چاہتے تھے کہ گلزار سے ضرور بات کی جائے۔ مگر گلزار سنجیو کی آخری رسوم کے بعد 'روپوش' ہو گئے۔ وہ اپنے دوست کا غم برداشت نہ کر سکے اور بمبئی چھوڑ کر چلے گئے۔ آخر تلاش بسیار کے بعد وہ دہلی میں ملے اور جب سنجیو کا ذکر چلا تو گلزار باتیں کرتے ہوئے مشکل سے اپنی آنسوؤں پر پار رہے تھے۔

بات چیت اس طرح ہوئی:

"سنجیو کمار نے اپنی زندگی کی ۱۱ بہترین فلموں میں آپ کی ۳ فلموں کا انتخاب کیا ہے جب کہ بہت سے ڈائریکٹروں کی ایک بھی فلم شامل نہیں ہوئی اور کچھ کی صرف ایک ہی فلم انتخاب میں آئی۔"

"سچ پوچھئے تو یہ فہرست ۳ فلموں تک محدود نہیں ہے، ان ۱۱ فلموں کی فہرست میں ۳ فلمیں اور شامل کر لیجئے۔ یہ ہیں: "سنگھرش"، "انوبھو" اور "ارجن پنڈت" ان کی ہدایت تو میری نہیں تھی مگر یہ لکھی ہوئی میری ہی تھیں۔ اس طرح ہری کو اپنی جو گیارہ فلمیں سب سے زیادہ پسند تھیں، ان میں سے ۶ فلمیں میری ہیں۔"

میرا اور ہری کا بہت زیادہ ساتھ رہا۔ بڑی لمبی جوڑی سا جھے داری رہی۔ میں نے آج تک جتنی بھی فلمیں بنائی ہیں، ان میں سے آدھی فلمیں تو ہری کے ساتھ ہی ہیں۔ یعنی آج تک میں نے ایک درجن فلمیں بنائی ہیں اور اُن میں سے چھ فلموں میں ہری نے میرے ساتھ کام کیا۔ "پریچے"، "کوشش"، "موسم"، "آندھی"، "نمکین" اور "انگور"۔"

"یہ اتفاق رہا ہے، یا جیسا کہ سنجیو نے کہا تھا 'آپ جو فلم بناتے تھے، انہیں ذہن میں رکھ کر بناتے تھے؟'"

"یہ صحیح ہے کہ میں نے جو اسکرپٹ لکھے ہری کو ذہن میں رکھ کر لکھے اور اس کی وجہ یہ تھی میں نے جو فلمیں بنائیں اُن میں بڑھ کر MATURE قسم کے کریکٹرز تھے۔ اور ہری بڑے MATURE آرٹسٹ تھے۔ پھر میری اکثر فلموں میں کریکٹر کی دو عمریں ہوتی ہیں۔ ایک جوان اور دوسرا بوڑھا۔ اور ہری کے سوا مجھے کوئی دوسرا ایسا اداکار نظر نہیں آتا تھا جو یہ دونوں رنگ ایک ساتھ خوبی کے ساتھ پیش کر سکے۔ یعنی اگر اسے جوان دکھانا ہے تو جوان نظر آئے اور اگر اسے بوڑھے کا گیٹ اپ دے دیا جائے تو بوڑھا ہی معلوم ہو۔ بہت سے دوسرے ہیرو تو بوڑھے کا رول کرنا ہی نہیں چاہتے تھے۔ یہ خوبی صرف ہری میں تھی کہ ان کو جیسا بھی کریکٹر دیا جائے، اُس میں آسانی کے ساتھ اپنے آپ کو سمو لیتے تھے سب سے بڑی بات تو یہ تھی کہ ہم دونوں میں بہت زیادہ ربط ضبط اور تال میل تھا۔ دونوں ایک دوسرے کو اچھی طرح پہچانتے تھے۔ اور ہماری یہ پہچان فلموں سے نہیں شروع ہوئی تھی بلکہ ہم دونوں ایک دوسرے کو اُس زمانے سے جانتے تھے جب ہم دونوں میں سے کوئی بھی فلموں میں نہیں آیا تھا۔ ہم دونوں کے درمیان کوئی پروفیشنل رشتہ نہیں تھا۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ میرے لئے پسندیدہ ایکٹر ہوں اور میں ان کے لئے پسندیدہ ڈائریکٹر۔ ہمارا رشتہ مختلف قسم کا تھا جس میں صرف UNDER STANDING (ایک دوسرے کو سمجھنے کی کیفیت) تھی۔ اور یہ UNDER STANDING برسوں پرانی تھی۔ ہری اُس زمانے میں آئی این ٹی اور اپٹا جیسی اسٹیج تنظیموں سے وابستہ تھے۔ یہ میں اُس زمانے

012 www.taemeernews.com

● گلزار کی فلم 'نمکین' کے ایک منظر میں شبانہ، شرمیلا، کرن ورلے، سنجیو کمار اور وحیدہ رحمان۔

کی بات کر رہا ہوں کہ جب ہری بہت کم عمر تھے، مگر ان دنوں بھی یہ اسٹیج پر بوڑھے کا رول کیا کرتے تھے۔ لیلا چٹنس ان کی بیوی کا رول کرتی تھیں اور لیلا چٹنس کا لڑکا ان کے بیٹے کا رول کیا کرتا تھا۔"

"تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ آپ بوڑھے سنجیو کمار سے چونکہ پہلے سے واقف تھے لہٰذا آپ نے ان کو فلموں میں بھی بوڑھا بنایا؟"

شاید یہ بات کچھ ایسی ہی ہو، بہرحال، جب میں نے ہری کو ایک کے بعد دوسری اور پھر تیسری فلم میں بوڑھے کا گیٹ اپ دیا تو ایک دن ہری نے مجھ سے ہنستے ہوئے کہا تھا۔ "آپ کو میری جوانی کہیں نظر نہیں آتی؟" 'پریچے' میں ہری نے جیہ کے باپ کا رول کیا تھا۔ یہی میری ہری کے ساتھ پہلی فلم تھی، دوسری فلم 'کوشش' تھی جس میں ہری جیہ کے شوہر بنے تھے۔ اس میں ہری بوڑھے بنے تھے۔"

"یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے کہ ایک ایکٹر ایک فلم میں تو کسی اداکارہ کا باپ بنے اور دوسری فلم میں اس کا شوہر۔ آخر آپ ہری کو ایسے رول کرنے کے لئے آمادہ کیسے کرتے تھے؟"

اس سے بھی عجیب بات یہ تھی یہ دونوں فلمیں 'پریچے' اور 'کوشش' ساتھ ساتھ ریلیز بھی ہوئیں، 'پریچے' کے دو ہفتے بعد 'کوشش' ریلیز ہوئی تھی' ایک فلم بمبئی کے برٹی سینما میں ریلیز ہوئی، اور دوسری میٹرو میں اور ان دونوں سینماؤں میں صرف ایک سڑک کی دوری ہے۔"

"لیکن یہ تو آپ نے بتایا ہی نہیں کہ آپ نے سنجیو کو اس کے لئے راضی کیسے کیا؟"

"بس اتنا سمجھئے کہ دونوں فلموں میں ہری کے جان دار کردار تھے۔ اس کے ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ ہری ایک اداکار تھے جو کسی خاص امیج کے ساتھ چپکے رہنا پسند نہیں کرتے تھے، وہ ایسے اداکار تھے جن کے لئے اپنے رول کی اہمیت ہوتی تھی امیج کی نہیں جب فلم 'کوشش' کی ریلیز قریب آئی تو ہم دونوں میں اس سلسلے میں یہ بات ضرور ہوئی تھی کہ کیا فلم بین اس رول کو قبول کریں گے، مگر ابتدا میں ان کی طرف سے کوئی اعتراض نہیں ہوا۔ ہری ایک ایسے اداکار تھے جنھوں نے رولز کو اپنے اندر سے نکالا۔ گیٹ اپ کی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں تھی۔ اگر آپ 'موسم' اور 'آندھی' میں ان کے رولز کا موازنہ کریں تو ان کا کاسٹیوم ایک جیسا ہے، وگ ایک جیسی ہے لیکن دونوں علیحدہ کردار نظر آتے ہیں۔"

"آپ کو سنجیو کمار کی اداکاری اپنی بنائی ہوئی کس فلم میں سب سے زیادہ پسند آئی؟"

"میرے خیال میں سب سے خوب صورت اور مشکل کردار 'کوشش' میں تھا۔ گونگے اور بہرے کی اداکاری کرنا آسان نہ تھا۔ ہر بات اشاروں سے سمجھانا تھی۔ ایک طرح سے پوری فلم ہری کے گرد تھی۔ اگر ہری اپنی اداکاری میں فلاپ ہوتے تو فلم بری طرح فلاپ ہوتی"

"اس رول کے لئے آپ نے سنجیو کمار کی کیا مدد کی؟"

"میں نے اسکرپٹ میں اس کریکٹر کی تمام حرکات و سکنات، موڈز اور جذبات کی عکاسی کی تھی اس کے بعد جب فلم سیٹ پر گئی تو ہم دونوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ ہم گونگے بہروں کی طرح اشاروں میں باتیں کرتے تھے۔ میں انہیں اشاروں میں سین سمجھاتا اور وہ اشاروں میں میری بات کا جواب دیتے۔ اس کے علاوہ ہری نے خود گونگے بہروں کے ساتھ اُٹھ بیٹھ کر ان کی تمام جزئیات کا مشاہدہ کیا۔ ہماری فلموں میں اپنے رول کے تئیں اتنے ایمان دار اداکار کہاں ہوتے ہیں فلم 'کوشش' کے ہر سین کی باقاعدہ ریہرسل کرنا پڑتی تھی۔ اس معاملے میں ہری نے بھی معاونت کی اور جیہ نے بھی۔ اُن میں کام کرنے کی لگن بہت تھی۔ دوسری فلم 'انگور' تھی جو کامیڈی فلم تھی اس پوری فلم میں TIMING کی بات تھی۔ اگر TIMING گم ہوا تو بات کچھ بھی نہیں۔ ہری نے اس رول میں بھی بہت محنت کی۔"

"آپ کی فلموں کے علاوہ جن دوسری فلموں میں سنجیو کمار نے کام کیا، اُن میں آپ کو سنجیو کمار کا کام کس فلم میں اچھا لگتا ہے؟"

"'ارجن پنڈت' میں بھی ہری کا بڑا مشکل رول تھا۔ 'نیا دن نئی رات' بھی ان کے نو رول تھے۔ اُن میں تبدیلی پیدا کرنا بڑا کمال کا کام تھا جو ہری نے بخوبی کیا۔ فلم 'چہرے پہ چہرہ' میں بھی ہری کا بڑا مشکل رول تھا۔ ہری نے بڑے کمال کے رول چُنے ہر شخص کو ایسی نظر نہیں ملتی کہ وہ اتنے عمدہ رول چُن لے۔ اور پھر اُن کو خوب صورت انداز سے ادا کرے۔ "دیوتا" میں بھی ان کا بڑے کمال کا رول تھا۔ 'گرہ پردیش' میں بھی ہری نے غضب دکھایا تھا۔ 'سنگھرش' حالاں کہ ہری کی ابتدائی فلم تھی، مگر پہلے دن کی شوٹنگ میں اس نے شطرنج کے سامنے بیٹھ کر جس اعتماد کے ساتھ اداکاری کی، اُسی سے اندازہ ہو گیا تھا کہ مستقبل میں ہری تہلکہ مچا ئیں گے۔"

013 www.taemeernews.com

• آپ کی ایسی کہانیاں بھی ہیں، جو اُن کی وجہ سے نہ بن سکیں ؟"

"میں نے حال ہی میں ایک فلم بنانے کا فیصلہ کیا تھا، جس میں ہری اور انوراد ھا پٹیل کو کام کرنا تھا۔ یہ باپ اور بیٹی کی کہانی تھی۔ فی الحال تو اتنا ہی کہوں گا کہ وہ فلم اب نہیں بن سکتی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مجھے ہری کے علاوہ اس رول کو ادا کرنے والا کوئی دوسرا ایکٹر نظر نہیں آتا۔ ہری ایک ایسے اداکار تھے، جنہوں نے مجھ سے پہلے معاوضہ کی بات کبھی نہیں کی۔ ہمیشہ یہی ہوتا کہ میں پروڈیوسر کے ساتھ ان سے ملتا اور کہتا۔ "ہری' ایک فلم کر رہا ہوں۔ ان صاحب سے ملوانے آیا ہوں۔ بات چیت کرلیں'، یہ کبھی نہیں ہوا کہ ہری نے کبھی یہ کہا ہو کہ مجھے سبجیکٹ سناؤ۔ حالانکہ ہر اداکار اور اداکارہ کہانی سُننے کا حق رکھتا ہے۔ اور معاوضہ کی بات بھی پہلے کرتا ہے۔ مگر ہری ایک مختلف انسان تھے، ایک مختلف اداکار تھے۔ میرا تو بہت قریبی یار اور دوست چلا گیا —— ویسے بھی میرے انڈسٹری میں بہت کم دوست ہیں۔ ان میں سے ایک پیارا دوست چلا گیا۔ ہری کے انتقال سے دو دن پہلے میری ان سے ان کے گھر کے سامنے ملاقات ہوئی تھی۔ میں کہیں جا رہا تھا اُن کے گھر کے پاس سے گزر رہا تو انہیں باہر کھڑے دیکھا۔ میں کار سے اُترا۔ بات چیت ہوئی۔ کہنے لگے "کل آجاؤ۔" میں نے کہا "نہیں آپاؤں گا۔ کل تو شوٹنگ ہے۔" پھر میں نے کہا۔ "فون پر بتادوں گا کہ میں کب آرہا ہوں' اس وقت مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ میری ہری سے آخری ملاقات ہو رہی ہے۔ ہری کو میں نے ہنستے ہنساتے دیکھا۔ ہری کا تذکرہ ہو تو اس کی بذلہ سنجی اور لطیفہ گوئی کا ذکر لازماً آئے گا۔ ہری کبھی مغموم یا اُداس نظر نہیں آیا۔ آصف —— مرحوم (کے۔ آصف) سے ہری کو بڑی عقیدت تھی۔ ان کی تصویر اپنے کمرے میں لگا رکھی تھی۔ جب تک ہری کی ماتا جی زندہ رہیں یہ گھر سے نکلتے وقت ان کے پاؤں چھوتے اور دیوار پر لگی ہوئی اپنے پتاجی اور آصف صاحب کی تصویروں کو پرنام کر کے نکلتے۔"

• سنجیو کمار ہمیشہ سیٹ پر لیٹ آتے تھے۔ اس سلسلے میں آپ کے کیا تجربات ہیں؟"

• ابتدا میں تو میں ان کی اس حرکت پر ناراض ہوا تھا۔ مگر بعد میں' میں بھی سمجھ گیا کہ ہری اپنی اس عادت سے چھٹکارا پانے والے نہیں۔ "نمکین" کے سیٹ پر ہمیشہ ایسا ہوتا کہ وحیدہ جی' شرمیلا جی اور شبانہ ان کا انتظار کر رہی ہیں اور مجھ سے کہہ رہی ہیں کہ ہری تو آپ کے چہیتے ہیں۔ آپ ان کو لیٹ آنے پر کچھ نہیں کہتے۔ میں جواب دیتا۔ میں تو جس حد تک کہہ سکتا تھا' کہہ چکا اب آپ کہئے۔ ہری لیٹ آتے، بہت لیٹ آتے، مگر جب آتے تو مسکراتے ہوئے۔ اس بات کا احساس ہی نہیں کہ لیٹ آئے ہیں نہ کوئی شرمندگی نہ معذرت۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ ان کے لیٹ آنے پر میں نے پیک اپ کرا دیا۔ دوسرے دن ہری وقت سے بھی پہلے حاضر —— میں نے ان سے کہا۔ "ہری' تم SURPRISE دینے سے باز نہیں آؤ گے —— کبھی لیٹ آکر حیران کرتے ہو اور کبھی وقت سے پہلے آکر۔ دو تین دن ہری وقت پر آتے اور پھر وہی لیٹ —— اور اب ہمیشہ کے لئے جانے کے معاملے میں بھی ہری نے SURPRISE دیا۔ ہمیشہ لیٹ آنے والا اتنی جلد ہمیشہ کے لئے جاکر پوری فلم انڈسٹری کو SURPRISE دے گا۔ کس نے سوچا تھا۔"

گلزار کی آنکھوں میں تیرتے ہوئے آنسو اب بہنے لگے تھے اور میرے لئے مزید سوالات کرنا مشکل ہو گیا تھا، اس لئے گلزار سے بات چیت یہیں تمام کرنا پڑی۔ سنجیو کے بارے میں کچھ تاثرات یہ ہیں۔

راجیش کھنّہ

قدرت کا یہ اصول ہے کہ جو آیا ہے اُسے ایک نہ ایک دن جانا ہے۔ جس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں، جب اس کا جنازہ دیکھتے ہیں تو بھی دل کو تھوڑی سی تکلیف ضرور ہوتی ہے، مگر جب کوئی اپنا چل دیتا ہے ہمارے درمیان سے تو اس دُکھ کو بیان کرنے کے لئے میں کیا کسی کے پاس بھی الفاظ نہیں ہوتے۔ سنجیو جی ایسے اچھے انسان اور ایسے بے جوڑ فن کار تھے جن کا مقابلہ کسی بھی فن کار سے کرنا میں ٹھیک نہیں سمجھتا۔ میں نے ان کے ساتھ 'آپ کی قسم' اور 'آکرمن' جیسی فلموں میں کام کیا۔ پل بھر میں گھل مل کر، ہنسا کر وہ ہم جیسے تنہائی پسند انسان کو بھی دوست بنا لیتے تھے۔ ان کے ساتھ کام کرنے کا ایک الگ ہی خوش گوار تجربہ تھا۔ پردے پر بے مثال فن کار مگر کیمرے سے ہٹتے ہی ہنسوڑ سنجیو کمار ہو جاتے تھے۔

ایسے عظیم انسان کی موت نے ہم سب کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ بھگوان اس عظیم آتما کو شانتی دے اور ان کے بہن بھائی اور بھتیجوں کو اس بڑے دُکھ کو برداشت کرنے کا حوصلہ بخشے۔

بی آر اشارہ

سنجیو کمار سے میری ملاقات فلموں میں آنے سے پہلے اسٹیج کے زمانے کی ہے۔

سنجیو نے مجھ سے پہلے ہی فلموں میں قدم رکھا اور آہستہ آہستہ ترقی کی منزلیں طے کرتا چلا گیا۔ میں نے اپنی پہلی فلم 'انصاف کا مندر' کی ہدایت دی تو نئی اداکارہ سنہہ لتا کے ساتھ میں نے اپنے دوست سنجیو کو لیا۔ اس کے بعد دوسری فلم 'گناہ اور قانون' کی ہدایت مجھے ملی تو سنجیو کو کم کم کے ساتھ ہیرو کا رول دیا۔

"لوگ کیا کہیں گے" بطور فلم ساز میری پہلی فلم تھی، اس میں سنجیو کے ساتھ شبانہ اعظمی، شترو گھن سنہا اور نوین نشچل کو لیا۔ دراصل کہیں سے دس بیس ہزار روپے آ گئے تھے تو اس سے یہ فلم شروع کر دی تھی۔ روپے ختم تو شوٹنگ ختم۔ سنجیو ملا تو اس نے پوچھا کیا بات ہے آپ ڈیٹ لینے نہیں آئے۔ مجھے فلم سے نکال تو نہیں دیا؟"

میں نے کہا پیسہ نہیں ہے اس لئے شوٹنگ بند ہے۔ سنجیو نے اگلے ہی دن روپیہ بھجوا دیا اور پھر شوٹنگ شروع ہوئی۔ پھر فنانس بھی مل گیا۔

پہلا ہارٹ اٹیک میری ہی شوٹنگ سے گھر جانے کے بعد ہوا۔ اگلے دن سنجیو سیٹ پر نہ آیا تو اصل بات کا پتہ چلا۔

سنجیو بہت پیارا دوست تھا، لوگ اُسے کنجوس غلط ہی کہتے ہیں وہ نہ جانے در پردہ کس کس کی مدد کرتا تھا۔

014 www.taemeernews.com

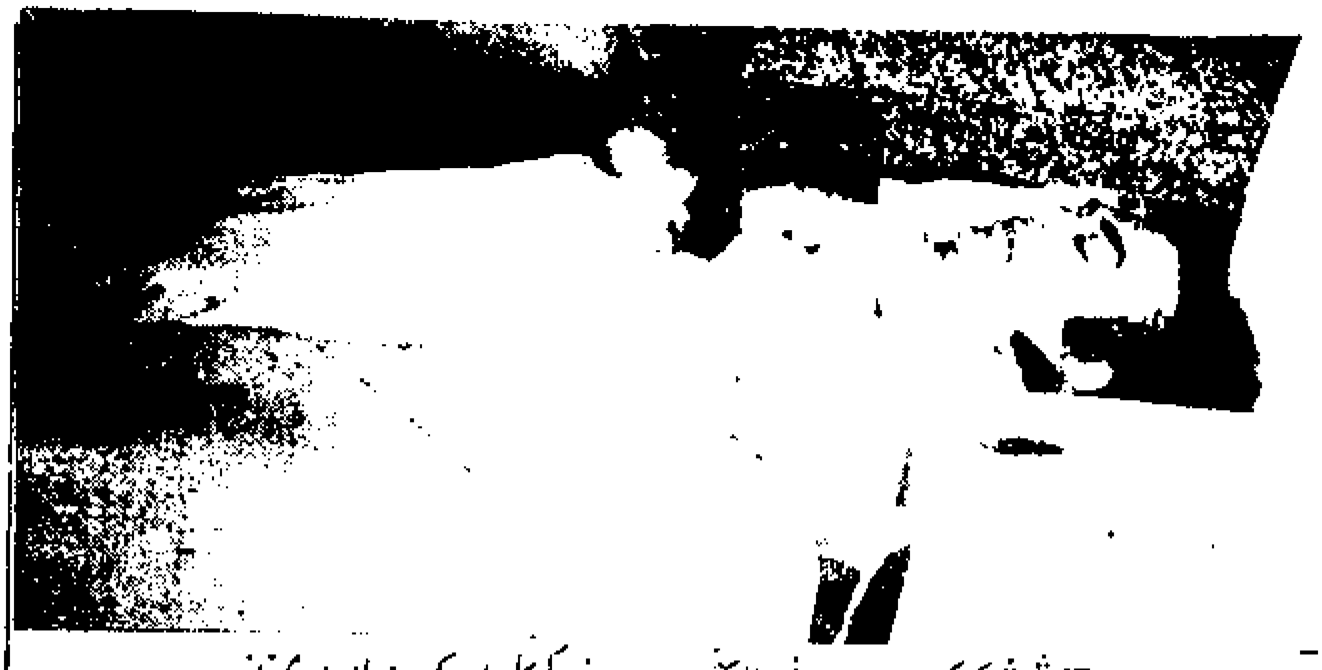

■ شیشے کے کمرے میں سونے والا سنجیو ـــــ برف کی سِلیوں کے درمیان ابدی نیند

بی آر چوپڑا

یہ ۱۹۶۶ کے شروع مہینے کی بات ہے جب میں "ہمراز" کی تیاریوں میں مصروف تھا کہ ایک شہانی صبح کو سی۔ جے۔ پاوری ایک شرمیلے سے نوجوان کو ساتھ لئے آئے (پاوری نے "قانون" "ہمراز" اور "ضمیر" لکھی تھیں اور دس برس سے ہمارے اسٹوری ڈیپارٹمنٹ سے منسلک ہیں۔) میرے کہنے پر بھی نوجوان میرے سامنے بیٹھا نہیں۔ اپنے سفید جوتوں پر نظر جمائے وہیں کھڑا رہا۔ میرے احترام نے اسے بیٹھنے سے روک رکھا تھا۔ پاوری جی مجھ سے اس کا تعارف کراتے ہوئے کہنے لگے "یہ میری نزدیکی والا ہے۔ اسٹیج کا مشہور اداکار۔ اب فلموں میں آنے والا ہے اور آپ سے ملنا چاہتا ہے۔"

میں نے نوجوان کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اس نے بڑے خلوص سے ہاتھ ملایا۔ اس نوجوان میں واقعی خلوص کی گرمی تھی۔ اپنی عادت کے مطابق میں نے اس سے سب سے پہلا سوال یہی کیا: "آج کل کیا کر رہے ہو؟"

واڈیا مووی ٹون میں کام ملا ہے جناب۔ میں ان کی فلم 'نشان' میں ڈبل رول کر رہا ہوں۔" نوجوان نے جواب دیا۔

"ایسی صورت میں تمہیں یہ مشورہ ہرگز نہیں دوں گا کہ تم میری فلم میں کوئی ثانوی رول کرو۔" میں نے کہا "یہ تمہارے لئے بھی ٹھیک نہیں رہے گا اور اس کمپنی کے لئے بھی جس نے تمہیں پہلا موقع دیا ہے۔"

چونکہ 'ہمراز' کی کاسٹ طے ہو چکی تھی اس لئے اس نوجوان سے میری پہلی ملاقات تعارف کی حد تک ہی رہی۔ میری بات سُن کر اس نے صرف اتنا کہا "تو پھر میں انتظار کروں گا۔" یہ کہہ کر اس نے اجازت چاہی اور رخصت ہو گیا۔

اتنی مختصر سی ملاقات کی بنیاد پر یہ اندازہ کرنا تو مشکل تھا کہ یہ نوجوان کیسی بلندیوں پر جا سکے گا تاہم ان چند لمحوں میں بھی وہ اپنی شخصیت کا کچھ نہ کچھ نقش چھوڑ ہی گیا۔ یہ احساس مجھے اُس وقت بھی ہوا کہ اس نوجوان میں جوہر ہیں اور اس کا مستقبل روشن ہے۔ اُس وقت بھی اس کے چہرے پر کسی شرمیلی دوشیزہ جیسی مسحور کُن مسکراہٹ تھی ـــــ وہ مسکراہٹ جو آخری دم تک اس کے ہونٹوں پر رقصاں رہی۔

وقار اور دوستی کا جذبہ اس کی پوری شخصیت سے جھلکتا تھا۔ اس سلسلے میں ایک ذاتی تجربہ مجھے اُس وقت ہوا جب ایک فلم ڈیلیگیشن میں ہم دونوں کناڈا گئے۔ یہ "چھوٹی سی بات" کے ریلیز ہونے کے بعد کا واقعہ ہے۔ ودیا سنہا بھی ہم لوگوں کے ساتھ تھیں۔ اس سفر میں ہم دونوں بہت قربت محسوس کرنے لگے تھے۔ ایک روز اس نے بچوں جیسی معصومیت کے ساتھ کہا "چوپڑا صاحب، لوگ مجھے کنجوس کہتے ہیں لیکن دیکھئے، میں اپنے دوستوں کے لئے کیا خرید رہا ہوں۔ کارٹیر کے لائٹر (جو دنیا میں سب سے زیادہ مہنگے لائٹر ہیں)، قیمتی سینٹ اور پین سیٹ۔" اس مختصر سے دورے میں مجھے سچ مچ بہت لطف آیا اس عظیم اداکار کا اصلی کردار مجھ پر اُن ہی دنوں کھُلا۔ کس طرح وہ اپنی ماں پر واری جاتا تھا (جو وہیں تھیں)، کس طرح اپنے پرستاروں کے ہجوم میں وہ اپنی ماں کے کندھے پر ہاتھ رکھے ان کے پیچھے پیچھے چلتا تھا ـــــ یہ دیکھ دیکھ کر ہمیں حیرت بھی ہوتی تھی۔ دل پر ایک عجیب اثر ہوتا تھا۔ وہ واقعی یاروں کا یار تھا۔ اس کی صحبت نہایت پُرلطف تھی۔ اس کی شام شراب کے بغیر کم ہی گزرتی تھی لیکن اسے اپنے شراب سے دُور رہنے والے دوستوں کو سنگت کا مزہ فراہم کرنے کا ہُنر خوب آتا تھا۔ میں بھی اس کے ایسے ہی 'زاہد خشک' قبیل کے دوستوں میں سے تھا جن کو وہ مذاق میں 'بے چارے' بدقسمت لوگ کہا کرتا تھا۔

سنجیو میں مزاح کی حس بے پناہ تھی۔ اس ضمن میں ایک واقعہ یاد آ رہا ہے۔ جب انجام کار ہم دونوں "پتی پتنی اور وہ" میں آپ جا پہونچے اس فلم کا مشہور گیت "ٹھنڈے ٹھنڈے پانی سے ..." پکچرائز کرنے کا موقع آیا تو وہ مجھے باتھ روم میں لے گیا۔ وہاں چوکی پر بیٹھ کر اس نے اپنی توند کی طرف اشارہ کیا جو ڈھلک کر چوکی تک پہنچ رہی تھی اور کہنے لگا "کیا آپ کے خیال میں یہ کوئی اچھا نظارہ ہے؟"

میں نے فوراً کہا "بھئی، جہاں تک تنا کا تعلق ہے، مجھے اس میں کوئی بُرائی نظر نہیں آتی۔ یہ بہرحال ایک شادی شدہ آدمی کی تخصیت کا حصّہ ہے جو خیر سے ایک بچے کا باپ بھی ہے۔"

اس نے اعتراض کیا "مگر مجھے تو اس میں بُرائی ہی بُرائی نظر آتی ہے۔ اس سے میری ہیرو امیج برباد ہو کر رہ جائے گی اور میری دوسری فلموں پر بہت خراب اثر پڑے گا۔"

میں نے چل کر کہا "پھر تمہاری کیا رائے ہے؟ اس پکچر کی مکمل شوٹنگ مہینہ بھر میں رُکے بغیر ہوگی اور ظاہر ہے اتنے دن میں تمہیں چھریرا بنانے کے لئے کوئی کرشمہ تو ہونے سے رہا۔"

وہ بولا "مجھے کوشش تو کرنے دیجئے۔

www.taemeernews.com

میں سخت ڈائٹنگ کروں گا۔ اس گیت کی شوٹنگ سب سے آخر میں کر لیجئے گا"۔

میں نے کہا "ٹھیک ہے۔ تمہاری بات ہی مان لیتے ہیں"۔

اس نے جھٹ عہد کر لیا کہ اس کا لنچ صرف سلاد اور پتلے سوپ پر مشتمل ہوا کرے گا۔ اُس روز اس نے یہی خوراک کھائی۔ لنچ کے بعد اسے سستانے کی عادت تھی، اس لئے وہ خراٹے بھرنے کے لئے اپنے بستر پر چلا گیا۔

بے چارہ ہری بھائی سپنوں کی دنیا میں کھونے ہی والا تھا کہ اس کے نتھنوں میں فش کری (مچھلی کے سالن) کی خوشبو پہنچی جو دوسرے لوگوں کے معمول کے لنچ میں شامل تھی اور میز پر آ گئی تھی۔ بلکہ خود سنجیو نے چند روز پہلے مچھلی اور چاول کی فرمائش کی تھی۔ خیر، فش کری کی خوشبو ناک میں پہنچتے ہی نیند سنجیو کی آنکھوں سے کوسوں دور بھاگ گئی اور وہ بے چین ہو کر بھاگ کھڑا ہوا۔ وہ اپنے سارے عہد، سارے ارادے بھول گیا اور اس نے اپنے دونوں ہاتھ مچھلی، چاول سے بھر لئے۔ مگر اسے کھاتے دیکھ کر بھی مزہ آ گیا۔ وہ سُو سُو کرتا جا رہا تھا، جسم پسینے میں شرابور ہو رہا تھا۔ مگر وہ پیٹ بھر کر کھانے میں مصروف تھا۔ جب اس کا پیٹ خوب بھر گیا تو وہ کہنے لگا "گھبرایئے نہیں، میں نے اپنا عہد بس آج کے لئے توڑا ہے۔ کل سے فش کری بالکل نہیں چلے گی، صرف ڈائٹنگ ہوگی۔ سخت ڈائٹنگ"۔ لیکن ہر روز وہ اسی طرح مزے لے لے کر کھانا کھاتا رہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب شوٹنگ کا آخری دن آیا تو وہ خود ہی اس گیت کو پکچرائز کرانے کے لئے تیار ہو گیا۔ اگرچہ اس درمیان اس نے اپنے وزن میں پورے پانچ پونڈ کا مزید اضافہ کر لیا تھا! اُس وقت اس نے اپنی بے تحاشا بڑھی ہوئی توند پر بس ایک بار مایوسی بھری نظر ڈالی اور پھر آہ بھر کر اُداسی کی مسکراہٹ کے ساتھ کہا "سب تقدیر کے کھیل ہیں، چوپڑا صاحب۔ آدمی کیا کر سکتا ہے؟ مگر بھگوان جو کچھ کرتا ہے، اچھا ہی کرتا ہے"۔

سنجیو کو موت سے ڈر نہیں لگتا تھا، مگر اسے جلد موت کی گود میں پہنچنے کا اندیشہ ضرور رہتا تھا۔ وہ اکثر کہا کرتا تھا کہ اس کے خاندان کے کسی بھی مرد نے پچاس برس سے زیادہ عمر نہیں پائی۔ یہ خیال ہمیشہ اس کے حواس پر سوار رہتا تھا۔ پچھلے سال اپنے بھائی کی موت پر بھی اس نے یہ بات دُہرائی تھی۔ آج مجھے محسوس ہوتا ہے کہ شاید اُسے اپنی موت کا پہلے سے علم ہو گیا تھا۔

نوشاد

سنجیو کمار ایک اعلیٰ فن کار ہی نہیں، اعلیٰ انسان بھی تھے۔ مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرنا ان کی فطرت تھی، چاہے وہ فلم انڈسٹری کے لوگ ہوں یا غیر فلمی لوگ۔ سنجیو کا مذہب انسانیت تھا انہوں نے دونوں مذہبوں کے درمیان مفاد پرستوں کی کھڑی ہوئی دیواروں کو گرا دیا تھا۔ مرحوم کے۔ آصف سے وہ بے حد محبت کرتے تھے۔ اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ جہاں آصف صاحب کی موت ہوئی تھی، اس جگہ سنجیو نے کاٹیج نما شیشے کا کمرہ بنوا دیا ہے۔ آصف صاحب کی موت سنجیو کے زانو پر ہوئی تھی اور جب آصف صاحب کی برسی ہوتی تھی، سنجیو اسی جگہ پہنچ کر اگربتی وغیرہ سلگاتے تھے اور فقیروں کو کھانا کھلاتے تھے۔ فلم "محبت اور خدا" کو مکمل کرنے کے لئے وہ ہر طرح تیار رہتے تھے۔ کسی بھی طرح وہ آصف صاحب کے خواب کو پورا کرنا چاہتے تھے۔ لیکن شاید قدرت کو یہ منظور ہی نہیں تھا۔ ابھی حال ہی میں انھوں نے اس فلم کی ڈبنگ بھی کی تھی۔ سنجیو کی موت لاکھوں کروڑوں چاہنے والوں کے دلوں میں ایک کسک پیدا کرتی رہے گی۔

کیفی اعظمی

پچھلے دنوں مشہور شاعر کیفی اعظمی دفتر شمع میں آئے تو ان سے جہاں اور باتیں ہوئیں وہاں سنجیو کے بارے میں کافی ذکر رہا۔

کیفی صاحب نے سنجیو کمار کو بہت پیارے الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا اور بتایا کہ جن دنوں وہ تھیٹر میں زیادہ دلچسپی لیتے تھے اُن دنوں ایک نوجوان جس کا نام ہری زری والا تھا اسٹیج پر

■ نوشاد علی کا سنجیو کمار کو خراج عقیدت

قدم رکھنے کی کوشش میں اپٹا گروپ کے چکر لگاتا تھا۔ آخر اسے کامیابی ملی اور ڈرامہ "ڈمرو" میں اس نے شبانہ اعظمی کی والدہ شوکت کیفی کے بوڑھے شوہر کا رول کیا۔ یہ ڈرامہ اے کے ہنگل کی زیر ہدایت پیش کیا گیا تھا یعنی اُس عالم نوجوانی میں بھی سنجیو نے عمر رسیدہ کریکٹر کیے بلکہ سٹیج کی شروعات ایسے ہی رول سے ہوئی۔

سنجیو کمار نے بہت چاہا کہ اس کی شادی شبانہ اعظمی سے ہو جائے مگر اس کی خواہش پوری نہ ہو سکی۔ اس سلسلے میں ہمارے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کیفی صاحب نے اس بات کی تصدیق تو نہیں کی مگر اتنا ضرور کہا کہ ہاں میں نے سُنا تھا کہ سنجیو میری لڑکی شبانہ سے شادی کرنا چاہتا تھا مگر سنجیو کی ماں بہت سخت مذہبی خیالات کی تھیں، اُنہوں نے اس شادی کی اجازت نہیں دی۔

سلکھشنا پنڈت

سنجیو کمار کے بہت زیادہ قریب رہنے والوں میں یوں کہا جائے کہ خاص الخاص قریبی لوگوں میں ہیروئن سلکھشنا پنڈت بھی رہی ہے۔ آج

016 www.taemeernews.com

دیوآنند اور شترگھن سنہا — ساتھی کا آخری دیدار

سے کئی برس پہلے سلکشنا اور سنجیو کی شادی کی بات چل رہی تھی مگر کسی وجہ سے شادی نہ ہو سکی تو سلکشنا نے اعلان کیا تھا کہ وہ شادی کرے گی تو سنجیو سے ورنہ کنواری رہے گی۔ آج کل وہ بیمار ہے، اس لئے اس کے گھر پر ہی ملاقات ہوئی۔ کچھ تو بیماری کی وجہ سے اور کچھ سنجیو کی موت کے غم میں وہ اتنی اُداس نظر آرہی تھی کہ سنجیو کے بارے میں بات شروع کرنے میں بھی جھجک محسوس ہو رہی تھی۔ اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد جب سنجیو کمار کا ذکر آیا تو سلکشنا نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا:

"مجھے تو آج بھی کبھی کبھی ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وہ مرے نہیں ہیں۔ اتنے اچھے انسان سب لوگوں سے گھل مل کر رہنے والے۔ سب کو اپنا سمجھنے والے یکایک کیسے اتنی دور جا سکتے ہیں۔

ایک فن کار کے ناطے میں ان کو اچھی طرح جانتی تھی۔ اتنا بڑا فن کار لاکھوں میں ایک ہی ہوتا ہے۔ ان کے ساتھ میں نے کئی فلمیں کی ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ ہر چھوٹے بڑے فن کار کی عزت کی۔ گھمنڈ نام کی چیز ان میں نام کو نہ تھی۔ ایسے عظیم اداکار کو کھو دینے کے غم کو میں کس طرح برداشت کر رہی ہوں یہ میرا دل ہی جانتا ہے۔"

اتنا کہتے کہتے سلکشنا پنڈت کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ پھر وہ خود کو سنبھالتے ہوئے کہنے لگی: "میں کیا کہوں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔ بس آخر میں یہی کہنا چاہتی ہوں کہ بھگوان اُن کے خاندان کو اس گہرے دُکھ کو سہنے کی طاقت دے اور اپنے اور شمع کے پروانوں کی طرف سے یہی دعا کرتی ہوں کہ بھگوان اس مہان آتما کو شانتی دے۔ اب تو اُن کے ساتھ گزرے ہوئے لمحوں کی یادوں کے سہارے ہی جینا ہے۔ ایک فلم 'اپناپن' کا گیت مجھے اس وقت یاد آرہا ہے جو انسانی زندگی کی ایک بڑی سچائی بیان کرتا ہے:

آدمی مسافر ہے آتا ہے جاتا ہے
آتے جاتے رستے میں یادیں چھوڑ جاتا ہے

جے شری ٹی

سنجیو کے انتقال کی خبر مجھے بڑودہ میں ملی۔ فلائٹ وقت پر نہیں ملی تو میں ٹرین کے ذریعہ بمبئی پہنچی اور اسٹیشن سے سیدھی سنجیو کے گھر آئی۔ سنجیو ابدی نیند سو رہے تھے، لیکن میرا دل کہہ رہا تھا کہ یہ صرف ہم سب کا وہم ہے وہ ابھی مسکراتے ہوئے آئیں گے اور ہم سب کو چونکا دیں گے۔

سنجیو کمار کے انتقال سے انڈسٹری ایک بلند پایہ اداکار سے محروم ہو گئی اور میں اپنے ایک رفیق سے۔

موسمی چٹرجی

میں نے اور سنجیو کمار نے فلم 'زندگی' میں پہلی بار ایک ساتھ کام کیا تھا اور اس فلم میں میں ان کی بیٹی بنی تھی۔ بعد میں دوسری فلموں میں میں ان کی بیوی بھی بنی اور بھابی کے رول بھی ادا کئے۔ میری اور سنجیو کمار کی ایک فلم "رسوائی" مکمل ہے اور آپ جلد ہی اسے دیکھیں گے۔

سنجیو کمار سے ہمارے بہت قریبی تعلقات تھے۔ وہ اکثر اپنے بھتیجوں کے ساتھ ہمارے گھر آجاتے۔ میری بچیاں اور سنجیو کے بھتیجے گھنٹوں ایک ساتھ کھیلتے۔ سنجیو کو صحیح معنوں میں بچوں سے بہت پیار تھا۔ وہ ایک اچھے انسان اور بہترین اداکار تھے۔ پرماتما اُن کی آتما کو شانتی دے۔

زینت امان

سنجیو کمار کے انتقال کی خبر سُن کر مجھ پر تو سکتہ سا طاری ہو گیا۔ مجھے یقین ہی نہیں آرہا تھا سنجیو جیسا پیارا ساتھی ہمارے بیچ نہ رہا۔ میرے نزدیک تو سنجیو کمار انڈسٹری کا سب سے مہذب انسان تھا۔ ابھی پچھلے دنوں ہی تو ہم اپنی فلم 'بات بن جائے' کی شوٹنگ کر رہے تھے۔ کسے معلوم تھا کہ کچھ دن بعد سنجیو کمار ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہم سے بچھڑ جائے گا۔

منوج کمار

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ فن کار سنجیو کمار کے جینے کی صلاحیت سے موت بھی جلتی تھی۔ وہ ایک ہر فن مولا آرٹسٹ تھے۔ کردار جوان ہو یا بوڑھا، کامیڈی ہو یا ٹریجڈی ہر طرح کے رول میں وہ اپنے آپ کو سمو لیتے تھے۔ اتنی کم عمر میں شاید کسی اور آرٹسٹ نے ایسا کمال حاصل نہیں کیا۔ بہت کم لوگ ہیں اس انڈسٹری میں جو کسی کے تین اور تیرہ میں نہیں ہیں۔ اُن میں سے سنجیو ایک تھے۔ اس دُکھ بھرے موقع پر ایک اور بات بھی ثابت ہوئی ہے کہ اگر کسی اداکار کے ماں باپ نہیں ہیں تو فلم انڈسٹری اُسے یتیموں کی طرح مرنے نہیں دیتی اور نہ اُسے یتیموں کی طرح رہنے دیتی ہے۔ یہ ایسی برادری ہے جو اس شعر کے برعکس رویہ کا اظہار کرتی ہے:

دبا کے چل دئے سب قبر میں دُعا نہ سلام
ذرا سی دیر میں کیا ہو گیا زمانے کو

اکثر کہا جاتا ہے کہ پھول پھلواری سے بچھڑنے کے بعد گلے کا ہار بنتا ہے، لیکن سنجیو تو زندہ جاوید پھول تھے۔ مرنے سے پہلے ہی لوگ ان کی تعریف کرتے تھے اور مرنے کے بعد بھی تعریف کے ساتھ یاد کریں گے۔

سنجیو کا تعلق گجرات سے تھا اور گجرات کی

یہ روایت ہے کہ جب کوئی مہمان رخصت ہوتا ہے تو کہتے ہیں "آ دجو" (پھر آنا)۔ یہی الفاظ میں سنجیو کمار کے لئے استعمال کرتا ہوں: "آ دجو"

یعنی Come again...

نمی

سنجیو کمار کے انتقال سے ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے۔ وہ باکمال اداکار اور انتہائی شائستہ انسان تھے۔ مجھے تو دُور دُور تک ایسا کوئی اداکار نظر نہیں آتا جو سنجیو کمار کا بدل ثابت ہو سکے ـــــ "محبت اور خدا" تو مکمل نہ ہو سکی، مگر اس فلم نے مجھے کتنے جذباتی غم دئے۔ پہلے گورودت گئے پھر آصف صاحب اور اب سنجیو کمار۔

یہ کہاوت درست ہی ثابت ہو رہی ہے کہ اچھے لوگ پہلے اُٹھائے جاتے ہیں

اشوک کمار

میں جب سنجیو کمار کے ساتھ فلم 'آشیرواد' کی شوٹنگ کر رہا تھا تو میں نے غور کیا تھا کہ وہ غیر فطری مکالموں کو بڑے سنجیدہ طریقہ سے فطری انداز میں ڈھال کر ادا کرتا تھا۔ میں اسی وقت سمجھ گیا تھا کہ یہ فن کار ضرور نام کمائے گا اور اسٹار کے طور پر مقبول ہو یا نہ ہو، فن کار کے رُوپ میں ضرور فلم بینوں کے دلوں میں اپنا ایک الگ مقام بنا لے گا۔

اس کے بعد میں نے کئی فلموں میں اس کے ساتھ کام کیا اور ہر نئے رول میں پایا کہ وہ رول کو جیتا تھا، سنجیو کمار کو نہیں۔ اتنے اعلیٰ فن کار اور اتنے اچھے انسان کے ہم سب کے درمیان سے اُٹھ جانے سے جو نقصان ہوا ہے اس کی تلافی ہزاروں برس میں بھی شاید ہی ہو سکے۔ اتنی کم عمر میں بھگوان نے اسے ہم سے چھین کر اس پر تو ظلم کیا ہی، ساتھ ہی ہم سب پر بھی ظلم کیا ہے۔

میں تو ہمیشہ ہنسنے مسکرانے والا انسان ہوں مگر سنجیو کی موت نے مجھے کئی دن تک ہنسنا ہنسانا بھلا دیا تھا۔ آج وہ نہیں ہے، مگر اس کے فن کا تحفہ جو ہم سب کو ملا ہے، اُسے آخری نشانی سمجھ کر ہمیں اپنے پاس رکھنا ہے۔

پریم چوپڑہ

سنجیو کمار بہت اچھے انسان تھے۔ اُن کے ساتھ پہلی بار میں نے فلم 'ترشول' میں کام کیا تھا۔ اس کے بعد ہم دونوں کئی فلموں میں یک جا ہوئے۔ جتنا زیادہ ہم دونوں شوٹنگ پر ساتھ رہتے اُتنے ہی زیادہ ایک دوسرے کے اچھے دوست بھی بنتے گئے۔ پردے پر تو ہم اکثر ایک دوسرے کے دشمن ہی نظر آتے تھے، مگر اصلیت یہ بھی کہ ہم بہت گہرے دوست تھے۔

فلم نشان سے انہوں نے مجھے 'پریم' کہنا چھوڑ کر ٹائیگر کہنا شروع کر دیا تھا۔ کہتے تھے "تو پردے پر شیر نظر آتا ہے اور ایکٹنگ چیتے کی طرح کرتا ہے۔ پریم لفظ کا تو تجھ سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے، اس لئے میں تجھے 'ٹائیگر' ہی کہوں گا۔" پھر انہیں چھیڑنے کی غرض سے میں نے بھی کچھ دن بعد انہیں ٹائیگر کہہ کر پکارنا شروع کر دیا۔ یعنی دونوں نے ایک دوسرے کو ٹائیگر نام دے دیا ـــــ مگر اب مجھے ٹائیگر کہہ کر کون بلایا کرے گا؟ میں نے اپنا ایک ساتھی اور دنیا نے ایک ایسا فن کار کھو دیا جس کا بدل ملنا ناممکن ہے۔

سریندر موہن

پروڈیوسر ڈائرکٹر سریندر موہن سے ملاقات ہوئی تو وہ سنجیو کمار کا ذکر کرتے ہوئے کہنے لگے:

میں "عداوت" کے پروڈیوسر جانی وہبکی کے ساتھ شوٹنگ کا پروگرام بنا رہا تھا کہ فون کے ذریعہ سنجیو کمار کی موت کی خبر ملی۔ کچھ لمحوں تک کے لئے تو میں جیسے اپنے ہوش و حواس ہی کھو بیٹھا۔ یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ اور میرا بیس برس کا دوست اس طرح ہم سے اچانک الگ ہو جائے گا۔

سنجیو سے میری دوستی کی بنیاد اُن دنوں پڑی تھی جب میں ایچ ایس رویل کے چیف اسسٹنٹ کی حیثیت سے کام کر رہا تھا۔ فلم "سنگھرش" میں ہری بھائی بھی کام کر رہے تھے۔ ان کی مذاق کی عادت کے باعث میں ہی کیا اور بھی بہت سے لوگ

■ فلم "محبت اور خدا" کا قیس: سنجیو کمار

ان سے گھل مل گئے تھے۔

ایسے انسان اور ایسے اداکار کے بارے میں جتنا بھی جو کچھ کہا جائے کم ہے۔ لوگوں کے دکھ میں حال چال پوچھنا، ہمدردی رکھنا، مصیبت میں کام آنا، روتے ہوئے کو ہنسا دینا اُن کی شخصیت کے خاص اوصاف، خاص عادتیں تھیں اور ان صفات کی وجہ سے وہ لوگوں کے چہیتے بنے رہے۔

رمیش تلوار

ایسے عظیم اداکار کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ ایسے اداکار بڑی مشکل سے ہزاروں سال میں پیدا ہوتے ہیں۔ سنجیو سے میری دوستی اپٹا (انڈین پیپلز تھیٹرز ایسوسی ایشن) کے دور سے چلی آ رہی تھی۔ اس درمیان زمانے نے کتنے ہی رنگ بدلے، مگر ہماری دوستی میں کوئی فرق نہیں آیا۔

۶۴-۱۹۶۳ میں ہم بمبئی کے کسی سنیما ہال میں فلم دیکھنے جاتے تھے تو شو ختم ہونے کے بعد میں باہر نکل کر کہتا: ہری یار، فلم بکواس تھی۔ دو کوڑی کی بھی نہیں تھی۔ اس پر وہ سنجیدگی سے کہتے

www.taemeernews.com

■ پونم: ہنسوں اور رمیش تلوار — ساتھی کے بچھڑنے کا غم

رمیش، فلم کے اندر فلاں کلاکار کا فلاں سین اچھا تھا، وہاں اس نے اچھی ایکٹنگ کی تھی۔ ایسا ہونا چاہئے، ویسا ہونا چاہیے۔

میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہری بھائی ہر وقت ان کے اندر چھپا ہوا کلاکار بولتا رہتا تھا۔ فلم "سوال" کے لئے میں نے انہیں کچھ سین سمجھائے۔ انہوں نے وہ سین کئے بھی اچھے، مگر پردے پر وہ سین دیکھ کر مجھے اور بھی زیادہ لطف آیا۔ کیوں کہ اداکاری کی صلاحیت کے علاوہ انہیں ایسے شاٹ دینے کا ہنر بھی آتا تھا جو کیمرے کی نگاہ سے اور بھی اچھے لگیں۔

"ترشول" کی جب شوٹنگ چل رہی تھی تو میں یش جی کا چیف اسسٹنٹ تھا۔ شوٹنگ پر سنجیو اکثر مجھ سے کہتے: یار رمیش، اب تو شادی کر لے۔ میں جواب میں کہتا: نہیں ہری بھائی پہلے تمہیں شادی کرنی چاہیے۔ وہ ہنس کر کہتے "یار، میں تو دل کا روگی ہوں۔ کسی کو جوانی میں بیوہ نہیں کرنا چاہتا۔ اس وقت ہم لوگ اُن کی بات کو اتنی اہمیت نہیں دیتے تھے۔ مگر آج رہ رہ کر یہ بات یاد آتی ہے تو آنکھیں بھر آتی ہیں۔

میک موہن

ہم دونوں نے ایک ساتھ ایکٹنگ کی ٹریننگ لینا شروع کی تھی۔ اسکول میں ہم دونوں کے گرد شری پی ڈی شنائے تھے۔ مرنے سے کچھ ہی پہلے سنجیو کی ۶ نومبر کو اُن سے ملاقات ہوئی تھی۔ شاید اس طرح ہری نے اپنے گرو سے آخری اجازت حاصل کی تھی۔ سنجیو ہمارے دوست تھے، بہت اچھے دوست تھے۔ اچھے ایکٹر تو تھے ہی، لیکن ایکٹر کی حیثیت سے کہیں زیادہ میں انہیں انسان کی حیثیت سے جانتا ہوں۔

سروش مودی (سنجیو کا میک اپ مین)

میں لگ بھگ بارہ سال سے ہری بھائی کے ساتھ میک اپ مین کے طور پر ہوں۔ میں نے ان کو غصے میں کبھی نہیں دیکھا۔ وہ سب کی عزت کرتے تھے۔ دوسرے آرٹسٹوں کی طرح انہوں نے مجھ سے کبھی یہ نہیں کہا کہ ہمیں کچھ اٹھا کر دے دو وہ ایک عظیم انسان تھے۔ آواز کی دنیا میں رفیع صاحب کو کوئی چھو بھی نہیں سکتا، اسی طرح اس وقت کے ٹاپ ایکٹر نصیر کو چھوڑ کر سنجیو کمار کے ایکٹنگ آرٹ کو بھی کوئی نہیں چھو سکا۔

جمنا داس (سکریٹری، سنجیو کمار)

سنجیو کمار کے بارے میں مختلف لوگوں سے بات کی گئی ہے، مگر اُن میں سب سے اہم شخصیت جمنا داس کی ہے، جو سنجیو کمار کا سکریٹری ہے۔ وہ سنجیو کمار کے ساتھ اُس کی پہلی فلم سے آخری فلم یا آخری گھڑی تک اس کے سکریٹری، بزرگ، دوست، ہمدرد، مددگار اور مصالح کار کی طرح رہا ہے۔ سنجیو کمار کے بارے میں جتنا جمنا داس کو معلوم ہے اتنا کسی اور کو معلوم نہیں۔ جمنا داس نے ایک طرح سنجیو کو خود پالا ہے، اپنے ہاتھوں سے اپنی آنکھوں کے سامنے سنجیو کو پلتے بڑھتے اور فلمی دنیا پر چھا جاتے دیکھا ہے لیکن جمنا داس نے خود کو ہمیشہ خبروں اور اخبار والوں سے دور ہی رکھا۔ یہ اس کا پہلا انٹرویو ہے:

س: آپ کی سنجیو کمار سے پہلی ملاقات کب اور کیسے ہوئی؟

ج: یہ ۱۹۶۲ کی بات ہے۔ اُن دنوں سنجیو کمار ہری بھائی زری والا کے نام سے گجراتی ڈراموں میں ایکٹنگ کرتا تھا اور بھلیشور کی ایک چال کے چھوٹے سے کمرے میں رہتا تھا۔ ایودھ جوشی کے ایک ڈرامے کے دوران میں برلا ہال میں پہلی بار میں ہری بھائی سے ملا۔ میں اُس زمانے میں منی لال ڈریس والا کے ہاں کام کر رہا تھا میں نے خود ہی ہری بھائی سے اپنا تعارف کرایا۔ اُس وقت تک میں نے "نشان" کی دو ریلیں دیکھی تھیں۔ میں نے ہری بھائی سے کہا "آپ ایکٹنگ میں ضرور اچھے کلاکار بنیں گے، اونچے درجے کے کلاکار۔ میں آپ کا سکریٹری بننا چاہتا ہوں" اس طرح یہ ہماری پہلی ملاقات تھی۔

س: اُن دنوں سنجیو کمار آپ کو کیسے لگتے تھے؟

ج: بہت چُپ چپ سا رہنے والا، بہت کم بولنے والا۔ جب تک کچھ پوچھا نہ جائے مونہہ نہیں کھولتا تھا۔ اُس زمانے میں وہ سفید پاجامہ اور کرتا پہنتا تھا۔ سر کے بال لمبے رکھتا تھا، بے حد شرمیلا تھا۔ اُس وقت کے سنجیو کمار کو دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ شخص ایک دن ہندوستان کا اتنا بڑا ایکٹر بنے گا۔

س: پہلی فلم "نشان" کے لئے سنجیو کمار کو کتنا معاوضہ دیا گیا تھا

ج: ہومی واڈیا نے سنجیو سے ایک ساتھ تین فلموں کے لئے کانٹریکٹ کیا تھا۔ پہلی فلم "نشان" کے لئے ڈھائی ہزار اور باقی دونوں فلموں کے لئے پانچ ہزار کا کانٹریکٹ تھا۔

س: آپ کو سکریٹری کے طور پر پہلا معاوضہ کتنا اور کب دیا گیا؟

ج: سات مہینے تک میں سنجیو کو فلمیں دلانے کے لئے بھاگ دوڑ کرتا رہا۔ اس دوران میں نے کوئی پیسہ نہیں لیا۔ آٹھویں مہینے میں ہری بھائی نے مجھے میرا پہلا معاوضہ دیا، جو ڈیڑھ سو روپے تھا۔ اُس روز میں سنجیو کمار کے ساتھ بھلیشور سے بس میں بیٹھ کر ہومی واڈیا کے پریل والے دفتر

019 www.taemeernews.com

میں جا رہا تھا، جب مجھے پہلی تنخواہ ملی۔

س : اسٹار بننے پر آپ نے سنجیو کمار میں کیا کیا تبدیلی محسوس کی؟

ج : ایک واقعہ سُناتا ہوں، جس سے آپ کے سوال کا جواب خود بخود مِل جائے گا۔

کام یاب کلاکار اور اسٹار بننے کے بعد سنجیو کمار نے تاج محل ہوٹل میں اپنے اسٹیج کے دوست پروین جوشی کے لئے ایک پارٹی دی تھی۔ سنجیو کام یابی کے بعد اپنے دوستوں کو کبھی نہیں بھُولا۔ اس پارٹی میں سنجیو نے پروین جوشی کو ہدایت کار بنانے کا اعلان کیا تھا۔ سنجیو نے تصویریں کھنچواتے وقت ایک ہاتھ اپنی ماں اور بھائی منگل، اور دوسرا ہاتھ پروین جوشی کے کندھے پر رکھتے ہوئے کہا تھا "ہم لوگ بھلیشور کی چال میں رہتے تھے۔ آج ہم تاج میں پارٹی دے رہے ہیں، تصویریں کھنچوا رہے ہیں۔ ایشور سے پرارتھنا کریں کہ ہم میں کام یابی سے وہ تبدیلی کبھی نہ آئے جو دوسرے لوگوں میں آجاتی ہے۔ ہم میں یہی دوستی کا جذبہ ہمیشہ ہمیشہ رہے۔"

اور سنجیو کمار نے آخری وقت تک اپنے اسی جذبے کو قائم رکھا۔

س : کیا آپ کو کوئی ایسا واقعہ یاد ہے جس نے سنجیو کمار کو بہت چوٹ پہنچائی ہو؟

ج : جی ہاں، ایک واقعہ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ راج شری پروڈکشن نے سنجیو کمار کو اپنی ایک فلم میں مینا کماری کے ساتھ لیا تھا۔ اس فلم کا نام "آرتی" تھا۔ پھر کسی وجہ سے راج شری پروڈکشن نے "آرتی" سے ہری بھائی کو نکال کر پردیپ کمار کو لے لیا۔ اس بات سے ہری بھائی کو گہری ٹھیس پہنچی۔ اُس دن وہ اتنا دُکھی تھا کہ اس نے زندگی میں پہلی بار شراب پی۔ ہری بھائی کی شراب نوشی کی شروعات اسی واقعہ سے ہوئی۔

س : وہ کون سے پل ہوتے تھے جب سنجیو کمار بہت خوش ہوتے تھے؟

ج : اپنے پُرانے دوستوں اور اسٹیج کے ساتھیوں سے مِل کر سنجیو بہت خوش ہوتا تھا۔ ان دوستوں اور ساتھیوں سے مِل کر وہ یہ بھُول جاتا تھا کہ وہ ایک فلم اسٹار ہے۔ امرت پٹیل، ایودھ جوشی، ست پال بیانی، نبیش سنگھ، سراج برما والا اور شوریت کے بہت سے دوست تھے جن میں گھرا ہوا سنجیو خوشی کا پُتلا دکھائی دیتا تھا۔ سب دوستوں کے نام تو اس وقت یاد بھی نہیں آرہے ہیں۔ صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ان دوستوں کے ساتھ سنجیو، سنجیو کمار نہیں رہتا تھا، ہری بھائی بن جاتا تھا۔ گھنٹوں دوستوں کے ساتھ باتیں کرتا، ہنسی مذاق کرتا اور قہقہے لگاتا۔

س : کون سی باتوں سے سنجیو کمار کو تکلیف ہوتی تھی اور غصّہ آتا تھا؟

ج : کوئی جب جھوٹ بول کر فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا تو ہری بھائی کو بہت غصّہ آتا تھا۔ جھوٹ اور جھُوٹے آدمی سے اُسے بہت نفرت تھی۔ کبھی کبھی اسے یہ بھی معلوم ہوتا تھا کہ فلاں آدمی جھُوٹ بول کر اس سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے، لیکن وہ اسے فائدہ اٹھانے دیتا مگر بعد میں کہتا کہ وہ سچ بول کر بھی یہ فائدہ اٹھا سکتا تھا۔ جب کبھی ایسے آدمیوں پر سنجیو کو غصّہ آتا تو صرف آنکھوں سے اس طرح دیکھتا کہ سامنے والا آدمی ان آنکھوں کی سچائی سے گھبرا کر ٹوٹ جاتا۔ جب بھی ہری بھائی کو کسی پر غصّہ آتا تو وہ زبان سے کچھ نہ کہتا۔ سارا غصہ اس کی آنکھوں سے ہی جھلکتا۔ اپنے تئیس برس کے تجربے کی بنیاد پر پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ سنجیو کمار نے اپنی زندگی میں کبھی کسی سے جھُوٹ نہیں بولا۔

س : وہ کون سی فلمیں ہیں جن کے رولز سے انہیں زیادہ خوشی اور سکون ملا؟

■ فلم "آندھی" کی ہیروئن سچترا سین (بائیں طرف) کی بیٹی مُن مُن سین کی شادی کی ایک یادگار تصویر

ج : "وشواس گھات" "چہرے پہ چہرہ" "سنگھرش" "نیا دن نئی رات" "نرشول" "یہی ہے زندگی" "رنگ" "پتی پتنی اور وہ" "کھلونا" وغیرہ فلموں سے وہ بہت خوش اور مطمئن تھا۔ "کھلونا" کا رش پرنٹ جس دن دیکھ کر آیا اُس دن بہت مگن تھا۔ مجھ سے کہنے لگا: "اس فلم میں میرا رول دیکھ کر تماشائی مجھے کبھی نہیں بھول سکیں گے۔ وہ مجھے ضرور پسند کریں گے۔"

س : آپ کا اور سنجیو کمار کا تعلق کیا صرف ایک اسٹار اور سکریٹری کا تھا یا اس کے علاوہ بھی کوئی تعلق تھا؟

ج : یہ اُن دنوں کی بات ہے جب ایچ ایس روَیل "سنگھرش" بنا رہے تھے۔ مجھے پتہ چلا کہ فلم میں ایک بہت اچھا رول ہے جس کے لئے روَیل کو ایکٹر کی تلاش ہے۔ میں نے روَیل کے چکر لگانے شروع کر دیے۔ تنگ آکر روَیل نے ایک دن کہا "میں نے آپ سے کتنی بار کہا ہے کہ مجھے فلم میں منوج کمار ٹائپ کا [illegible] چاہیے۔ آپ بار بار مجھے پریشان مت کیجیے۔" میں یہ رول کسی بھی طرح سنجیو [illegible] دلانا چاہتا تھا اسی لیے میں نے روَیل کے سب سے اچھے دوست [illegible] سے سفارش کرائی اور تب روَیل بڑی مشکل سے سنجیو کی ایک زیرِ تکمیل فلم کی [illegible] دیکھنے پر تیار ہوئے۔ اس فلم [illegible] بنا رہے تھے جنہوں نے [illegible]

www.taemeernews.com

لے کر "لیڈر ٹیلر" بنائی تھی۔ اس زیر تکمیل فلم میں نوتن ہیروئن تھی اور یہ ایک بلیک اینڈ وہائٹ فلم تھی۔ نام مجھے یاد نہیں رہا۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ اس فلم کی دو ریلیں دیکھنے کے بعد ہی روبل نے سنجیو کمار کے بارے میں کہا تھا "یہ لڑکا کچھ کر سکتا ہے۔"

اس طرح سنجیو کو "سنگھرش" میں اچھا رول ملا۔ بڑی بھائی نے پہلے ہی دن اپنی اداکاری کا سکہ جما دیا۔ روبل صاحب نے ... بھائی کی کمر تو ٹھونکی ہی تھی ... [illegible] دی۔ انہوں نے بتایا کہ وہ سنجیو کمار ... بتیا مجھ بیٹھے تھے۔ انہوں نے ... بھائی سے کہا "یہ آدمی جب بھی میرے پاس تمہاری تصویریں لے کر آتا تھا، میں یہی سمجھتا کہ یہ اپنے لڑکے کو کام دلانا چاہتا ہے۔ آج معلوم ہوا یہ تمہارا سکریٹری ہے۔ اس نے مجھے کبھی نہیں بتایا۔"

اس واقعہ سے پہلے سنجیو مجھے جمنا داس کہتے تھے لیکن اس روز کے بعد سنجیو نے مجھے کبھی جمنا داس نہیں کہا۔ ہمیشہ جمنا داس جی کہا اور بہت عزت دی۔ مرتے دم تک میں جمنا داس جی رہا، جو اب نہیں ہوں۔

(یہ کہتے کہتے جمنا داس کی آنکھیں نم ہو گئیں اور گلا بھر آیا۔)

س : سنجیو کمار کو دنیا میں سب سے زیادہ پیار کس سے تھا؟

ج : اپنی ماں شانتا بہن زری والا سے سنجیو کو بے حد پیار تھا۔ بھگوان کو مانتا تھا یا نہیں، میں نہیں جانتا، لیکن اپنی ماں کو وہ بھگوان سے بڑھ کر مانتا تھا۔ یہ بات میں پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں۔

س : کہتے ہیں سنجیو کمار کی زندگی میں ایسے کئی حادثے ہوئے جنہوں نے اس جذباتی انسان کو اندر ہی اندر توڑ دیا تھا۔ کیا آپ ایسے حادثوں کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہیں؟

ج : تین حادثوں نے سنجیو کو بہت تکلیف پہنچائی تھی۔ پہلی بار میں نے سنجیو کمار کو اس وقت بہت زیادہ دکھی دیکھا جب کے. آصف نے سنجیو کمار کی باہوں میں دم توڑا تھا۔ کے. آصف کی موت بھی اسی گھر میں ہوئی تھی۔ اس گھر میں دوسری موت سنجیو کمار کی ماں کی ہوئی، اور تیسری موت سنجیو کے سب سے چھوٹے بھائی نکل کی تھی۔ ماں کی موت کے بعد سنجیو کمار بری طرح ٹوٹ گیا تھا، بلکہ ٹوٹ کر بکھر گیا تھا۔ وہ بالکل گم صم رہنے لگا تھا۔ ماں کی موت نے سنجیو کو بہت نڈھال کر دیا تھا۔

س : سنجیو کمار نے زندگی بھر شادی کیوں نہیں کی؟"

ج : کئی بار ایسا ہوا جب شادی کی بات بنتے بنتے عین وقت پر ٹوٹ گئی۔ سب سے بڑی وجہ جو میں جانتا ہوں وہ یہ تھی کہ جن لڑکیوں کو سنجیو کمار پسند کرتا، انہیں ان کی ماں پسند نہیں کرتیں اور جنہیں ماں پسند کرتیں انہیں سنجیو مسترد کر دیتا۔ اسی چکر میں شادی نہ ہو سکی۔ اور ماں کے مرجانے کے بعد تو سنجیو نے شادی کا ارادہ ہی چھوڑ دیا۔

س : کیا وجہ ہے کہ آپ نے سنجیو کمار کے سوا کبھی کسی دوسرے آرٹسٹ کے لئے کام نہیں کیا؟

ج : اچھی، نیک اور وفادار لڑکی زندگی میں ایک ہی آدمی سے شادی کرتی ہے۔ میں نے بھی ایک ہی شادی کی تھی۔

س : لاکھوں کمانے والا اسٹار ہونے کے باوجود لوگ سنجیو کمار کو کنجوس کیوں کہتے تھے؟

ج : جو لوگ ان سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہتے تھے لیکن نہیں اٹھا پاتے تھے، وہی انہیں کنجوس کہتے تھے۔ میرے علم کے مطابق تو سنجیو کمار نے اس ہاتھ لیا تو اس ہاتھ دے دیا۔ اس نے کبھی کسی کا ایک پیسہ نہیں رکھا۔

س : بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ سنجیو کمار قدرتی موت نہیں مرے، انہوں نے خود کو مارا، اپنی زندگی اپنے ہاتھوں لے لی۔ انہوں نے جان بوجھ کر بے پروائی برتی۔ اپنے ڈاکٹروں کی ہدایتوں اور مشوروں پر عمل نہیں کیا اور اس طرح خودکشی کر لی؟

ج : میں اسے ٹھیک نہیں سمجھتا۔ ہارٹ اٹیک کے بعد سنجیو کمار نے اپنے ڈاکٹروں کی صلاح پوری طرح مانی اور جب کام کرنے کی اجازت ملی، تب ہی کام شروع کیا۔ یہ ایک افسوسناک بات ہے کہ اس بار صحت یابی کے بعد سنجیو بھائی جب جینے کی خواہش کرنے لگے تھے تو بھگوان نے انہیں اٹھا لیا۔

س : سنجیو کمار کے قریبی دوستوں میں کون کون تھے؟

ج : میرے ذہن میں اس وقت جو نام آتے ہیں ان میں شترو گھن سنہا، ونود مہرہ، جتیندر، راکیش روشن، سچن، ہریش شاہ، جانی ورکی، ست پال، سبھاش اندورکر، ونیش سنگھ، ر شاہ، وشوامتر عادل، سجیت کمار، گلزار اور اسپی ایرانی شامل ہیں۔ یہ سب سنجیو کے گہرے دوستوں میں تھے۔ اسپی ایرانی نے سنجیو کی پہلی فلم "نشان" کی ہدایت دی تھی۔ سنجیو اس زمانے میں اسپی ایرانی کو "باس" کہتا تھا۔ جب بھی اسپی صاحب کا فون آتا تو "یس باس" کہتا۔ فلم انڈسٹری میں سنجیو کمار نے کسی اور کو کبھی "باس" نہیں کہا۔

س : اپنے نوکروں، ڈرائیور اور دوسرے کارکنوں کے ساتھ سنجیو کا رویہ کیسا تھا؟

ج : سنجیو نے کبھی کسی کو اپنے سے چھوٹا نہیں سمجھا۔ وہ گھر پر ہو یا اسٹوڈیو میں، خود کھانے سے پہلے معلوم کرتا کہ اس کے ڈرائیور اور دوسرے کارکنوں نے کھانا کھایا یا نہیں۔ اس کے بعد ہی خود کھاتا تھا۔ موت سے ٹھیک ایک دن پہلے پتہ نہیں رات کو

www.taemeernews.com

اسے کیا سوجھی کہ ہال میں بیٹھے ہوئے ڈرائیور اور نوکروں سے کہنے لگا "میں بھی آج تم لوگوں کے ساتھ یہیں ہال میں فرش پر سوؤں گا۔" بڑی مشکل سے اُس رات نوکروں نے اُسے زبردستی اس کے بیڈروم میں بھیجا۔ میں نے فلمی دنیا میں اچھے ایکٹر تو بہت دیکھے ہیں لیکن اتنے اچھے انسان کم ہی دیکھے ہیں۔

س : فلموں کے کنٹریکٹ کرنے کے لئے سارے فیصلے سنجیو کمار خود کرتے تھے یا فلمیں لینے، نہ لینے کی ذمّہ داری آپ کو بھی تھی۔

ج : کوئی بھی نئی فلم لینے سے پہلے کہانی اور رول کا فیصلہ سنجیو کا اپنا ہوتا تھا، باقی سارے فیصلے میرے ہوتے تھے۔ میں فلمی دنیا میں ایک ایسا سکریٹری ہوں جس کی دی ہوئی شوٹنگ کی تاریخوں کو فلم ساز پتھر کی لکیر مانتے تھے۔ جو تاریخیں میں ڈائری میں لکھ دیتا تھا۔ وہی سنجیو کمار کی شوٹنگ ڈیٹس ہوتی تھیں۔ ایک بار میں نے ایک فلم ساز کے لئے (جن کا نام مجھے اس وقت یاد نہیں آرہا ہے) شوٹنگ ڈیٹس دیں تو ان تاریخوں میں سنجیو کو بخار آگیا۔ مگر سنجیو اسی بخار کی حالت میں شوٹنگ پر پہنچ گیا۔ اس کی ہیروئن نوتن نے اس کو ڈانٹ کر پوچھا "اس حالت میں کس نے تمہیں شوٹنگ پر بھیجا ہے؟ سنجیو نے مسکرا کر کہا "میرے سکریٹری نے۔"

س : فلم کو کنٹریکٹ کرتے وقت سنجیو کمار کون سی شرطیں رکھتے تھے؟

ج : یہ شرطیں میں ہی طے کیا کرتا تھا۔ کبھی ایک روپیہ سائن اماؤنٹ لے کر میں نے فلم کا کنٹریکٹ کیا تو کبھی پچیس ہزار سائن اماؤنٹ بھی لیا۔ میں نے ایک ہی دن میں دو فلمیں بھی سائن کیں۔ ایک فلم بڑے اماؤنٹ پر تو دوسری فلم معمولی اماؤنٹ پر لیکن ہری بھائی نے کبھی مجھ سے اس بارے میں ایک لفظ تک نہیں پوچھا۔ میرے اور ان کے درمیان یقین کا برسوں لمبا ایک مضبوط پل تھا جو آخر تک بنا رہا۔

س : ایکٹر سنجیو کمار کے انتقال سے جہاں ہندوستانی فلمی دنیا کو اور ادھوری فلموں کے فلم سازوں کو بھاری نقصان پہنچا ہے، وہاں انسان سنجیو کمار کے انتقال سے اس کے خاندان، دوستوں اور رشتہ داروں کو اور بھی گہرا نقصان پہنچا ہے، آپ کو سنجیو کمار کی موت سے کیا نقصان پہنچا؟

ج : پہلے میں کسی سے بھی اپنا تعارف ناز کے ساتھ یہ کہہ کر کرایا کرتا: "میں سنجیو کمار کا سکریٹری ہوں" لیکن اب میں اپنا کس طرح تعارف کراؤں؟ یہ سوچتے ہی میں سنجیو کمار کا سکریٹری تھا، میرا دل ڈوبنے لگتا ہے۔ یہ "تھا" مجھے اندر سے فنا کر دیتا ہے۔ یہ الفاظ کہ "میں سنجیو کمار کا سکریٹری ہوں" میرے دل اور دماغ پر جیسے چپک گئے ہیں۔ تینتیس سال سے چپکے ہوئے ان الفاظ کو میں کیسے کھُرچ پھینکوں؟ میرا سب سے بڑا نقصان یہی ہے کہ میرا جو ایک شان دار تعارف تھا، وہ سنجیو کمار کی موت کے ساتھ ہی مر گیا۔ اب میرا کیا رہ گیا؟ کچھ نہیں۔ کچھ بھی تو نہیں۔

س : سنجیو کمار کی اس اچانک موت سے کون کون سی فلمیں ادھوری رہ گئی ہیں؟

ج : ایک درجن سے زیادہ فلمیں جو ادھوری رہ گئی ہیں۔ ان میں "محبت اور خدا" بھی شامل ہے۔ پچھلے ایک مہینے سے سنجیو نے پانچ مکمل فلموں کی ڈبنگ پوری کر دی تھی اور یہی پانچ فلمیں نمائش کے لئے مکمل ہوئی ہیں۔

س : یہ پانچ فلمیں کون سی ہیں؟

ج : "راہی" "بات بن جائے" "مانگ بھرو سجنا" "وہ میری" "قتل" اور "کانچ کی دیوار"۔

س : کچھ لوگ "محبت اور خدا" کو نامبارک کہتے ہیں۔ کیوں کہ پہلے اس فلم نے ایکٹر گرودت کی جان لی۔ پھر کے۔ آصف کو مار ڈالا اور اب سنجیو کمار جب اس فلم کو پورا کرنے والے تھے تو ان کو بھی کھا گئی۔ کیا آپ بھی اس فلم کو منحوس مانتے ہیں؟

ج : جی نہیں، میں ایسا نہیں مانتا۔ یہ صرف ایک اتفاق ہے۔ اس لئے فلم کو دوش دینا یا منحوس کہنا شاید ٹھیک نہیں ہے۔

میں اپنا انٹرویو پورا کر چکا تھا اور کمرے کے ایک کونے میں سگریٹ کے جلے ہوئے ٹکڑوں کا ڈھیر میرے سامنے تھا۔ تین گھنٹے تک چلنے والے اس انٹرویو کے دوران جمنا داس چین اسموکنگ کرتا رہا تھا۔ بے شمار سگریٹ پیتا رہا اور میں ان کے کمرے کی میلی، پلاسٹر اُکھڑی چھتوں اور دیواروں کو دیکھتا رہا۔ میری زندگی میں جمنا داس وہ پہلا اسٹار سکریٹری ہے جس کے پاس نہ فون ہے، نہ کار، نہ ایرکنڈیشنڈ کمرے اور نہ قالین۔ رسوئی گھر کی چھت سے ٹوٹ کر لٹکتے ہوئے بجلی کے تار اور برسوں سے اُکھڑا ہوا چھت کا پلاسٹر جمنا داس کی اصلیت کی سچی کہانی سُناتا ہے۔ اصلیت یہ ہے کہ جمنا داس کا گھر کسی اسٹار سکریٹری کا نہیں، کسی معمولی سے کلرک کا گھر لگتا ہے۔

مجھ سے رہا نہ گیا تو میں نے جمنا داس سے اس حالت کے بارے میں پوچھ ہی لیا۔ میرے سوال پر جمنا داس ایک پل کے لئے چونکا، پھر بولا "یہ میری ایمان داری کی قیمت ہے۔ میں بھی چاہتا تو دوسرے سکریٹریز کی طرح کاریں اور عالی شان فلیٹ بنا سکتا تھا، لیکن میں نے عزت اور ایمان داری سے جو کچھ پایا اُسی میں خوشی حاصل کی۔ آج بھی میں مطمئن ہوں۔ مجھے کوئی دُکھ نہیں۔ کوئی پچھتاوا نہیں۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ یہ سب نجی باتیں [illegible] نہیں۔ یہ میرے لئے اچھا نہ ہوگا۔ [illegible] زندگی میں کبھی کسی میگزین کو انٹرویو نہیں [illegible] ۲۳ برس میں یہ میرا پہلا انٹرویو ہے اور [illegible] آخری بھی۔ اسی لئے میں نہیں چاہتا کہ [illegible] دل دُکھے۔"

داستان کی تازہ ترین اطلاع یہ ہے کہ سنجیو کا [illegible] میں دو لاکھ روپے جمنا داس کے لئے چھوڑ [illegible]

022 www.taemeernews.com

اچھوتا نغمہ

راہی شہابی

مرے رباب قلم سے اب تک ہزاروں نغمے نکل چکے ہیں
زبان و فن سے سنور سنور کر حسین شکلوں میں ڈھل چکے ہیں
بہت دلوں میں کھٹک چکے ہیں بہت لبوں پر مچل چکے ہیں

مگر وہ نغمہ کہ جس میں ہم دم حیاتِ نو مسکرا رہی ہو
نئے اُجالے دمک رہے ہوں، نئی سحر جگمگا رہی ہو
عروسِ فطرت کی جگمگاہٹ فضا کو رنگیں بنا رہی ہو
دل ایسے نغمے کی جستجو میں بہت پریشان ہو رہا ہے
مگر نہ جانے وہ کن خلاؤں میں کن فضاؤں میں سو رہا ہے

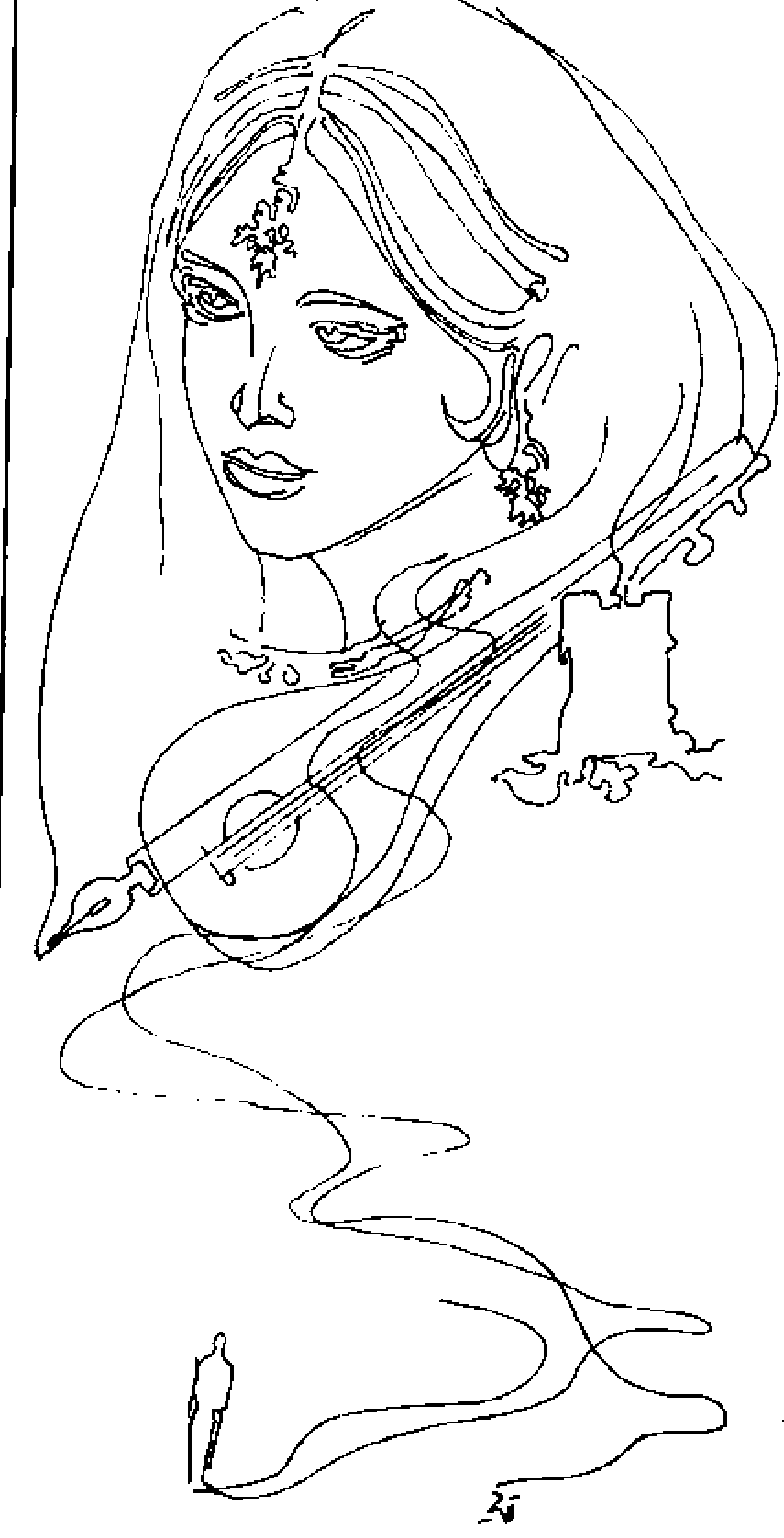

وہ ایک نغمہ کہ جس کو سن کر روش روش پر نکھار آئے
اُمنگ جاگے، ترنگ جاگے، سرور آئے، خمار آئے
ہوائیں مہکیں، فضائیں بہکیں، گھٹائیں جھکیں، بہار آئے
دل ایسے نغمے کی جستجو میں بہت پریشان ہو رہا ہے
مگر نہ جانے وہ کن خلاؤں میں، کن فضاؤں میں سو رہا ہے
وہ ایک نغمہ کہ جس میں پیہم دلِ محبت دھڑک رہا ہو
شکوہِ فرہاد و قیس و وامق بہ شان و شوکت دمک رہا ہو
کلامِ شیریں وقارِ لیلےٰ، جمالِ عذرا جھلک رہا ہو
دل ایسے نغمے کی جستجو میں بہت پریشان ہو رہا ہے
وہ ایک نغمہ کہ جس کا آہنگ ناز و انداز دے رہا ہو
شکستہ پر طائروں کو گویا تابِ پرواز دے رہا ہو
فلک سے جیسے کوئی فرشتہ زمیں کو آواز دے رہا ہو
دل ایسے نغمے کی جستجو میں بہت پریشان ہو رہا ہے
وہ ایک نغمہ کہ جس کے لفظوں سے ماہ پارے برس رہے ہوں
شفق کی جھیلوں میں جو نہائے ہوں وہ نظارے برس رہے ہوں
اندھیری راتوں میں آسمانوں سے جیسے تارے برس رہے ہوں
دل ایسے نغمے کی جستجو میں بہت پریشان ہو رہا ہے
وہ ایک نغمہ کہ جلوہ فرما ضیائے شمس و قمر ہو جس میں
خرامِ بادِ سحر ہو جس میں، پیامِ برق و شرر ہو جس میں
گدازِ قلب و جگر ہو جس میں، تڑپ ہو جس میں، اثر ہو جس میں
دل ایسے نغمے کی جستجو میں بہت پریشان ہو رہا ہے
وہ ایک نغمہ وجود جس کا رہا ہو لفظ و بیاں سے پہلے
طلوعِ شام و سحر سے پہلے، بنائے کون و مکاں سے پہلے
فلک سے پہلے، فضا سے پہلے، زمیں سے پہلے، زماں سے پہلے
دل ایسے نغمے کی جستجو میں بہت پریشان ہو رہا ہے
بغیر اُس کے فسانۂ فن مرا اُدھورا پڑا رہے گا
مگر عدم کی سیاہیوں میں وہ خود بھی مُردہ پڑا رہے گا
ازل سے سویا ہوا ہے جیسے، ہمیشہ سویا پڑا رہے گا

مجھے ملے گا تو میں اُسے اِک بلند و بالا مقام دوں گا
مجھے حیاتِ ابد ملے گی، اُسے میں عمرِ دوام دوں گا

www.taemeernews.com

دُولہا دُلہن جیسے ایک دوسرے کے لئے ہی بنائے گئے تھے۔ دونوں خوب صورت تھے۔ دُلہن اگر بے پناہ حسین تھی تو دُولہا میاں بھی مردانہ وجاہت کا مکمل نمونہ تھے۔ پھر ایک بات اور بھی ہے۔ مرد کا رنگ رُوپ اتنا ضروری نہیں ہوتا، جتنا یہ کہ ایک نظر دیکھنے دکھانے میں وہ یہ امپریشن دے کہ 'ہاں' ایک بات ہے"۔ اور ارشد میاں میں ایک ہی نہیں، دس باتیں تھیں جو اُنہیں اور مردوں سے ممتاز کردیتی تھیں۔ ایسے میں جب ان کا پیغام شبّو کے لئے آیا تو 'نہ' کہنے کا سوال ہی نہیں اٹھتا تھا۔

واجدہ تبسّم

www.taemeernews.com

ویسے بھی شبنم نے سہیلیوں کی مہربانی سے تاک جھانک کر کے اپنے ہونے والے دُولہے میاں کے دیدار کر ہی لئے تھے۔ وہ خوش ہی نہیں، بے حد خوش تھی کہ جوڑ کو جوڑ ملا۔ اس سے پہلے اس کی دو چار سہیلیوں کی شادی ہوئی تھی تو اسے اپنے طور پر عجیب سا دکھ ہوا تھا۔ اسے تو ایسا لگا تھا کہ اس کی سہیلیوں کو یقیناً دوسروں سے اپنے دُولہا کا تعارف کراتے وقت ذرا خجل ہونا پڑے گا۔ اس لحاظ سے شبنم بے حد خوش نصیب ثابت ہوئی کہ نہ صرف دیکھنے دکھانے میں وجیہہ اور خوب صورت دُولہا ملا، بلکہ گھر کا امیر بھی۔ یہ نہیں تھا کہ سسرال پہنچتے ہی ہانڈی ڈوئی سنبھالنی پڑتی، نوکروں چاکروں کی بھی کوئی کمی نہ تھی۔ گاڑی دولہا میاں کی اپنی الگ تھی۔ دوسرے سسرالیوں کے لئے بھی دو گاڑیاں تھیں۔

شبنم بے حد خوش تھی۔

شادی کی رات بھی بڑے مزوں میں گزری۔ بالکل ویسا ہی فلموں جیسا ماحول اور کمرہ تھا۔ سجاوٹ بھی ویسی ہی تھی۔ پھر دُولہا میاں کے ڈائیلاگس بھی۔

"شبنم ـــــ تم واقعی ٹھنڈی اور خوش گوار شبنم کا وہ قطرہ ہو جو میرے جلتے دل پر پیاسے ٹپک پڑا ہے۔ تم اگر یہاں میرے پاس، میری باہوں میں نہ ہوتیں تو میں تمہیں چاندنی سمجھتا ـــــ مگر تمہیں چھو رہا ہوں، دیکھ رہا ہوں، محسوس کر رہا ہوں تو یہ احساس ہے کہ نہیں، تم محض خیالی اور تصوراتی شے نہیں ہو، بلکہ واقعی ہو ـــــ میں کس قدر خوش نصیب ہوں کہ تم جیسی چاندنی دُلہن پائی۔"

اگر کوئی اور موقع ہوتا تو شبو کی کھک کھک کر کے ہنسی نکل گئی ہوتی۔ کس قدر ٹیپیکل سے ڈائیلاگ تھے ـــــ کیسی سُنی سنائی سی باتیں تھیں۔ لیکن چونکہ یہ سب کچھ واقعی ہو رہا تھا اور عین اس اس کے ساتھ ہو رہا تھا، اس لئے اسے ایسا لگا کہ واقعی وہ بھی خوش نصیب ہے، اور یہ الفاظ تو اس کے وجود پر ٹھنڈی پھوار بن کر گرے۔

● شبانہ اعظمی فلم ساز وہدایت کار موہن کمار کی فلم "امبا" میں

"میری جان، دُنیا کا سارا حُسن مل کر بھی تمہارے ایک چہرے کی برابری نہیں کر سکتا ـــــ جس نے یہ چاند پا لیا اُسے پھر دنیا میں اور کیا چاہئے؟"

اس نے شرما کر اپنے دولہا میاں کی طرف کنکھیوں سے دیکھا اور پھر اُسے شرمانے کی بھی مہلت نہ ملی۔

دوسرے دن وہ نہا دھو کر نکلی ہی تھی کہ ساس کمرے میں آگئیں ـــــ شرم سے وہ تپ گئی۔ پھر دل سے خوشی اور پیار دونوں ایک ساتھ پھوٹ پڑے جب انہوں نے دوستانہ پن سے اُسے گلے لگا کر پوچھا "بہت تنگ تو نہیں کیا نا اُس نے؟"

وہ شرم سے دوہری ہوگئی۔

"سنو بیٹی"۔ انہوں نے اس کی شرم کا خیال کئے بغیر کہا۔ "ہمارے ہاں اس رات کی، سہاگ رات کی ایک ریت ہے کہ سہاگ کا جوڑا، ناپاک جوڑا، پھر دوبارہ نہیں پہنتے۔ وہ کسی بھی کنواری لڑکی کو سوغات میں دے دیا جاتا ہے کہ اس کے نصیب بھی اللہ جلد کھلاتے اور یہی مبارک ناپاکی اس کا بھی مقدر بنے۔"

شبو کا دل دہل گیا ـــــ ارے رے کیسی عجیب ریت ہے! جس جوڑے کے تار تار سے اتنی پیاری اور سہانی یادیں جڑی اور رہنی ہوں اسی کو اٹھا کر کسی کو بھی دے دو! لیکن وہ کچھ کہہ بھی تو نہیں سکتی تھی۔ ریت تو ریت ہی ٹھہری۔ پھر یہ بھی تو نہیں تھا کہ کسی غریب گھر کی ہو کہ ویسا ہی جوڑا نصیب نہ ہو سکتا ہو۔ وہ ایک کیا، دس بھی بالکل اسی نمونے اور پیٹرن کے جوڑے بنوا سکتی تھی۔

ساس کہہ رہی تھیں "اور بیٹی سہاگ کا جوڑا اُتارنے کے بعد تم نے کچا جوڑا بھی پہنا ہوگا۔ بھلے شلوار چوڑی دار ہو، یا پاجامہ وہ بھی کسی کو دے دینا۔"

شبنم سر جھکائے خاموش بیٹھی رہی۔

دوسرے دن کی بیاہی نئی نویلی دُلہن ساس کے سامنے کہتی بھی تو کیا؟ اور کہنا چاہتی بھی تو کیا کہتی؟ ریتوں رسموں کا بھی ایک اپنا حُسن اور جال ہوتا ہے جسے توڑا نہیں جا سکتا۔

ساس کے باہر جاتے ہی بہانوں سے پھر دولہا میاں وارد ہو گئے۔

"دیکھو شبو، تم سہاگ کا جوڑا تو کسی بھی نوکر کو دے دینا، لیکن کچا جوڑا خدا کے لئے کسی نوکرانی کو مت دینا!"

شبو نے "کیوں؟" کے انداز میں آنکھوں سے پوچھا۔

"پتہ نہیں کیا کامپلیکس ہے میرا ـــــ میں امی سے بھی کہتا رہا ہوں کہ جو کپڑے آپ نے پہنے ہوئے ہوں وہ کسی نوکرانی کو نہ دیں۔ میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ جن کپڑوں کو میری امی نے پہنا ہو، انہیں نوکرانی پہنے اور میری امی جیسی لگے۔ ایک بار ایسا ہی ہوا تھا امی نے اپنی پرانی ساڑی ایک بوڑھی نوکرانی کو دے دی، میں باہر سے آیا تو پیچھے سے 'امی' کہہ کر اُس سے لپٹ گیا۔ جب اس نے چہرہ گھمایا تو مجھے سخت شاک لگا۔ چاہے نئے کپڑے خرید کر نوکروں کو دے دو، لیکن اپنے استعمال کے کپڑے میں نوکروں کے جسم پر برداشت نہیں کر سکتا۔"

شبنم حیرت اور غور سے سن رہی تھی۔ اور دُولہا میاں کہے جا رہے تھے، "اور اب تو میں بالکل ہی نہیں چاہوں گا کہ میری دُلہن کے کپڑے کوئی نوکرانی پہنے ـــــ ارے یار، وہ جو ایک تصور ہوتا ہے نا، وہ کوئی سوچ نہیں سکتا۔ بس اتنی سی ریکویسٹ ہے۔ بُرا مت ماننا ڈیئر۔"

025 www.taemeernews.com

● راج ببّر: پہلی بیوی نادرہ ببّر کے ساتھ شراب
دوسری بیوی سمیتا پاٹل کے ساتھ کباب

شبنم ہنس دی۔

"ہنومت یار۔ میں تمہارے کپڑے کسی کے بھی جسم پر برداشت نہیں کر پاؤں گا —— امّی سے بھی محبت ہو گئی تھی —— پھر وہ بھی مان گئیں، قائل ہو گئیں —— ماں، ماں ہی ہوتی ہے۔ میں ایک لمحے کے لئے بھی کسی کو یہ درجہ دینے پر تیار نہیں۔ اور اب —— اب تو بیوی کی بات ہے۔"

"ٹھیک ہے —— میں خیال رکھوں گی۔"

وہ دھیرے سے بولی۔

مگر شبنم خیال نہ رکھ سکی۔

گھر میں کافی نوکر تھے۔ نوکرانیاں بھی تھیں لیکن ڈولہا دُلہن کی خاص خدمت کے لئے دو الگ الگ ملازم تھے۔ ایک کرمو تھا۔ دولہا میاں کے لئے۔ پچیس چھبیس کے پیٹے میں تھا۔ مضبوط ہاتھ پاؤں۔ گندمی رنگت۔ ٹوکرا بھر کے بال۔ ہمیشہ "جی سرکار، جی حضور" کرنے والا۔ اور شبنم کی پیشی میں رہنے والی گُل بدن تھی۔ گُل کا تو کہیں نام ونشان بھی نہ تھا، بس بدن ہی بدن تھا —— دیکھنے میں ماشاءاللہ کافی بدصورت۔ جب تک شبنم نے اسے دیکھا نہیں تھا اور ہر طرف "گُل بدن، گُل بدن" کی پکار سُنی تھی تو اُسے بے حد فن لگی ہوئی تھی کہ دیکھوں تو سہی۔ اصل میں یہ لفظ 'بدن' بڑا سرکش ہے۔ لفظ جسم میں قطعی، کہیں کوئی اپیل یا سنسناہٹ نہیں، لیکن لفظ 'بدن' میں ایک رقیت ہے، ایک سرکشی ہے، ایک چونکا دینے والا احساس ہے۔ کوئی کہہ دے: بخار سے جسم تپ رہا ہے۔ کوئی کیفیت پیدا نہیں ہوتی۔ کوئی کہہ دے: بدن سنسنا رہا ہے —— فوراً انسان کے حواس میں ایک آوارگی رچ جاتی ہے۔ بعض الفاظ بڑے گناہ گار کر دینے والے ہوتے ہیں۔

لیکن جب شبنم نے گُل بدن کو دیکھا تو چڑ سی ہو گئی۔

کس کم بخت نے اس کا نام گُل بدن رکھ دیا تھا؟ چاندنی میں چلی جاتی تو لوگ ڈر سکتے تھے۔ اندھیرے میں چلی جاتی تو شاید ڈھونڈنا پڑتا۔ پھر جسم تھا کہ گوشت کا پہاڑ۔ ناک نقشہ بھی یونہی سا تھا۔ بال البتہ بے حساب گھنے اور لمبے تھے لیکن بالوں کی اور اس کی اپنی رنگت میں اس قدر اللہ میاں نے مشابہت رکھ دی تھی کہ فرق کرنا مشکل تھا۔ البتہ کبھی نہا کر سفید یا ہلکے رنگوں کی پین ساڑی پہن لیتی تو پھر بالوں کا ایک ختم نہ ہونے والا آبشار ضرور پشت پر جھومتا، گرتا، سنبھلتا نظر آتا۔

شبنم سوچ کر ہنسی —— اگر ان محترمہ کو بھی اپنی استعمال شدہ ساڑیاں دینے کی ممانعت ہے تو ہو گئی چھٹی —— بلاؤز تو میرا خیر انہیں آ ہی نہیں سکتا۔ میرے جیسی دو ہوں تو میرا بلاؤز انہیں آئے۔ رہی ساڑی کی بات تو وہ تو خیر موٹی عورت ہو یا دُبلی، چھ گز کی ہی ہوتی ہے۔

تو کیا ارشد کبھی کنفیوزڈ ہو سکیں گے کہ یہ شبنم ہے یا گُل بدن؟

مَرد کی آوارگی کی ابتدا ہمیشہ بدصورت عورت سے ہوتی ہے۔

اِس میں دو باتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ کسی بھی خوبصورت عورت پر ہاتھ ڈالنا مَرد کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ حُسن خود ایک بہت بڑا پہرے دار ہوتا ہے۔ مَرد کی ہمّت ہی نہیں پڑتی —— دوسرے بدصورت عورت خود اپنی بدصورتی سے اتنی ماری ہوئی اور مَری ہوئی ہوتی ہے کہ کسی بھی مَرد کے التفات کو وہ قدر دانی سمجھ کر دل سے (اور جسم سے) قبول کر لیتی ہے۔

ارشد میاں اور گُل بدن کے ساتھ بھی

026 www.taemeernews.com

• "پسند اپنی اپنی" شوٹنگ کے درمیان آرام کے وقفے میں اینتاراج کی گود میں کتّا اور رتی اگنی ہوتری کی گود میں کتاب

یہی ہوا —— ممکن ہے کچھ دن اور کنوارے رہتے تو ارشد میاں یوں ہی رہتے، لیکن کنوارے مرد کے مقابلے میں بیاہے مرد کو بھٹکنے کے زیادہ امکانات ہوتے ہیں۔ شیر کے مونہہ کو خون لگ جاتا ہے اور خون کا مزہ بھی معلوم ہو جاتا ہے —— اور پھر یہ لگن بڑھ جاتی ہے کہ کیا پتہ اس جانور کے خون کا مزا کیسا ہو۔ اِس کیا پتہ کیا پتہ کے چکر میں شکار کا ہانکا بڑھتا جاتا ہے۔ یا صحیح معنوں میں ہانکا تنگ تر ہوتا جاتا ہے۔

عجیب بات یہ ہوئی تھی کہ شبّو کے ذہن سے یہ بات بالکل ہی نکل گئی تھی کہ دولہا میاں نے منع کر دیا تھا کہ اپنی اُترن کسی کو مت دینا۔ اور سچ پوچھو تو وہ ساڑی، بیٹا پٹی والی موجِ دریا ساڑی شبّو نے کل تین بار ہی پہنی تھی اور ہر بار شبّو اس میں اتنی خوب صورت لگی تھی کہ اس ساڑی کے دریائی موجوں والے پرنٹ میں بہتے بہتے ارشد میاں ہر بار خوب دُور نکل نکل گئے تھے کہ ہنسی ہنسی میں شبّو نے انہیں سُنا بھی دیا تھا: "توبہ ہے! اس ساڑی میں کیا ہے جو آپ ہلکان کر دیتے ہیں۔ میں یہ ساڑی ہی اٹھا کر پھینک دوں گی۔"

اُسی ہفتہ گل بدن اس کے پاس آئی اور بہت لجاجت سے بولی "بی بی جی، ہمارے بھتیجے کی منگنی ہے۔ ایک آدھ پُرانی دُھرانی ساڑی دے دیجئے۔ آپ جیسوں کی تو پُرانی بھی ہماری نئی سے بہتر ہی ہوگی۔"

نئی نئی دُلہن کے کپڑے اتنی جلدی پُرانے کہاں پڑتے ہیں؟

"میرے پاس کوئی پُرانی ساڑی تو ہے نہیں، گل بدن —— سارے پُرانے کپڑے تو میں نے میکے ہی میں چھوڑ دیئے تھے۔"

"پھر بھی بی بی —— کچھ تو دے دیجئے۔"

پہلی بار سُسرال کی نوکرانی کچھ مانگ رہی تھی۔ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے اسٹینڈ پر وہی موجِ دریا ساڑی لہریں مار رہی تھی۔

"اچھا، وہ لہریے دار ساڑی لے لے۔ بالکل نئی ہے، دُھلی تک نہیں ہے۔ سمجھی؟"

بے حد دُعائیں دیتی ہوئی گل بدن پر اُسے ترس آگیا۔

عورت کیسی بھی ہو، خوب صورت ہی نظر آنا چاہتی ہے —— کیسے کیسے آئینے کے سامنے سر پر پلّو ڈال ڈال کر گل بدن اپنے آپ کو بار بار دیکھ رہی تھی۔ یہی سوچ رہی ہوگی کہ میں کیسی لگ رہی ہوں۔ کتنی خوب صورت لگ رہی ہوں!

رات کو ارشد میاں سونے کے لئے کپڑے بدلنے باتھ روم میں جانے لگے تو کندھے پر چیک چیک والی لنگی اور چائنا سلک کا شربتی کُرتا ڈالتے ہوئے دُولہا میاں سے شبّو ہنس کر ایک لگاوٹ کے ساتھ بولی "آپ کو پتہ ہے کنوارپن میں مجھے یہ لنگی زہر لگتی تھی اور اس پر یہ کُرتے —— چھی! لیکن شادی کے بعد کتنی باتیں جو پہلے بے حد بُری لگتی تھیں، بے حد اچھی بے حد پیاری لگنے لگتی ہیں —— ہے نا؟"

ارشد میاں نے اسے خاص مرد، شوہر اور دولہا والی اُس لگاوٹ اور بدمعاشی کی نگاہ سے دیکھا جو الفاظ کے بغیر کہتی ہے: "اچھا؟ ابھی آکے بتاتا ہوں۔"

جیسے تیسے اُلٹے سیدھے کپڑے پہن کر وہ اس کے پہلو میں آکر بیٹھے تو بیٹھتے ہی اُس سے لپٹ گئے۔ اپنے دونوں بازو ان کے گلے کے اِرد گرد ڈالتے ہوئے شبّو بولی "چھو چھو یٹ۔ سو سویٹ —— آئی لو یو اِن دِس لنگی کُرتا۔"

بڑی بے ہودہ اور عجیب سی بات تھی، لیکن حقیقت تھی —— سولہ آنے حقیقت یا نئے حساب سے ۱۰۰ پیسے حقیقت۔

ان کا باتھ روم کافی بڑا تھا اور عجیب بات یہ تھی کہ اندر سے لاکنگ سسٹم نہیں تھا۔

027 www.taemeernews.com

پہلے پہل شبّو نے اعتراض کیا تو ارشد کہنے لگے "ارے شبّو، ہمارے بنگلے میں ہر ایک کا الگ الگ کمرہ اٹیچڈ باتھ کے ساتھ ہے، یہاں کون کسی اور کے کمرے میں جائے گا؟ ویسے تم کمرے کا میں دروازہ بند کر کے نہایا کرو ـــــ اور اگر اتفاق سے میں بیڈروم میں موجود ہوں تو جانِ من آپ کا ہم سے کیا چھپا ہوا ہے؟"

تب سے شبّو یہی کرتی تھی کہ پہلے بیڈ روم کا دروازہ اندر سے لاک کر لیا کرتی تھی پھر باتھ روم کا دروازہ اگر بھڑا ہوا بھی رہتا تو فکر نہ رہتی۔

لیکن اُس دن جب وہ کسی کام سے ساس کے کمرے میں ہو آنے کے بعد اپنے کمرے میں واپس آئی اور لپ اسٹک ڈھونڈنے لگی، جو ڈریسنگ ٹیبل پر نہیں تھی، تو سوچا، شاید باتھ روم والے آئینے کے سامنے بھول گئی ہوگی۔ پھر جیسے ہی اس نے ملبے چوڑے باتھ روم کے دروازے کو دھکا دیا تو زمین آسمان سب آنکھوں کے سامنے گردش کرنے لگے۔

زمین پر ہی تھو تھو ـــــ تھو....

اُس نے دروازہ پھر بھیڑ دیا، لیکن ارشد میاں نے اس کی جھلک دیکھ لی۔

ساری بات وہیں ختم ہو گئی۔ ارشد میاں سمجھے کہ عام بیویوں کی طرح شبّو خوب خوب ہنگامے کھڑے کرے گی۔ پورے بنگلے میں ہوہا ہوم مچ جائے گی۔ جانے کن کن ذلتوں سے انہیں گزرنا پڑے گا۔ لیکن وہ کچھ بھی نہ بولی۔ انہوں نے قسمیں کھا کھا کر اپنی بے گناہی کا یقین دلایا تب بھی وہ کچھ نہ بولی۔ انہوں نے کہا "میں نے پہلے ہی تمہیں منع کر دیا تھا شبّو ڈیر کہ اپنے استعمال کئے ہوئے کپڑے کسی نوکرانی کو کبھی نہ دینا۔ تم نہیں مانیں؟" تب بھی وہ کچھ نہ بولی۔

اگر عورت ایسی بات پر لڑ لے، گالیاں کوسنے دے لے تو مرد کے دل کا بوجھ بہت بڑی حد تک گھٹ جاتا ہے، بلکہ ایک طرح اُسے آئندہ کے لئے چھوٹ بھی مل جاتی ہے کہ اونہہ! بس اتنا ہی ہوگا نا کہ چند گالیاں اور دے دے گی، چٹکیاں اٹھا کر مار بیٹھے گی، ہاتھ پاؤں چلا لے گی ـــــ بعد میں تو پھر مزے ہی مزے ہیں۔ لیکن وہ تو کچھ بھی نہ بولی۔ نہ لڑی نہ بھڑی، نہ اس نے چپل ماری نہ ہاتھ پاؤں کا ناروا استعمال کیا، نہ قسمیں لیں کہ دیکھو اس بار جو کچھ ہوا، ہوا، لیکن آئندہ سے یہ سب کچھ نہیں ہوگا اور میں سہوں گی بھی نہیں۔ وہ تو بس ان کی چال بازیاں دیکھتی، سنتی رہی ـــــ اور جب وہ تھک ہار کر خاموش ہو گئے تو اس نے کرمو کو آواز دی۔

کرمو آیا تو وہ بستر سے لپک کر اٹھی اور الماری سے ارشد میاں کی سبز چیک کی لنگی اور چائنا سلک کا شربتی کرتا نکال کر اسے دے کر بولی:

"تمہارے سارے کپڑے پھٹ گئے تھے نا ـــــ یہ لنگی کرتا تمہارے لئے ہے۔"

●●

کیا کبھی آپ نے سوچا ہے

آپ کا نام کیا ہے؟
آپ کے بچّے کا نام کیا ہوگا؟

ہر ماں باپ کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو ایک حسین اور شیریں نام دیں۔ لیکن ناموں کے معنی اُن کی تواریخ، ان کے اثرات سے بہت کم لوگ واقف ہیں۔ انسان کی زندگی پر اُس کے نام اور نام کے اعداد کا اثر ہوتا ہے۔ بامعنی اور پُرکشش نام بچے کی عادت، ذہن، اعمال، کردار اور خیالات پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

مختار صاحب نے بڑی کاوش و تحقیق کے ساتھ ہزاروں اسلامی ناموں کے معنی اور ان کی مختلف شکلوں کو یک جا کیا ہے ناموں کے صحیح مطلب جاننے کے لئے اور بچوں کے صحیح اسلامی نام رکھنے کے لئے "اسلامی نام" جیسی مفید کتاب آج تک شائع نہیں ہوئی۔

قیمت فی کاپی ـــ سولہ روپے (ڈاک خرچ علیحدہ)

آج ہی ایک پوسٹ کارڈ لکھ کر گھر بیٹھے وی پی ڈاک سے منگوا لیجئے، یا اپنے اخبار فروش سے طلب کیجئے!

شمع بک ڈپو، آصف علی روڈ، نئی دہلی ۲

غیر ملکی حضرات "اسلامی نام" منگانے کے لئے ۳۵ روپے کا بینک ڈرافٹ شمع بک ڈپو کے نام بنوا کر بھیجیں۔ ڈرافٹ بینک سے ہی بنوائیں۔ کسی پرائیویٹ ایکسچینج کمپنی سے نہیں۔

آپ کو ہندوستان کے کسی گوشے میں یا دنیا کے کسی بھی ملک میں اردو، انگریزی، ہندی، پنجابی کتابیں یا رسائل منگوانے ہوں تو شمع کے ادارے کو خدمت کا موقع دیجئے۔ غیر ممالک میں شہر شہر نئے ایجنٹ بنائے جا رہے ہیں!

028 www.taemeernews.com

جھوم کر مستی میں جب آتی ہے گوری گاؤں کی
نت نئے انداز دکھلاتی ہے گوری گاؤں کی
ہر قدم پر ناز سے اٹکھیلیاں کرتی ہوئی
مسکراتی ، جھومتی گاتی ہے گوری گاؤں کی
اپنی آنکھوں میں لئے جیتی جوانی کا غرور
دیکھنے والوں کو تڑپاتی ہے گوری گاؤں کی
ترجمانِ شہر کی رنگینیوں سے بے نیاز
سادگی پر اپنی اتراتی ہے گوری گاؤں کی
پیچ و خم کھاتی ہوئی پگڈنڈیوں کے درمیاں
کشتیوں کی طرح بل کھاتی ہے گوری گاؤں کی
راستے میں اجنبی کوئی جو مل جائے کہیں
کس ادا کے ساتھ شرماتی ہے گوری گاؤں کی
ایک میں کیا، دم بخود ہوتی ہے ساری کائنات
دن ڈھلے پنگھٹ کو جب جاتی ہے گوری گاؤں کی
ہائے یہ مکھن سے پاؤں اُف یہ گوری پنڈلیاں
آگ سی تن من میں بھڑکاتی ہے گوری گاؤں کی
یہ تو ہم آشفتگانِ شوق ہی سے پوچھئے
دل پہ کیا کیا آفتیں ڈھاتی ہے گوری گاؤں کی
شہر کو چلتے ہوئے مدت ہوئی پر آج بھی
خواب میں راتوں کو لہراتی ہے گوری گاؤں کی

معتصم عباسی آزاد

سونی انگنائیاں قبول نہیں
سہی تنہائیاں قبول نہیں
طالبِ جلوہ ہے ازل سے نظر
اس کو پرچھائیاں قبول نہیں
آج دل میں عجب اداسی ہے
آج رعنائیاں قبول نہیں
تم نہیں جب تو موسمِ گل کی
شوخ انگڑائیاں قبول نہیں
زہر بھر دیں جو میرے کانوں میں
ایسی شہنائیاں قبول نہیں
اپنی بربادیاں ہیں منظور
اپنی تنہائیاں قبول نہیں
لطفِ جاں، لطفِ جسم کی خاطر
روح فرسائیاں قبول نہیں
عالمِ دل ہے منتشر جب سے
بزم آرائیاں قبول نہیں
جانے کیوں عصرِ نو میں شاعر کو
فن کی گہرائیاں قبول نہیں
جن میں اخلاص ہی نہ ہو، ایسی
عزت افزائیاں قبول نہیں
زخمِ دل پھر ہرے نہ ہو جائیں
نازؔ پروائیاں قبول نہیں

کیلاش چندر نازؔ

زندگی پیاری ہے گر تو توڑ دے بڑھ کر سکوت
ورنہ ڈس جائے گا تجھ کو موت کا پیکر سکوت
ہے سراپا احتجاج اور کس قدر خاموش ہے
تیری خاموشی پہ قرباں زندگی کا ہر سکوت
دل کہ جو بے تابیوں کا چلبلا خلّاق تھا
آج پہرہ دے رہا ہے اُس کی چوکھٹ پر سکوت
کوئی ہنگامہ نہ ہلچل، کوئی آہٹ ہے نہ غُل
زندگی کیا ہے ہماری بس سکوت اندر سکوت
کیا پتہ اُن کو جو مجھ کو جانتے ہیں خوش نصیب
ہے مرے اندر تلاطم ہے مرے باہر سکوت
بات کی قیمت نہ ہو جس محفلِ احباب میں
بات کرنے سے تو شیدائی وہاں بہتر سکوت

اقبال شیدائی

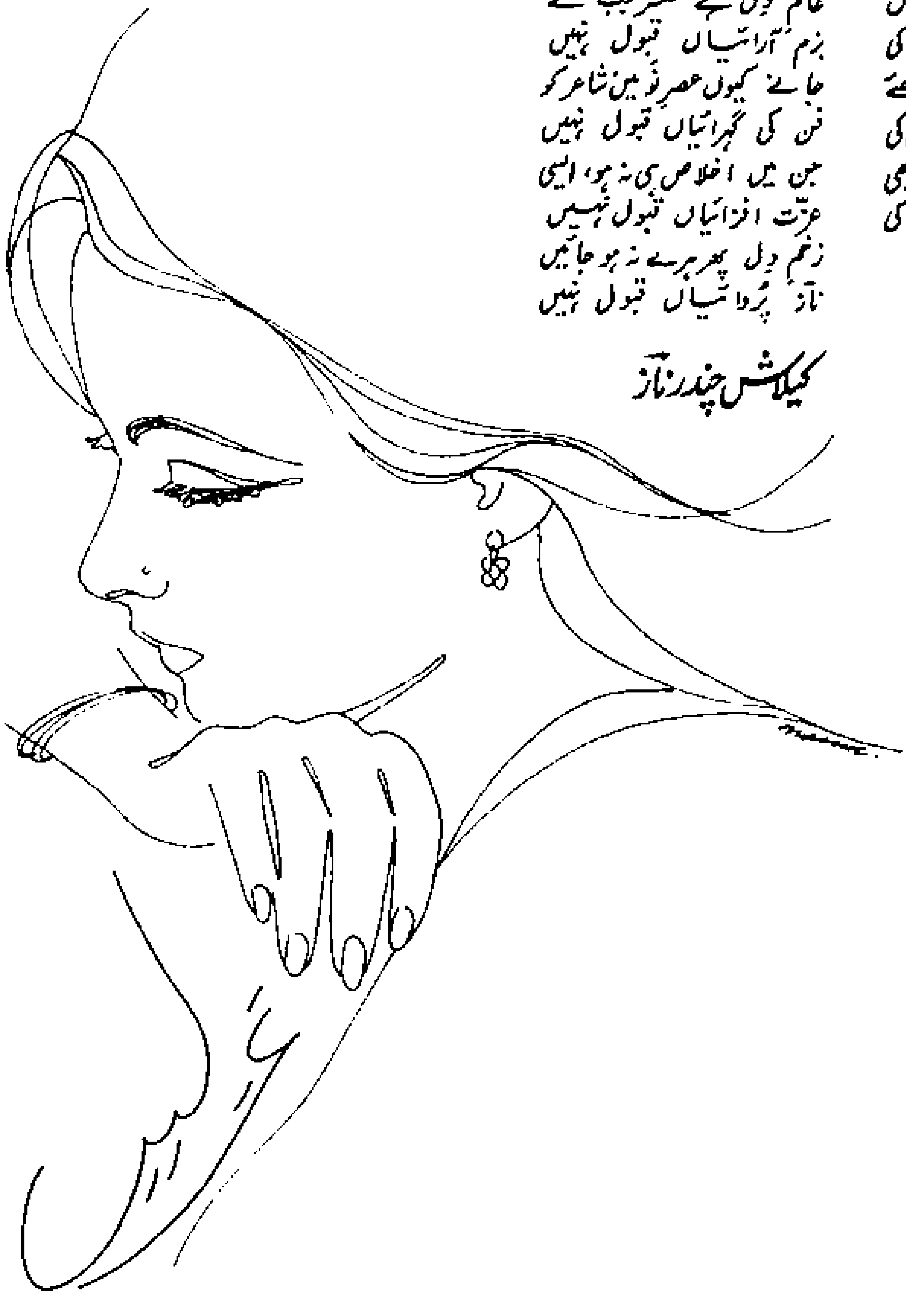

زندگی بن کر یہ مجھ میں رہنے والا کون ہے
شکلِ خوں رگ رگ میں میری بہنے والا کون ہے
بات اچھی کہہ رہا ہو تو یقیناً سن بھی لو
اس سے کیا مطلب ہے تم کو کہنے والا کون ہے
جان پر ہم کھیل کر اپنی بچا لیں گے اُسے
یہ نہ دیکھیں گے ندی میں بہنے والا کون ہے
ظلم سے ظالم نہ باز آئیں اگر تو کیا کریں
آج ناانصافیوں کو سہنے والا کون ہے
رشتے ناطے رہ گئے سب اہلِ ثروت کے لئے
ہم غریبوں کو اب اپنا کہنے والا کون ہے
ہیں کہیں دس فرد اک کمرہ میں یوسف اور کہیں
گھر ہے دس کمروں کا لیکن رہنے والا کون ہے

یوسف زمل

سہیل اعجاز صدیقی

بے عنوان

بس کے اندر داخل ہوتے ہی اُس نے اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیا۔ بس روانہ ہونے والی تھی، لیکن مسافروں کی کل تعداد پندرہ سولہ سے زیادہ نہیں تھی۔ اُن کے چہروں سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کسی انجانے خوف سے سہمے ہوئے تھے۔ سب کو کسی خطرے کا دھڑکا سا لگا ہوا تھا۔ نہ جانے کب کہاں بس میں اچانک کوئی ٹرانزسٹر بم پھٹ جائے اور وہ اُس حادثے کی نذر ہو جائیں۔ یا پھر راستے میں کسی سنسان جگہ کوئی اچانک بس کو روک دے اور بس کے دونوں طرف کھڑے ہوئے دہشت پسند لوگ ایک ایک مسافر کو اُتار کر گولیوں سے چھلنی کر دیں۔ پچھلے چند مہینے سے لگاتار ایسے حادثات ہو رہے تھے اور پورا صوبہ اور اس کی سرحد سے لگے ہوئے شہر 'بادردی موسم' کی لپیٹ میں آ گئے تھے۔

کچھ دیر بعد بس نے رفتار پکڑی تو اُسے نیند

030 www.taemeernews.com

کے جھونکے آنے لگے۔ پچھلے کئی دن کے متواتر سفر نے اُسے بُری طرح تھکا دیا تھا۔ دن بھر سفر کرنے کے بعد رات کو اُسے اپنی تنظیم کے ہیڈکوارٹر میں کارکردگی کی رپورٹ دینا ہوتی تھی اور پھر اگلے دن کے لئے ہدایات بھی لینا ہوتی تھیں۔ مشن کی کام یابی کے بعد اُسے انعام دیا جاتا تھا، لیکن اُس ناکامی کی صورت میں کسی بھی کوتاہی یا بے پرواہی کے لئے ایک ہی سزا تھی اور وہ تھی موت۔ اُسے یہ ہوش ہی نہ رہا کہ کب اُس کی آنکھ لگ گئی، لیکن جب اس نے گھبرا کر آنکھیں کھولیں تو یہ دیکھ اُس کی خوشی کا ٹھکانا نہ رہا کہ بس مسافروں سے بھر چکی تھی۔ پھر جب اُس کی نظر اپنی ہی سیٹ کے برابر کی سیٹ پر بیٹھی ہوئی ایک عورت پر پڑی جس کے ساتھ چھ سات سال کی ایک لڑکی بھی تھی تو اُسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا۔ اُس نے بھرپور نظر سے عورت کو دیکھا، مگر جیسے ہی عورت نے بھی سہمی ہوئی اُداس آنکھوں سے اُس کی طرف دیکھا۔ اُس نے فوراً اپنا چہرہ کھڑکی کی طرف کر لیا، جیسے وہ چوری کرتے ہوئے پکڑا لیا گیا ہو۔ اُسے ایسا محسوس ہوا جیسے بڑی بڑی آنکھوں میں تاروں جیسی چمک لئے ایک شاداب لڑکی نے کھلکھلا کر کہا ہو۔ "بہت جلد بھول گئے اپنی آشا کو۔ وہی آشا جسے پیار سے آشو کہا کرتے تھے!"

ایک لمحے کے لئے اُس کا دل چاہا کہ وہ ہر قید و بند سے آزاد ہو کر اس عورت کو اپنی مضبوط بانہوں میں جکڑ لے۔ لیکن حالات کے آہنی دروازوں نے اُس کے اندر کے تیز بہاؤ کو پیچھے کی طرف دھکیل دیا اور وہ ضبط کے بھنور میں پھنس کر خاموشی کی پناہ میں چلا گیا۔ اب ہر طرف پُراسرار خاموشی تھی۔ اور خاموشی کی پرتوں سے چھن کر اس کی آواز اس سے کہہ رہی تھی:

"آشو، تم تو اب بھی ویسی ہی ہو۔ کہیں کچھ بھی تو نہیں بدلا۔ معلوم ہوتا ہے ابھی تک تم کسی گھنے سایہ دار درخت کے نیچے کھڑی رہی ہو۔ دھوپ کی تمازت تم کو کہیں چھو کر بھی نہیں نکلی۔ اور ایک میں ہوں۔ چند برس میں کتنا بدل گیا ہوں قسمت کب کہاں نامہربان ہو جائے، کچھ نہیں کہا جا سکتا ـــ اب یہی دیکھو نا کہ تم جس کے لئے اپنے ہوسٹل کے بیرس پر گھنٹوں کھڑی رہ کر انتظار کیا کرتی تھیں، جس کے لئے رات کے صحرا سے کانٹے چُن کر اپنی آنکھوں میں بھر لیا کرتی تھیں۔ وہ اس وقت تمہارے بالکل قریب بیٹھا ہے، مگر تم اُسے پہچان بھی نہیں سکتیں۔ قصور تمہارا نہیں، کیوں کہ تمہیں کیا معلوم کہ میں نے چہرے پر پلاسٹک سرجری کرا رکھی ہے۔ مجبوراً کرانا پڑی، کیوں کہ سرکار نے میری گرفتاری کے لئے ایک لاکھ روپے کا انعام مقرر کر رکھا ہے۔ ویسے سچ تو یہ ہے کہ میں خود بھی نہیں چاہتا کہ تم مجھے پہچانو۔ تم نے اخبارات میں پڑھا ہوگا اور ریڈیو پر بھی سنا ہوگا کہ پچھلے چند دنوں میں بسوں میں، شہروں میں ٹرانزسٹر بم پھٹنے سے بیسیوں افراد موت کے گھاٹ اتارے جا چکے ہیں۔ ان سارے دھماکوں کے پیچھے جس شخص کا ہاتھ ہے، وہی تمہارے بالکل قریب بیٹھا ہوا ہے اور اس وقت بھی اس کے ہینڈ بیگ میں ایک ٹرانزسٹر بم موجود ہے جو اسی بس میں بیٹھے ہوئے مسافروں کے لئے ہے۔

کبھی کبھی بیتے ہوئے دن ایک خشک ندی کی طرح لگتے ہیں۔ پلک جھپکتے ہی حالات کی تیز دھوپ ندی کا سارا پانی اُڑا لے جاتی ہے اور ندی ریت چبانے لگتی ہے۔ میں بھی تو ریت سے پٹی ہوئی اُسی ندی کی طرح ہوں۔ میں چاہتا بھی نہیں کہ اب کسی کی یادوں کی انگلیاں اس خشک ندی کے اندر چھپی ہوئی نمی تک پہنچ سکیں۔ کیوں کہ اب اس سے فائدہ ہی کیا ہے؟

"تم شاید یہ بھی جاننا چاہو گی کہ مجھے اس حالت تک پہنچانے کے لئے کون ذمہ دار ہے۔ جواب بھی سُن لو ـــ تم، صرف تم۔ برسوں بعد بھی میں تمہارا وہ جملہ نہیں بھول سکا ہوں جب تم نے میری طرف اُس لڑکی کی اور میری تصویر پھینکتے کہا تھا: "اب مجھے تمہاری کسی صفائی کی ضرورت نہیں۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا۔ جو لڑکی تم سے ٹوٹ کر محبت کر سکتی ہے، وہ اس سے کہیں زیادہ نفرت بھی کر سکتی ہے۔ ایسی نفرت جس کی کوئی حد نہیں ہو سکتی۔" پھر تم نے نریندر سے شادی کر کے اپنی نفرت کی انتہا دکھا دی ـــ کبھی تمہاری آنکھوں سے نفرت کے جو شعلے میرے لئے نکلے تھے، وہی اب میری آنکھوں میں جڑ پکڑ چکے ہیں۔ نفرت کی جو امانت کبھی تم نے مجھے سونپی تھی، آج میں سود کے ساتھ تمہیں واپس کرنے والا ہوں۔ اس کے لئے تمہیں اگلا بس اسٹاپ آنے تک انتظار کرنا پڑے گا۔ ابھی پچھلے دنوں تم نے ٹی وی پر کنشک طیارے کے حادثے کی خبر دیکھی ہوگی۔ سمندر کی تیز لہروں پر ڈوبتے اُبھرتے ہوئے خوب صورت کھلونوں کو دیکھ کر تمہاری آنکھوں میں آنسو آ گئے ہوں گے۔ تمہیں وہ کھلونے اُن بچوں کی قبروں کے کتبے جیسے لگے ہوں گے۔ تمہارے ساتھ تمہاری بیٹی کو دیکھ کر یہی خیال میرے دماغ میں آیا ہے اس کے ہاتھ میں کوئی کھلونا دیے بغیر اسے ختم کرنا مجھے زیادہ اچھا نہیں لگے گا، تاکہ بعد میں جب یہی منظر ٹی وی پر دکھایا جائے تو دیکھنے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔ دیکھنے والوں کا یہی دُکھ ہی تو میرے کلیجے کو ٹھنڈک دیتا ہے۔

"یاد کرو ایک دن تم نے مجھے ایسا ہی دُکھ دیا تھا۔ جس نے میری آنکھوں کے سارے سوتے خشک کر دئے تھے۔ اب تم یقین کرو یا نہ کرو، لیکن میں آج بھی سچے دل سے کہتا ہوں کہ اُس

یہ کہانی بغیر کسی عنوان کے شائع کی جا رہی ہے۔ آپ اس کہانی کا کیا عنوان مناسب سمجھتے ہیں، اپنی پسند کا ایک عنوان یا زیادہ سے زیادہ پانچ عنوان پوسٹ کارڈ پر لکھ کر "بلاعنوان" ماہنامہ شمع، آصف علی روڈ، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲ کو بھیج دیجئے۔ ۲۴ جنوری ۱۹۸۶ تک ملنے والے تمام عنوانات میں سب سے اچھے عنوان پر پچاس روپے کی کتابیں اور دوسرے اور تیسرے نمبر پر آنے والے عنوانات پر بیس بیس روپے کی کتابیں انعام میں دی جائیں گی۔ مدیران شمع کا ہر فیصلہ قطعی آخری اور قابلِ قبول ہوگا۔ اپنا پورا نام پتہ لکھنا نہ بھولئے۔

031 www.taemeernews.com

لڑکی سے میرا کوئی تعلق نہیں تھا۔ میں تو اُسے جانتا بھی نہ تھا۔ یہ تو بعد میں پتہ چلا کہ وہ ایک سازش تھی اور وہ ذلیل حرکت تمہارے نریندر کی تھی جو تمہیں پانے کے لئے مجھے اپنے راستے سے ہٹانا چاہتا تھا۔ وہ ایک کال گرل تھی اور اُس رات نریندر نے مجھے نشے میں دُھت کرنے کے بعد میرا سر اُس کے زانو پر رکھ کر تصویر کھینچ لی تھی۔ بعد میں وہی تصویر تم نے میرے مونہہ پر پھینکتے ہوئے جو کچھ کہا تھا وہ مجھے آج بھی یاد ہے۔ تم نے تو روم میں جا کر دروازے بند کر دیئے تھے اور میں دیر تک وہاں صرف اس انتظار میں کھڑا رہا تھا کہ شاید تم مجھے ایک موقع صفائی پیش کرنے کا دے دو۔ بعد میں مجھے احساس ہوا کہ اُس وقت تم نے جو فیصلہ کیا تھا وہ تمہارا آخری فیصلہ تھا۔

• بعد میں نریندر کو قتل کرنے کا خطرناک خیال بھی میرے ذہن پر چھایا رہا تھا، مگر مجھ میں اتنی ہمت پیدا نہ ہو سکی۔ خیر، اب وہ زیادہ دن تک نہیں بچ سکتا۔ اُس کو اپنے کئے کی سزا بھگتنا ہی ہوگی۔ بہرحال، اسی روز سے میں نے اپنے پیروں میں راستے باندھ لئے۔ خطرناک اور جوکھم بھرے راستے۔۔۔۔"

"انکل!" اچانک اُسے اپنے کانوں کے پاس آواز سنائی دی اور وہ چونک اُٹھا، جیسے کسی نے اُسے گہری نیند سے جگا دیا ہو۔ اُس نے مڑ کر دیکھا۔ لڑکی اُس کی طرف ایک چاکلیٹ بڑھاتے ہوئے کہہ رہی تھی "لیجئے نا، آپ بھی کھائیے نا ۔۔۔۔"

جواب میں اُس نے لڑکی کے گال تھپتھپاتے ہوئے بناوٹی محبت کے ساتھ جواب "شکریہ۔ بیٹی، تمہارے انکل کو چاکلیٹ اچھے نہیں لگتے۔"

جانی پہچانی آواز سنتے ہی عورت کے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا، وہ سوچنے لگی کہ اس کے کان دھوکا نہیں کھا سکتے۔ بالکل وہی لہجہ، وہی آواز، چہرے پر کچھ کچھ ویسی ہی شباہت۔ کہیں یہ اجے تو نہیں۔ ضبط کی حد کو توڑ کر اُس نے تقریباً سرگوشی کے لہجے میں اُس سے پوچھ ہی لیا "سنئے آپ اجے۔۔۔؟"

○ اداکار پہلوان، نصیر الدین شاہ اور پہلوان اداکار دارا سنگھ کیمرے کے سامنے اداکاری کی کشتی کے لئے تیار

عورت ابھی اپنا جملہ مکمل بھی نہ کر پائی تھی کہ وہ بول اُٹھا۔ "جی نہیں۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہوگی۔ مجھے کرتار سنگھ کہتے ہیں۔"

"سوری ۔۔۔" عورت نے اپنی نظریں نیچی کر لیں اور اس کی پلکیں بھیگ گئیں۔

بس کی رفتار کے ساتھ اُس کے ماضی کی کچھ اُجلی میلی یادیں بھی دوڑتی رہیں۔ اُس کے خیالوں کے تار پھر جھنجھنانے لگے تھے۔ اُسے یہ سوچ کر حیرت ہو رہی تھی کہ وہ ابھی تک اُسے بھول نہیں سکی تھی۔ سچ ہے کہ من کی ڈور سے بندھا ہوا رشتہ ایسا رشتہ ہوتا ہے جیسے سپنوں کی دہلیز پر شبنمی احساس کے دیئے رکھ کر آنکھیں تکتی ہیں۔ اور تکتی ہی رہتی ہیں۔

اُس کے خیالوں نے اُس کے تجسس کے گلے میں باہیں ڈال دیں اور اس نے کنکھیوں سے عورت کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ ابھی تک کسی گہری سوچ میں تم اپنا سر جھکائے بیٹھی تھی۔ لڑکی اُس کی گود میں سو رہی تھی اور سمٹے ہوئے درد کا لہو اس کی خوب صورت آنکھوں سے چھن کر اُس کے رخساروں تک آ پہنچا تھا۔ اُس نے آہستہ سے پوچھا۔

"آپ رو رہی ہیں!"

"نہیں تو۔۔۔" پل جھپکتے ہی عورت نے صفائی کے ساتھ اپنے آنسوؤں کو ساڑی کے پلو سے پونچھتے ہوئے اور ہونٹوں پر ایک پھیکی سی ہنسی بکھیرتے ہوئے جواب دیا۔

"دیکھئے، آپ کی آنکھیں مجھے دھوکا نہیں دے سکتیں۔ کیا میں اس کی وجہ جان سکتا ہوں؟"

032 www.taemeernews.com

○ رشی کپور اور فرح ناز، فلم: 'نصیب اپنا اپنا'

"کچھ نہیں — یوں ہی کچھ یاد آگیا تھا۔"
عورت نے ٹالتے ہوئے کہا۔

"ایسا کون یاد آگیا جو آپ کو اس طرح رُلا گیا۔"

چند لمحے خاموش رہنے کے بعد عورت نے اپنی لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا،
"اس کے ڈیڈی۔"

"کیا ہوا اُن کو؟" تجسّس اور حیرت کے ملے جلے لہجے میں اُس نے سوال کیا۔

"اسی مہینے کی ۲ تاریخ کو۔" عورت نے رُندھے ہوئے گلے سے کہنا شروع کیا۔ "وہ بس سے چنڈی گڑھ آ رہے تھے۔ کسی دہشت پسند نے اُس بس میں ٹرانزسٹر بم رکھ دیا تھا۔ اچانک وہ بم پھٹ گیا اور وہ اُس حادثے کا شکار ہو گئے۔" وہ پھپھک اُٹھی اور اُس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔

"اوہ! آئی سی۔" اُس نے طوطے کی طرح اپنی نظروں کو پھیرتے ہوئے کہا۔

"یہ گمراہ — وحشی — بزدل لوگ۔ آخر کب تک یہ سلسلہ چلے گا اور ہم سب اسی طرح چپ چاپ سہتے رہیں گے۔ آخر کب تک۔۔"

سسکیوں کے زیر و بم پر وہ زیر لب بڑبڑاتی رہی اور اس کے آنسوؤں کے قطرے اُس کی ساڑی کے آنچل پر گرتے رہے مگر وہ ایک بار پھر بے تعبیر ہو گیا تھا۔

کبھی یہی لرزتے آنسو اُس کی آنکھوں پر خوب صورت پھول باندھ جاتے تھے، لیکن آج اُس کے جسم کے خشک شجر سے لپٹی ہوئی زرد بیلوں کو اُن کا ایک قطرہ شادابی کا سہاگ نہیں بخش سکتا۔ اس کے برخلاف اُسے یہ جان کر خوشی ہو رہی تھی کہ آخر اُس نے زریندر سے بدلہ لے ہی لیا، کیوں کہ اُس بس میں ٹرانزسٹر بم اسی نے رکھا تھا۔

بس شہر میں داخل ہو رہی تھی — مسافروں میں ہلچل شروع ہونے لگی۔ بس اسٹینڈ پر پہنچنے کے بعد بس ایک جھٹکے کے ساتھ رُک گئی۔ یہاں اُس کا اسٹاپ آدھے گھنٹے کا تھا۔ مسافر چڑھنے اُترنے لگے۔ اس ہلچل سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے پاس پڑوس کی نظروں سے بچتے بچاتے ہوئے اُس نے احتیاط کے ساتھ سیٹ کے نیچے سے اپنا ہینڈ بیگ نکالا اور کسی جادوگر جیسی ہاتھ کی صفائی کے ساتھ اُس کے اندر رکھے ہوئے ٹائم بم کی سوئی گھما کر ایک مقررہ مقام پر کر دی۔

جیسے ہی وہ بس سے اُترنے کے لئے کھڑا ہوا، اُس لڑکی نے اُسے ٹوکتے ہوئے کہا۔

"انکل، کیا آپ یہیں اُتر رہے ہیں؟"

اس نے اپنے ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے جواب دیا۔

"نہیں بیٹی، میں تمہارے لئے ایک بڑھیا سی چیز لینے جا رہا ہوں۔"

لڑکی اُس سے کچھ اور پوچھنا چاہتی تھی، مگر اُس سے پہلے ہی عورت بول اُٹھی "دیکھئے، آپ تکلیف نہ کیجئے گا۔ اس کے لئے کچھ بھی نہ لائیے گا — پلیز۔"

مگر وہ کوئی جواب دئے بغیر نیچے اُتر گیا۔

جب وہ واپس آ رہا تھا تو اُس کے ہاتھ میں ایک خوب صورت سی گڑیا تھی اور وہ دونوں اسی طرف دیکھ رہی تھیں۔ وہی آنکھیں جو کبھی اس کے انتظار میں جاگتی رہتی تھیں، آج بار بار اس کے تعاقب میں تھیں اور اُسے ایسا محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے وہ ایک بار پھر اُن خوب صورت آنکھوں کے حصار میں آگیا ہو۔ لیکن وہ ایک مضبوط ارادے سے بس کی طرف بڑھتا رہا، کیوں کہ وہ اس مشن کی ناکامی کے نتیجے سے بھی بخوبی واقف تھا۔

جب وہ بس سے لگ بھگ بیس قدم کے فاصلے پر تھا تو اُس نے دیکھا کہ کھلونا پانے کی خوشی میں لڑکی اُچک کر اُس کی سیٹ پر آ گئی تھی جس پر بس سے اترتے وقت وہ بے خیالی میں اپنا ہینڈ بیگ چھوڑ آیا تھا۔ یہ دیکھ کر کہ اُس لڑکی نے اپنا سارا وزن ہینڈ بیگ پر ڈال رکھا ہے، اُس نے دوڑنا شروع کیا اور تقریباً چیختے ہوئے کہا۔

"آشو! وہاں سے دُور ہٹ جاؤ — اس میں۔۔۔"

جب وہ اپنی سیٹ کے پاس پہنچا تو بُری طرح ہانپ رہا تھا۔ اُس نے گڑیا کو اُس لڑکی کی طرف اچھالتے ہوئے جھپٹ کر اپنا ہینڈ بیگ اُٹھا لیا۔

"اجے — تم!" عورت کے چہرے پر پھیلا ہوا خوف سمٹ کر اُس کی آواز میں آگیا بے اختیار ہو کر اُس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے اُسے گھورنے لگی۔ اس وقت وہ ایک خشک پتے کی طرح کانپ رہی تھی۔ اگلے ہی لمحہ ایک جھٹکے کے ساتھ عورت کے ہاتھوں سے اُس نے اپنا ہاتھ چھڑا لیا اور بجلی جیسی تیزی کے ساتھ بس سے اُتر کر سڑک پار کر گیا۔ ●●

www.taemeernews.com

درپن کے نام

سینۂ سمندر سے
ابر کے سیہ ٹکڑے
روز جو اُبھرتے ہیں
اُس کی زلفوں جیسے ہیں

آسماں کی چادر پر
جھلملاتے مُسکاتے
وہ جو دو ستارے ہیں
اُس کی آنکھوں جیسے ہیں

صحنِ باغ میں پل پل
ایک سبز ڈالی پر
دو گلاب بھلے ہیں
اُس کے گالوں جیسے ہیں

گرمیوں کے موسم میں
دوپہر کے آنگن میں
تپتی اور دہکتی لُو
اُس کی سانسوں جیسی ہے

پھر ڈوبنے کے بعد
آسماں کے چہرے پر
سُرخیوں کی شادابی
اُس کے ہونٹوں جیسی ہے

شام کے دُھندلکوں میں
صبح کے اُجالوں میں
پنچھیوں کی چہکاریں
اُس کے لہجے جیسی ہیں

چندرما کی اُجولتا
چاندنیوں کی شفافی
پانیوں کی ترلتا
اُس کے جسم جیسی ہے

پیکرِ حسیں ہے وہ
ایک سچا جذبہ ہے
عشق کا تقاضا ہے
سورج کا اُجالا ہے
میرے دل کی دھڑکن ہے
روحِ شاعری ہے وہ
میری زندگی ہے وہ
میری بندگی ہے وہ

نام اُس کا درپن ہے

شہباز ندیم

فاصلوں کے نام

نہ جانے کس غم میں مبتلا ہوں
میں سرد جھونکوں میں جھلس رہا ہوں
خیال کا دُور تک دُھواں ہے
فضا فضا ذہن کو گماں ہے
وہیں کہیں میں ہوں تُو جہاں ہے

یہ روز و شب یوں گزر رہے ہیں
رگوں میں نشتر اُتر رہے ہیں
قدم قدم آبلوں کے دھوکے
یہ ہُوک اور یہ گھٹن کے نغمے
یہ زلف کی سُرمئی سی خوشبو
یہ جھجھکتی یادوں کے زرد جگنو
کہ تک ہے وحشت ہے تیرگی ہے
کھٹکتے خوابوں کی بے بسی ہے
کہیں کا اُس نے مجھے نہ رکھا
کہاں کا دین اور کیسی دُنیا
ترے خیالوں کا لمحہ لمحہ میں چُن رہا ہوں میں بُن رہا ہوں
یہ بے مزہ زندگی جیوں تو مگر کس کے لئے جیوں گا؟

عزیز شیخ

اور پھر خواب ٹوٹ جاتے ہیں

اور پھر خواب ٹوٹ جاتے ہیں

ہم کو خاموش سرد راتوں میں
جانے دیتا ہے کون آوازیں
ساز بجتے ہیں پھول کھلتے ہیں
آرزوؤں کے قصر سجتے ہیں
بھر کرتی ہے زُلف کی خوشبو
گھیر لیتے ہیں آہنی بازو

پھر کہیں بجلیاں لپکتی ہیں
پھر کہیں جنتیں سُلگتی ہیں
اور پھر خواب ٹوٹ جاتے ہیں

پھر دبے پاؤں کوئی آتا ہے
دل کے تاروں کو چھیڑ جاتا ہے
جیسے بھٹکے ہوئے مسافر کو
اُس کی منزل پکار اُٹھتی ہو
رُوح حیراں، اُداس، تنہا سی
تپتے صحراؤں کی طرح پیاسی

آرزوئیں کہیں دہکتی ہیں
اور آنکھیں کہیں چھلکتی ہیں
اور پھر خواب ٹوٹ جاتے ہیں

پھر پریشان دل ہے، چاک جگر
پھر ہے قطرہ لہو کا پلکوں پر
آرزوئیں کہ جیسے زنجیریں
قید جن میں ہوں دل کی تقدیریں
ایک بے نام درد اُٹھتا ہے
قافلہ جیسے کوئی لُٹتا ہے

دھڑکنیں حادثوں میں بستی ہیں
اور خاموشیاں سسکتی ہیں
اور پھر خواب ٹوٹ جاتے ہیں

سیدہ نسیم چشتی

مشورہ

اے مری شاعری! اے مجسم غزل! سازِ دل پر یونہی گنگناتی رہو
ان لبوں سے یونہی پھول جھڑتے رہیں، زندگی بھر یونہی مسکراتی رہو
ہے جو پیچھی لگن، دو دلوں کا ملن، ہو کے رہنا ہے ایسا بھی وقت آئے گا
کچھ نگاہیں زمانے کی اچھی نہیں، تم ابھی رازِ اُلفت چھپاتی رہو
جانتا ہوں کہ تم کتنی رنجور ہو، جانتا ہوں کہ تم کتنی مجبور ہو
ایسے جینے میں بھی اک عجب لطف ہے، غم اُٹھاتی رہو مسکراتی رہو
گیسوؤں کی مہک لے کے اُڑ جائیں گی، خود بھی بھٹکیں گی مجھ کو بھی بہکائیں گی
موسمِ گُل کی چنچل ہوائیں ہیں یہ، اِن ہواؤں سے دامن بچاتی رہو
بار تم پر یہ فرقت کی راتیں نہ ہوں، زیب! آغوشِ فردوسِ تخئیل ہو
آنے والے حسیں کل کے امکان پر اپنے خوابوں کو رنگیں بناتی رہو

رئیس رام پوری

www.taameernews.com

اُلّو

سبطین اخگر

سڑک کے دونوں طرف ٹمٹماتے ہوئے بلبوں کی روشنی میں دیوقامت درخت دُور تک قطار باندھے کھڑے ہیں۔ رات کی سیاہی میں کھوئے ہوئے دن کا اب نام و نشان تک نہیں ہے۔ یہ اندھیرے میرے خون میں حدت پیدا کر رہے ہیں۔ مجھے ان سے ڈر نہیں لگتا۔ بلکہ جھومتے ہوئے یہ کالے ناگ میرے لہو کی آگ میں سماتے جا رہے ہیں۔ یہ راتیں اب میری زندگی کا مقصد بن گئی ہیں۔ اس تاریکی کی مانوس بانہیں مجھے اپنے آغوش میں پناہ دیتی ہیں۔ زندگی کے ٹوٹے بکھرے لمحوں کو اوڑھے جب میں رات کے آنچل تلے دم لیتا ہوں تو یہی مجھ کو ماں لگنے لگتی ہے۔ وہ زہریلے دن میری آنکھوں کے سامنے ناچنے لگتے ہیں جب میں دس برس کا تھا۔

یہی تو وہ جگہ ہے جہاں میری ماں دفن ہے۔ تُو نے بتایا تھا کہ یہی میری ماں کی قبر ہے۔ مگر مجھے اپنے باپ کے بارے میں تو کچھ بھی نہیں معلوم۔ جانے ان کی قبر کہیں ہوگی بھی یا نہیں۔ اُن کی قبر کے بارے میں کبھی ماں نے بھی تو نہیں بتایا۔ تُو نے بھی کبھی ذکر نہیں کیا۔ شاید وہ بھی اس مٹی میں کہیں کھو گئے ہوں گے۔

جب میں چھوٹا سا تھا تو ابو میری ماں کو دُنیا میں اکیلا چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ میں تھوڑا اور بڑا ہوا تو ماں بھی مجھے چھوڑ کر چلی گئی۔ مگر اب تو میں بڑا ہو گیا ہوں۔ لوگ مجھے بڑا آدمی بھی کہتے ہیں۔ پہلے تو میں آدمی بھی نہیں تھا۔ جب میں دس برس کا تھا تو چائے کی دکان پر لوگوں کے جھوٹے برتن دھویا کرتا تھا۔ ہوٹل والا بابوجی مجھے بہت مارتا تھا۔ ایک بار جب میرے ہاتھ سے چائے کی پیالی گر کر ٹوٹ گئی تھی تو بابوجی نے بُری طرح میری پٹائی کی تھی اور میری مزدوری کی اٹھنی بھی نہیں

www.taemeernews.com

دی تھی۔ اُس رات ماں نے روٹی نہیں پکائی مجھے بہت زور کی بھوک لگی تو پڑوس کی بُوا سے ایک روٹی لے کر مجھے کھلا دی تھی، خود بھوکی ہی سوگئی تھی۔ جب میں ہوٹل پر کام کرتا تھا تو چائے پینے والے مجھے بات بات پر جھڑکیاں دیتے تھے۔ بابوجی اُن سے کچھ بھی نہیں کہتا تھا، بلکہ اُلٹا مجھ کو ڈانٹتا تھا۔ اگر کسی کو پانی کا گلاس دینے میں ذرا سی بھی دیر ہوجاتی تو وہ ایک گندی گالی سے نوازتا تھا! سور کا بچہ، تو وہ مجھے بات بات پہ کہتا تھا۔

بچپن کے ان ہی نا سمجھی بھرے دنوں میں ایک بار میں نے راموسے پوچھا تھا کہ یہ سور کا بچہ کیا ہوتا ہے تو اُس نے مجھے بتایا کہ سور ایک گندے جانور کا نام ہے، جو نالیوں اور گھوروں پر غلاظت کھاتا پھرتا ہے۔

"پھر تو اُس کا بچہ بھی گندا ہوتا ہوگا اور غلاظت ہی کھاتا ہوگا" میں نے راموسے مزید پوچھا تھا۔

جواب میں راموں نے 'ہاں' کہتے ہوئے اپنی گردن ہلادی تھی۔

بات کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے میں نے کہا تھا "مگر ماں تو کہتی ہے، میرے ابو بالکل میری طرح تھے اور ان کی شکل و صورت مجھ سے بہت ملتی تھی۔ وہ بتاتی ہے کہ میرے ابو روز صبح کو مزدوری کرنے جاتے تھے اور شام کو جب وہ آٹا لے کر واپس آتے تو ماں روٹی پکاتی تھی اور دونوں بیٹھ کر کھاتے تھے ـــــ راموبھیا، کہیں روٹی کو بھی تو گندا نہیں کہتے، روٹی تو میں بھی کھاتا ہوں"

اس پر راموں نے مجھے جھڑک دیا تھا۔ "تُو تو پاگل ہے۔ گدھا کہیں کا۔ سور تو بہت گندا جانور ہے"

میں نے رات کو آکر ماں سے پوچھا تھا کہ یہ گدھا کیا ہوتا ہے؟

"بیٹے، یہ کم عقل جانور ہوتا ہے، جو کمہار یا دھوبی کے لئے دن رات محنت کرتا ہے، پھر بھی اُٹھتے بیٹھتے اس پر ڈنڈے پڑتے رہتے ہیں" ماں

○ متھن چکرورتی اور سمتا پاٹل، فلم 'گلیوں کا بادشاہ' میں

نے مجھے سمجھایا تھا۔

"تو ماں، کیا میں گدھا ہوں؟ راموبھی مجھے یہی کہہ رہا تھا اور ہوٹل والے بابوجی بھی کہتے ہیں، جو دن رات مجھ سے کام کراتے ہیں! میں بھی تو محنت کرتا ہوں۔ شاید میں بھی گدھا ہوں"

"نہیں بیٹا، میرا چاند گدھا کیوں ہونے لگا میرا بیٹا تو بہت اچھا ہے" ماں نے مجھے خوب پیار کیا تھا، مگر میں نے چراغ کی تھرتھراتی روشنی میں دیکھا تھا کہ ماں کی آنکھوں سے پانی بہہ رہا ہے۔

"ماں تیری آنکھوں سے پانی کیوں نکل رہا ہے؟"

"بیٹا یہ پانی نہیں، خون ہے"

"ماں، یہ خون کیا ہوتا ہے؟"

"خون ہمارے جسم میں نہ ہو تو ہم مرجائیں۔ یہ وہی خون ہے جو آدمی کی رگوں میں بہتا ہے۔ جب خون ختم ہوجاتا ہے تو آدمی مرجاتا ہے"

"شاید ابو کا خون بھی ختم ہوگیا تھا، اسی لئے وہ مرگئے"

"ہاں بیٹا، تیرے باپ کا خون بھی آنکھوں سے پانی بن کر بہہ گیا تھا"

"ماں تم اپنے خون کو مت بہاؤ۔ ورنہ تم بھی مرجاؤ گی"

"بیٹا، اس خون کو تو بہنا ہی ہے۔ ہمارا خون ہی کیا؟"

میں نے دیکھا کہ ماں کی آنکھوں سے خون اور زیادہ بہنے لگا تھا اور بہہ بہہ کر میرے چہرے پر گر رہا تھا۔

"ماں تمہاری آنکھوں سے خون بہت تیز بہہ رہا ہے۔ اب مت بہاؤ، ورنہ تم بھی مرجاؤ گی اور میں اکیلا رہ جاؤں گا"

اس پر ماں نے مجھے بہت پیار کیا تھا اور اپنی گود میں ہی مجھے تھپکی دینے لگی تھی۔ جب ماں مجھے سُلا رہی تھی تو پڑوس کے ویران گھر کے نیم کے پیڑ پر بیٹھے ہوئے پرندے کی عجیب سی آواز نے مجھے چونکا دیا تھا۔

"ماں، یہ آواز کیسی ہے؟"

"بیٹا، تم سوجاؤ۔ یہ اُلّو کی آواز ہے۔ رات میں اُلّو بولتا ہے"

"ماں، یہ اُلّو کیوں بولتا ہے؟"

"بیٹا، تم صبح کو مونہہ اندھیرے کام پر جاؤ گے۔ اب سوجاؤ" اور اس نے مجھے جھلنگے پلنگ پر لٹا دیا تھا۔

دوسرے دن صبح کو میں کام پر نہیں گیا تھا رات کو ماں نہ جانے کب تک اپنی آنکھوں سے خون بہاتی رہی تھی کہ صبح تک اُس کی آنکھوں سے سارے جسم کا خون بہہ گیا تھا اور وہ بالکل پیلی پڑ گئی تھی۔ میں نے جب اُس کو پکارا تو وہ مجھ سے کچھ نہیں بولی۔ پڑوس والی بُوا نے بتایا کہ تیری ماں مرگئی ہے۔ میں نے بُوا سے کہا کہ رات ماں کی آنکھوں سے بہت خون بہہ رہا تھا۔ میں نے بہت منع کیا مگر اُس کی آنکھوں سے خون بہتا ہی رہا اور اُلّو کی طرح وہ بھی مرگئی۔

"مرنا جینا تو سب ہی کے ساتھ رہتا ہے، بیٹا" بُوا نے مجھے پیار سے چمکارتے ہوئے کہا، پھر وہ مجھے اپنے گھر لے گئی۔ اس روز سے میں بُوا کے

036
www.taemeernews.com

شفیع انعام دار، مٹھن چکرورتی اور دھرمیندر، فلم ساز پران لال مہتہ کی فلم 'میں بلوان' میں

ساتھ ہی رہنے لگا تھا۔ رات کو جب چائے کی دکان سے واپس آتا تو لُوا کبھی مجھے کہانی سناتی تھی۔ ایک دن میں نے لُوا سے پوچھا "لُوا، یہ اُلّو کیا ہوتا ہے؟"

"بیٹا، ایک پرندے کا نام ہے، جو رات میں جاگتا ہے اور دن بھر سوتا ہے۔ اُس کو دن میں کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ روشنی سے اسے ڈر لگتا ہے"۔

"رات میں کیوں جاگتا ہے؟"

"اُلّو رات بھر جاگ کر ساری دنیا کے آدمیوں کی تباہی اور بربادی کے لئے دُعا کرتا ہے اُس کو آبادی بالکل اچھی نہیں لگتی۔ وہ ہمیشہ ویرانے میں رہتا ہے اور جب ساری دنیا سو جاتی ہے تو وہ جاگ جاگ کر آدمیوں کے مرنے کی دُعا کرتا ہے"۔

"کیا ہوٹل والے بابوجی بھی آدمی ہیں؟"

"ہاں بیٹا، وہ بھی آدمی ہیں"۔

"تب تو اُلّو ایسے ہی آدمیوں کے مرنے کی دُعا مانگتا ہوگا۔ رامو کہہ رہا تھا کہ وہ جس گھر میں کام کرتا ہے اس گھر کی مالکن اس کو روز مارتی ہے اور اسے اُلّو کا پٹھا بھی کہتی ہے۔ پیٹ بھر کے روٹی کبھی نہیں دیتی۔ وہ بھی ایک دن اپنی مالکن کے مرنے کی دُعا مانگ رہا تھا۔ دُنیا کے سب آدمی ایسے ہی ہوتے ہوں گے۔ میرا مالک بھی مجھے مارتا ہے۔ اسی لئے تو اُلّو سب آدمیوں کے مرنے کی دعا مانگتا ہے۔ لُوا تم بھی آدمی ہو؟"

"ارے بیٹا، ہم تو غریب لوگ ہیں، آدمی تو بڑے لوگ ہوتے ہیں"۔

"لُوا، اب میں بھی رات میں جاگا کروں گا اور سب آدمیوں کے مرنے کی دُعا مانگا کروں گا"۔

اس پر لُوا نے مجھے پیار سے تھپکی دے کر کہا "نہیں بیٹا، ایسا نہیں کہتے —— اب سو جاؤ بہت رات ہوگئی ہے"۔

مگر میری آنکھوں سے نیند بہت دُور ہو چکی تھی اور اس رات کے بعد ہر رات کو نیند میری آنکھوں سے دُور ہی رہی۔

اب مجھے رات کو جاگنے کی عادت ہوگئی ہے۔ دن میں البتہ میری آنکھ نہیں کھلتی۔ اندھیرا میری زندگی ہے۔ روشنی سے مجھے نفرت ہوگئی ہے۔ اب میں شام کے بعد ہی گھر سے نکلتا ہوں۔ سب سے پہلے اپنی ماں کی قبر پر جاتا ہوں، پھر کسی ایسے گھر کی طرف میرے قدم اٹھ جاتے ہیں جس میں دن بھر کی جمع کی ہوئی غلاظت کو میں تجوریوں کے تالے توڑ کر صاف کر دیتا ہوں مگر اب مجھے کوئی بھی سور کا بچہ نہیں کہتا۔ اب میں گدھا بھی نہیں ہوں، کیوں کہ میں دن بھر محنت نہیں کرتا۔ اب مجھے کوئی مارتا بھی نہیں، گالیاں بھی نہیں دیتا۔ محلے والے مجھے آدمی کہنے لگے ہیں۔ جی ہاں، اب میں آدمی ہوگیا ہوں۔ سب مجھے عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اب میں لوگوں کے کام بھی آنے لگا ہوں۔ ضرورت مند میری لمبی عمر کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ حاجت مند فرشتہ بھی کہتے ہیں۔

کبھی کبھی میں چائے والے بابوجی کی دکان پہ چائے پینے چلا جاتا ہوں۔ اب اس دکان پر اُن کا اپنا ہی لڑکا برتن دھوتا ہے۔ جب وہ مجھے پانی کا گلاس پہنچانے میں دیر کرتا ہے تو میں بھی اس کو سور کا بچہ کہہ دیتا ہوں اور اُس کا باپ بھی اُس کو گدھا کہہ کر پانی جلد پہنچانے کی تاکید کرتا ہے۔ میں جانتا ہوں، اس بچے کو اُلّو ہونے میں ابھی بہت دن باقی ہیں۔ اس کا باپ بھی مرجائے، اس کی ماں بھی مرجائے، اس کے بعد ہی وہ اُلّو بنے گا۔ ابھی تو گدھا ہے۔ ابھی تو آدمی کہلانے کا بھی حق دار نہیں۔ ابھی تو اس کے اُلّو ہونے میں ہی پندرہ برس باقی ہیں! ●●

037 www.taemeernews.com

سرور عالم انصاری گڑکھا (چھپرہ)
س : محبوبہ کی بے رُخی کب زیادہ بُری لگتی ہے؟
ج : جب تنہائی میں آپ کے ایک خاص پیام کے جواب میں ہو۔

آفتاب احمد انصاری راجہ کا تاج پور (بجنور)
س : کیا کسی شادی شدہ عورت کی محبت انسان کو خدا سے ملا سکتی ہے؟
ج : جی ہاں۔ اور اگر اس کے شوہر کو علم ہو جائے تو بہت جلد۔

محمد صادق علی فریدی، محبوب نگر
س : کم بولنا بھی کب نقصان دہ ثابت ہوتا ہے؟
ج : شادی کے روز "میں نے قبول کیا" کہنے پر۔

شیخ عثمان آزاد، نصیر آباد
س : انسان پر اپنے ہاتھوں مصیبت کب آتی ہے؟
ج : جب وہ سوجھ بوجھ سے کام نہ لے۔ ایک جہاں گرد سیاح نے ہمیں بتایا "امریکنوں اور فرانسیسیوں کی ٹیلی ویژن دیکھنے کی عادتیں الگ الگ ہیں۔ امریکہ میں اگر آپ اپنے کسی دوست کے یہاں اندھیرے کمرے میں گھسیں اور دبی دبی ہنسی کی آوازیں سنیں تو آپ ایک کرسی گھسیٹ کر چپ چاپ بیٹھ کر دیکھنے لگتے ہیں۔ لیکن فرانس میں اگر آپ اسی طرح اندھیرے کمرے میں گھسیں اور دبی دبی ہنسی کی آوازیں سن کر کرسی گھسیٹ کر بیٹھنے لگیں تو آپ کو اٹھا کر باہر پھینک دیا جائے گا۔

اختر فاروقی پاکوڑ
س : کیا جوانی کے دنوں میں محبوبہ کا ہونا ضروری ہے؟
ج : نہیں۔ اکثر لوگ بیوی پر ہی قناعت کرتے ہیں۔

واحد اختر اکیلا، صاحب گنج (بہار)
س : حسین یادوں پر پہرے کب لگ جاتے ہیں؟
ج : شادی ہو جانے پر۔

محمد آصف خاں، شاہ جہاں پور
س : ایٹمی اسلحہ کی دوڑ کی آخری حد؟
ج : بے کراں سناٹا، جس میں ایک بندر آہ بھر کر اپنی مادہ سے کہے گا۔ "اب ہمیں پھر نئے سرے سے اس دنیا کو آباد کرنا ہوگا۔"

ظہیر الدین انصاری، داؤد نگر
س : لڑکیوں سے بات کرنے کی تعلیم کس تعلیمی ادارے سے ملتی ہے؟
ج : ہر مخلوط تعلیمی ادارے میں۔ از خود

رضوان الزماں بدر، نام دار گنج (نوادہ)
س : کیا یہ صحیح ہے کہ موقع خود دروازے پر دستک دیتا ہے؟
ج : جی ہاں۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی صحیح ہے کہ کبھی کبھی دروازے پر دستک موقع ہاتھ سے نکلنے کا سبب بن جاتی ہے۔

علیم مومن، بانسواڑہ
س : محبوبہ سمجھ کر بھی ناسمجھی کا اظہار کب کرتی ہے؟
ج : جب اپنے آپ کو ستارہ بنانا چاہے۔

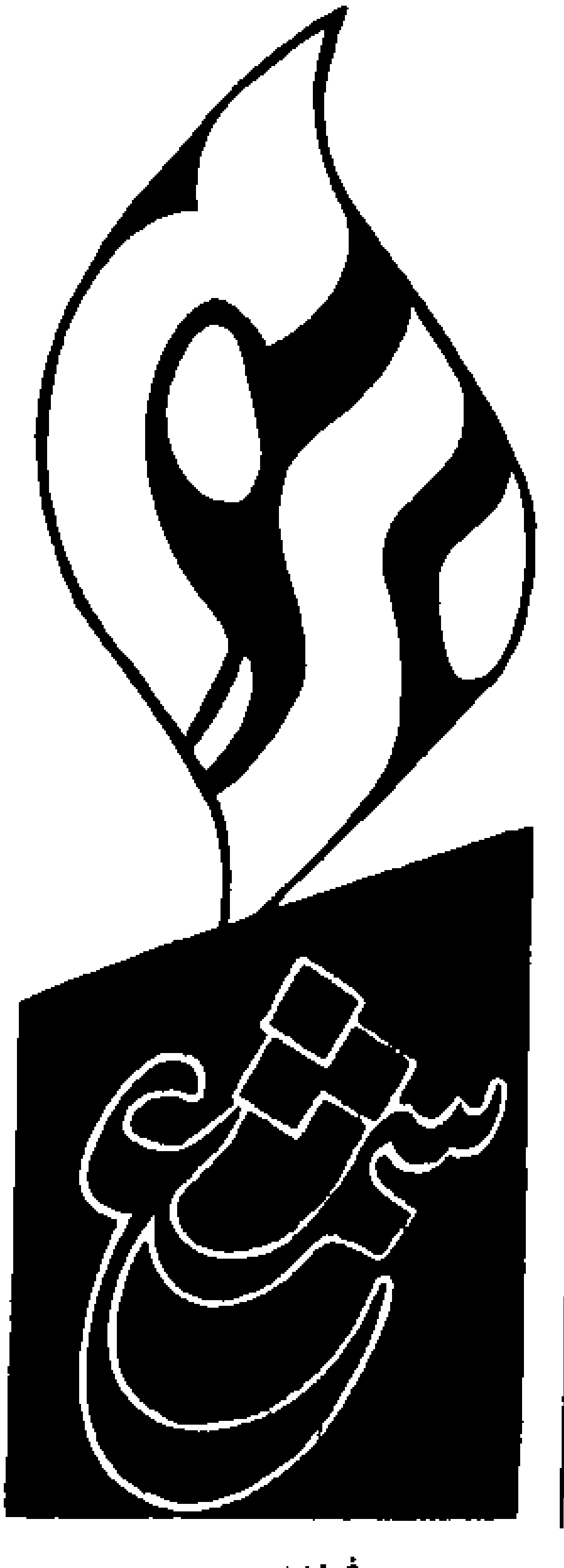

رشید شوق، ابڈپلی
س : جب بھی میں خوشی کو پاتا ہوں تو دُور سے غم کی آواز آتی ہے، میں کیا کروں؟
ج : بیوی کو غم کہنے اور سمجھنے سے گریز۔

ایم۔ اے۔ وحید رومانی، نظام آباد
س : کیا کامیابی کے لئے سہارا ضروری ہے؟
ج : جی ہاں۔ کسی اور کا نہیں تو خدا کا سہارا۔

غفار قادر، جنتور، پربھنی
س : گزرتی ہوئی بہر رات کو دیکھنے کی تمنا، مردوں سے زیادہ عورتوں میں کیوں ہوتی ہے؟
ج : کیوں کہ شکار کے منظر سے شکاری زیادہ لطف اندوز ہو سکتا ہے، خود شکار نہیں۔

سید سلیم، درگ
س : درد اور دل میں کیا رشتہ ہے؟
ج : نہایت قریبی۔ اگر مرد کا دل ہو۔

سید شہید کریم الفت، رفیع گنج (بہار)
س : نفرت محبت میں کب بدل جاتی ہے؟
ج : یہ بھید کھل جانے پر کہ آپ غریب نہیں ہیں۔

احمد انصاری، خونی جلال پور
س : ملا کی دوڑ مسجد تو دل کے مارے کی دوڑ؟
ج : دلبر کے کوچے تک۔

عبدالرحمن ثابت شیونگی، کیرور
س : فلم دیکھنے والے کو فلم کی کہانی میں دلچسپی کب نہیں ہوتی؟
ج : جب اس کا ذوق اونچا نہ ہو یا جب وہ اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ سینما جائے۔

طلعت نشاط، کاماریڈی اے۔ پی
س : محبت اور چوری میں کیا فرق ہے؟
ج : چوری کی سزا تو بہت کم ہے۔

زبیر احمد شمسی، محمد آباد گوہنہ
س : اگر کوئی پری پیکر محبت بھری سرگوشیاں کرے تو؟
ج : اپنی قسمت پر ناز کیجئے اور بعد میں تھوڑی سی کھوج بھی کرا سے یہ عادت کہیں اور تو نہیں پڑی ہے۔

محمد مصطفیٰ انصاری، مظفر پور
س : محبوبہ زیادہ تر خاموش کیوں رہتی ہے؟
ج : کیوں کہ وہ جانتی ہے کہ شادی کے بعد ہمیشہ کے لئے اسے چاہنے والے کے خاموش رہنے کی باری آئے گی۔

www.taemeernews.com

ز۔ احمد شمسی، محمد آباد گوہنہ

س : آدمی اپنے عیبوں کی پردہ پوشی کب نہیں کرتا؟

ج : جب اسی میں فائدہ ہو۔ تنہائی کے لمحوں میں ایک نوجوان نے اپنی محبوبہ سے کہا۔ "تم سچ پچ حور ہو" مگر مجھے فرشتہ نہ سمجھنا۔"

جی۔ گوپال، خونی جلال پور

س : آدمی کی برائی کب سامنے آتی ہے؟

ج : کبھی کبھی بچے کے روپ میں۔

محمد خلیل، بھوپال

س : ساس کے ستم کا مقابلہ کس طرح کرنا چاہئے؟

ج : صبر کرکے۔ کوئی اور ترکیب صرف وحشی لوگ اختیار کرسکتے ہیں۔ کھانا کھاتے کھاتے ایک افریقی قبائلی سے اس کے مہمان نے کہا۔ "مجھے تمہاری ساس ذرا بھی پسند نہیں آئی" قبائلی سبزی کا ڈونگا اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا "کوئی بات نہیں، تم یہ سبزی کھالو۔"

سلطانہ اقبال، بھیرہ)

س : کیا اپنوں سے الگ رہ کر سکون مل سکتا ہے؟

ج : جی ہاں ۔ مگر اس کے لئے دنیا کو چھوڑ دینے والا راہب بننا ہوگا۔

جاوید عالم صدیقی، شاہجہاں پور

س : ظلم سہہ کر احتجاج کے لئے زبان کھولنا چاہتے ہوئے بھی نہ کھولنے والا کون ہوتا ہے؟

ج : لگ بھگ ہر شوہر۔

محمد زبیر اعظمی، محمد آباد گوہنہ

س : وقت کے ساتھ کون نہیں بدلتا؟

ج : جو وقت کے ساتھ چلنا بھی نہیں جانتا۔ کچھ امریکی سیاح پیرو (جنوبی امریکہ) میں پرانے مندروں کو دیکھنے کے لئے گئے۔ ان مندروں تک پہنچنے کے لئے انہیں اپنی کاریں کافی دور پہلے ہی روکنا پڑیں۔ جب ریڈ انڈین گائیڈ انہیں ان مندروں کے بارے میں معلومات فراہم کررہا تھا تو یکایک ایک سیاح عورت چلا اٹھی۔ "اُف! میں تو اپنی کار کا تالا لگانا ہی بھول گئی" ریڈ انڈین گائیڈ نے اُسے تسلی دی۔ "فکر نہ کیجئے محترمہ! یہاں پچاس میل کے دائرے میں ایک بھی سفید آدمی نہیں رہتا۔"

سلیم سکندر قیوم قلندر، محبوب نگر

س : کیا انسان کے لئے زندگی میں پیار کرنا ضروری ہے؟

ج : جی نہیں ۔ اگر بالکل روکھی پھیکی بے رس زندگی گزارنا چاہے۔

حیدر خلیل قاسمی محرق بحرین

س : کنجوسی کب نقصان کا باعث بنتی ہے؟

ج : ہمیشہ ۔ اپنے لئے بھی ۔ ایک صاحب نوکری سے ریٹائر ہوئے تو ان کی بیوی آنے والے دنوں کی مالی تنگی کا ذکر لے بیٹھی ۔ ان صاحب نے کہا۔ "تم فکر کیوں کرتی ہو؟ میں نے نوکری کی مدت میں ایک مکان خریدا ہے اور دو دکانیں۔ ان کے کرائے سے ہماری گزر بسر اچھی خاصی ہوتی رہے گی۔" بیوی حیران ہوکر بولی۔ "خوب! مگر تم نے چپکے چپکے اتنی رقم بچا کیسے لی؟" ان صاحب نے جواب دیا۔ "جب کبھی تم مجھ پر مہربان ہوتی تھیں میں بیس روپے الگ رکھ دیا کرتا تھا۔ اس طرح اتنی رقم جمع ہوگئی۔ اگر تم اتنی سرد اتنی کنجوس نہ ہوتیں تو اس حساب سے آج ہم سو کروڑ کے ہوٹل کے مالک ہوسکتے تھے۔"

محمد انور، ورنگل (اے۔پی)

س : مجھے ہر دم ہنسنے کی عادت ہے۔ اس عادت سے ہمیشہ کے لئے چھٹکارا پانے کے لئے کیا کروں؟

ج : شادی ۔

صدا الرحمٰن، رانچی، (بہار)

س : محبوبہ کی رضامندی کس طرح ظاہر ہوتی ہے؟

ج : عموماً اشاروں میں۔ کمرے کی تنہائی میں ایک گم صم بیٹھے ہوئے نوجوان سے اس کی گرل فرینڈ نے اکتا کر پوچھا۔ "اگر تمہیں یکایک روپیہ مل جائے تو تم کیا کروگے؟" نوجوان چونک کر بولا۔ "میں دنیا کی سیر کو نکل جاؤں گا۔" لڑکی نے اس کا ہاتھ تھام لیا اور پھر وہاں سے چلی گئی۔ نوجوان نے اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا تو اس میں ایک روپیہ دبا ہوا تھا۔

داور کر ذکی علی، الریاض، (سعودی عرب)

س : دکھ بانٹنے کے لیے سب سے اچھا ساتھی کون سا ہے؟

ج : جیون ساتھی ۔ مگر یہ سہولت صرف عورتوں کو حاصل ہے۔

محمد سید، الکویت

س : آدمی بیوی کی ہر بات کب مانتا ہے؟

ج : جب صرف ایک بات اس سے منوانا چاہے۔

شجاع الدین خلجی، میسور

س : کیا تجربہ ہر میدان میں کچھ نہ کچھ سکھاتا ہے؟

ج : جی ہاں ۔ ایک محبت کے میدان کو چھوڑ کر۔

پیاری سلطانہ، گنتور

س : کیا دکھ اٹھانے کا نام ہی زندگی ہے؟

ج : جی نہیں ۔ اپنے دکھ دوسرے کے سر ڈالنے کا نام بھی۔ اکثر عورتیں یہی کرتی ہیں۔

علیم مون پروانہ، بانسواڑہ

س : عاشق کا جنازہ ستم گر محبوبہ کے ہاتھوں محبت میں ہارنے پر تو لیڈر کا جنازہ؟

ج : اتنے ہی ستم گر عوام کے ہاتھوں الیکشن ہارنے پر۔

شفیق سعید لوکڈے، الریاض سعودی عربیہ

س : اکثر مرد شادی کے بعد ماں باپ کو کیوں بھول جاتے ہیں؟

ج : وجہ ظاہر ہے۔ ایک عورت بچے کو بیس پچیس سال میں انسان بناتی ہے، دوسری عورت اسے بیس پچیس منٹ میں گدھا۔

محمد مشتاق، جمونی (مونگیر)

س : انسان وحشی کب نظر آتا ہے؟

ج : جب کوئی وحشت زدہ ہرنی جیسی مخلوق تنہائی میں مل جائے۔

ایم۔ اے۔ عظیم ناز، نظام آباد

س : لڑکی اور گرگٹ میں کیا فرق ہے؟

ج : بے چارے گرگٹ کے رنگ بدلنے پر کوئی جھگڑا نہیں ہوتا۔

سید جعفر علی قدیر، گلبرگہ

س : کسی حسینہ کی خاموش نگاہوں کے مطلب کو کون نہیں سمجھ پاتا؟

ج : جس کی بیوی اس کے ساتھ ہو۔

039 www.taemeernews.com

احمد محی الدّین قدیر، کوہیر (اے. پی)

س : انسان اپنی حیثیت سے اونچی بات کب کرنے لگتا ہے؟

ج : کبھی شان بگھارنے کے لئے، کبھی مصلحت کی خاطر۔ ایک صاحب کو ان کے ایک دوست نے ایک شاندار ریسٹوراں میں کھانا کھاتے دیکھا تو کہا "کمال ہے! اُدھار کے بوجھ تلے تم بُری طرح دبے ہوئے ہو۔ اور پھر بھی اتنا مہنگا کھانا کھا رہے ہو۔ اگر تمہارے قرض خواہ تمہیں یہاں دیکھ لیں تو کیا کہیں؟" ان صاحب نے مسکرا کر جواب دیا "میں جانتا ہوں وہ اتنی مہنگی جگہ نہیں آسکتے۔"

حسنات احمد مالوی، ریاض (سعودیہ)

س : بیوی کی قدر کیسے لوگ نہیں کرتے؟

ج : جنہیں بیوی میں کوئی بڑا عیب نظر آتے۔ ایک صاحب اپنے ڈاکٹر دوست کے یہاں پہنچے، کچھ دیر ادھر اُدھر کی گپ شپ کی، پھر شطرنج کھیلنے بیٹھ گئے۔ کئی گھنٹے بعد جب وہ چلنے لگے تو ڈاکٹر نے رسماً ان سے بیوی بچوں کی خیریت معلوم کی۔ وہ ایک دم چونک کر کہنے لگے "او ہو! میں تو بھول ہی گیا۔ تمہاری بھابی کا جبڑا بند ہو گیا ہے، اس لئے وہ بول نہیں سکتیں۔ ہفتے دو ہفتے میں ہمارے گھر کی طرف سے گذر ہو تو انھیں دیکھ لینا۔"

محمّد فاروق علی، محبوب نگر

س : آدمی اچھا کیسے بن سکتا ہے؟

ج : اچھی تربیت اور اچھے سلوک سے۔ ایک بڑے میاں نے دس پیسے کا سکّہ اپنے پوتے کو دیتے ہوئے اسے ادب آداب سکھانے کی خاطر کہا "کہو منّے، دس کا سکّہ پا کر اچھا بچہ کیا کہتا ہے؟" پوتے نے جواب دیا "اچھا بچہ ہونے کی وجہ سے میں آپ کو یہ بات بتا نہیں سکتا۔"

رفیق احمد خاں گرانی، رانی بنور

س : کیا یہ درست ہے کہ عورت اگر محبت کرے تو مہکتے ہوئے پھول کے مانند ہے اور اگر نفرت کرے تو دہکتے ہوئے انگارے کی طرح۔

ج : جی ہاں۔ کم از کم پہلی بات کی تائید تو ہم ذاتی تجربہ کی بنا پر کر سکتے ہیں۔

ایچ. اے. خسرو، سکری (مدھوبن)

س : زندگی کے سفر میں صحیح ہم سفر چُننے کا آسان طریقہ؟

ج : وہی جس پر دل نہیں عمل کرنے دیتا۔ صرف صورت پر نہ جائیں۔

محمّد امجد راہی، کاماریڈی

س : انسان پر محبت کا بھوت کب سوار ہوتا ہے؟

ج : آج کل: ہر پری کو دیکھ کر۔

جشن سالگرہ

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵

اسرانی، ٹن ٹن (یکم جنوری)، سپنا (۲)، ہریسا نارائن (۳)، نروپا رائے، پرویپ کمار (۴)، مقری (۵)، رامیشوری، کملیشور (۶)، نیتا مہتہ، سعید جعفری (۸)، مہندر کپور، علی رضا (۹)، باسو چیٹرجی (۱۰)، ریتا بہادوری (۱۱)، اروِن گوول (۱۲)، کیفی اعظمی (۱۴)، سجن (۱۵)، او. پی نیر، آر. کے. نیر، روپیش کمار (۱۶)، کمال امروہی، جاوید اختر (۱۷)، ستین بوس، وجے آنند (۲۲)، جے. اوم پرکاش (۲۴)، عادل (۲۵)، انل گنگولی (۲۶) اور شمی کپور ۲۷ جنوری کو پیدا ہوئے تھے۔

مگر یہاں ہم صرف اُن ستاروں کے نام اور پتے شائع کر رہے ہیں، جن سے اُمید ہے کہ وہ خط کا جواب یا تصویر ضرور بھجوائیں گے۔ جن زبانوں میں خط و کتابت کی جاسکتی ہے۔ وہ بھی ساتھ ہی لکھی جا رہی ہیں۔ مبارک باد کے خط میں انہیں یہ ضرور لکھیں کہ آپ نے ان کی سال گرہ کی تاریخ اور پتہ شمع سے لیا ہے، جن خطوں میں شمع کا حوالہ ہوتا ہے، ستارے اُن کا جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱

سنجے خاں (۳. جنوری، بنگلور) اردو، ہندی

سنجے ہاؤس، سلور بیچ،
جوہو، بمبئی ۴۹ ... ۴۰۰

SANJAY HOUSE
SILVER BEACH
JUHU
BOMBAY-400 049

نندہ (۸، جنوری، کوہلاپور) ہندی

۶۔ ماسٹر ونائیک روڈ، باندرہ،
بمبئی ۵۰ ... ۴۰۰

6, MASTER VINAYAK ROAD
BANDRA, BOMBAY-400 050

شکتی سامنت (۱۴، جنوری: بردوان) ہندی

شکتی فلمز، نٹ راج اسٹوڈیوز، اندھیری (ایسٹ)
بمبئی ۴۹ ... ۴۰۰

SHAKTI FILMS,
NATRAJ STUDIOS,
ANDHERI (EAST),
BOMBAY-400 049

رمیش سپی ہدایت کار (۲۲، جنوری: کراچی) ہندی

۶۰۱۔ اولمپس، آلٹرماؤنٹ روڈ،
بمبئی ۲۶ ... ۴۰۰

601, OLYMPUS
ALTRAMOUNT ROAD,
BOMBAY-400 026

سبھاش گھئی فلم ساز و ہدایت کار (۲۴، جنوری: ناگپور) ہندی

۶ بشیرون، ۲۸ واں روڈ، ٹی، پی، ایس III
باندرہ، بمبئی ۵۰ ... ۴۰۰

6, BASHIRON
28TH ROAD
T.P.S. III
BANDRA, BOMBAY-400 050

خبریں ہی خبریں

"کلرک" میں راجندر کمار بھی

منوج کمار کی زیر تکمیل فلم "کلرک" کی کاسٹ میں راجندر کمار کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ اشوک کمار، منوج کمار، ششی کپور، ریکھا، انیتا راج، اوم پرکاش، راجیو گوسوامی، راجندر ناتھ، سونیکا اور پاکستانی ستارے محمد علی اور زیبا فلم کے دیگر اہم ستارے ہیں۔

ونود کھنہ رومو سپّی کی نئی فلم میں

ونود کھنہ فلم ساز رومو این سپّی کی زیر تکمیل فلم جیو، سنجے دت، مندا کنی، ششی کپور، گلشن گروور، بینا، نیتو، انوپم کھیر، نوین نِشچل اور پران کی نئی فلم میں ہیرو کا رول ادا کرے گا۔ جس کے ہدایت کار راج این سپّی ہیں۔

"شتروتا" دوبارہ شروع

فلم ساز سندیپ سیٹھی کی نامکمل فلم "شتروتا" کی شوٹنگ اس ماہ سے دوبارہ شروع ہو رہی ہے۔ ونود کھنہ اور ریکھا فلم کے مرکزی ستارے ہیں۔

انیتا بھی تین لیش چوپڑہ کی نئی فلم میں

فلم ساز و ہدایت کار لیش چوپڑہ (حالیہ فلم فاصلے) کی نئی فلم میں ہیرو کا رول انیتا کھنہ بھی ادا کرے گا۔

دھرمیندر اور جیکی شیروف ایک ساتھ

فلم ساز و ہدایت کار راج آنند (حالیہ فلم ملن) کی نئی فلم "انگارہ" میں دھرمیندر اور جیکی شیروف ہیرو کے رول ادا کریں گے۔ فلم کی دو ہیروئنوں اور معاون ستاروں کا انتخاب ابھی نہیں ہوا۔

"شہزادے" کا مہورت

نے تیج (حالیہ فلم ادھیکار) کی نئی فلم "شہزادے" کا مہورت پچھلے دنوں بمبئی میں ہوا۔ سنی دیول اور جیکی شیروف پہلی بار اس فلم میں یکجا ہو رہے ہیں۔ فلم ساز کریم مورانی، علی مورانی اور سلیل سورد کی اس فلم کے مصنف جاوید، موسیقار آر ڈی برمن اور ہدایت کار راجہ بول رنجیل ہیں۔ فلم کی دو ہیروئنوں کا انتخاب ابھی نہیں ہوا۔ فلم کی آؤٹ ڈور شوٹنگ منالی میں کی جائے گی۔

"شہنشاہ" کی آٹھ روزہ شوٹنگ

ٹینو آنند کی ہدایت میں بننے والی فلم "شہنشاہ" کی آٹھ روزہ شوٹنگ پچھلے دنوں مکمل ہوئی جس میں

امیتابھ بچن، قادر خان، پریم چوپڑہ، امریش پوری اور پروین کمار وغیرہ نے حصہ لیا۔ فلم کی ہیروئن مینا کشی سیشادری ہے جب کہ پران اس فلم میں ایک اہم رول ادا کر رہے ہیں۔

فاروق نڈیاڈوالا کا "ہتھیار"

دھرمیندر، ششی کپور، ڈمپل کپاڈیہ، سنجے دت، سنگیتا بجلانی، کلبھوشن کھربندا اور بھرت کپور فلم ساز فاروق نڈیاڈوالا کی نئی فلم "ہتھیار" میں اہم رول ادا کر رہے ہیں جس کے مصنف و ہدایت کار جے پی دتہ، موسیقار لکشمی کانت پیارے لال، نغمہ نگار حسن کمال اور مکالمہ نویس او پی دتہ ہیں۔

"کرم داتا" کے بعد "پرم ویر"

فلم ساز جگدیش شرما، قادر کشمیری اور ابراہیم شورتی (زیر تکمیل فلم کرم داتا) کی نئی فلم کا نام "پرم ویر" رکھا گیا ہے۔ متھن چکرورتی اور جیا پردا فلم کے مرکزی ستارے ہیں جس کا ہدایت کار ششی لال نائر ہے۔

اکبر خاں اور ڈمپل کی نئی فلم

مصنف، فلم ساز، ہدایت کار اور ایڈیٹر تنویر احمد کی نئی فلم "توقیق" میں اکبر خاں اور ڈمپل مرکزی رول ادا کریں گے جس کے موسیقار راجیش روشن اور مکالمہ نگار جاوید اختر ہیں۔

پنکج اوداس "نام" میں

مشہور غزل گائک پنکج اوداس نے زندگی میں پہلی بار اداکار فلم ساز راجندر کمار کی زیر تکمیل فلم "نام" میں کام کیا ہے۔ نوتن، کمار گورو، سنجے دت، پونم ڈھلوں، امرتا سنگھ، انوپم کھیر، شفیع انعامدار، پریش راول، اتھوار، بھارت بھوشن اور روپیش کمار فلم کے اہم ستارے ہیں جس کے مصنف سلیم خان، نغمہ نگار آنند بخشی، موسیقار لکشمی کانت پیارے لال اور ہدایت کار مہیش بھٹ ہیں۔

روی چوپڑہ کی فلم میں سنی

سنی دیول، سری دیوی اور امریش پوری روی چوپڑہ کی ہدایت میں بننے والی ایک فلم میں اہم رول ادا کریں گے۔

متھن، سری دیوی کی جوڑی

فلم ساز آر سی پرکاش کی فلم میں متھن چکرورتی اور سری دیوی مرکزی رول ادا کریں گے۔ جس کے ہدایت کار راج شیکھرن اور موسیقار بپی لہری ہوں گے۔

"جانباز" میں سری دیوی بھی

اداکار، فلم ساز و ہدایت کار فیروز خان کی زیر تکمیل فلم "جانباز" میں ایک اہم رول سری دیوی بھی ادا کر رہی ہے۔ انیل کپور اور ڈمپل کپاڈیہ فلم کے مرکزی ستارے ہیں۔

○ منوج کمار، نئی دریافت سونیکا، پاکستانی ستارے زیبا اور محمد علی فلم "کلرک" کے ایک منظر میں

ایچ۔ ایس۔ روئیل کی فلم میں سنی دیول

مصنف، فلم ساز و ہدایت کار ایچ ایس روئیل کی نئی فلم میں سنی دیول ہیرو کا رول ادا کرے گا۔ جس کے موسیقار لکشمی کانت پیارے لال ہوں گے۔

"حوالات" کا مہورت

فلم ساز و ہدایت کار سریندر موہن (حالیہ فلم "پتھر دل") کی نئی فلم "حوالات" کا مہورت پچھلے دنوں محبوب اسٹوڈیو میں ہوا۔ شتروگھن سنہا، متھن چکرورتی، پدمنی کولہاپورے، انیتا راج اور امریش پوری فلم کے ستارے ہیں۔ موسیقی لکشمی کانت پیارے لال کی ہے۔

"ہمت اور محنت" میں جیتندر

فلم ساز بی ایس شاد کی نئی فلم "ہمت اور محنت" میں ہیرو کا رول جیتندر ادا کرے گا، جس کے ہدایت کار کے باپیا ہیں۔ اگلے مہینے سیٹ پر جانے والی اس فلم کی ہیروئن اور معاون ستاروں کا انتخاب ابھی نہیں ہوا۔

"داتا" میں ششی کپور بھی

فلم ساز و ہدایت کار سلطان احمد کی زیر تکمیل فلم "داتا" کی کاسٹ میں ششی کپور کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ متھن چکرورتی، پدمنی کولہاپورے، سعید جعفری، سریش اوبرائے، پریم چوپڑہ، رنجیت، امریش پوری اور بھارت بھوشن فلم کے دیگر اہم ستارے ہیں۔ فلم کی آؤٹ ڈور شوٹنگ آج کل راجستھان کے مختلف علاقوں میں ہو رہی ہے۔

"یتیم" شوٹنگ شروع

فلم ساز بکرم سنگھ دیول کی نئی فلم "یتیم" کے مہورت کے ساتھ اس کی شوٹنگ بھی شروع ہو گئی۔ سنی دیول، فرح، ڈمپی، بھارت بھوشن، کلبھوشن کھربندا اور امریش پوری فلم کے

اہم ستارے ہیں جس کے مصنف و ہدایت کار جے پی دتہ، مکالمہ نویس او پی دتہ اور موسیقار لکشمی کانت پیارے لال ہیں۔

کرن جونیجا "پکا بدمعاش" میں

ٹی وی سیریل "بنیاد" کی اداکارہ کرن جونیجا کو مصنف پروڈیوسر تیج ناتھ زار کی فلم "پکا بدمعاش" کے لئے ایک اہم رول کے لئے سائن کر لیا گیا ہے۔ وہ سریش اوبرائے کے مقابل ہیروئن ہوں گی۔ رومانی جوڑی میں کرن شاہ اور دلیپ تاہل ہیں اور ایک اہم رول میں امجد خان۔ ہدایت اے سلام اور موسیقی اوشا کھنہ۔ فلم تیزی سے زیر تکمیل ہے۔

ایس۔ ڈی۔ نارنگ کا "نشانے باز"

فلم ساز ہدایت کار ایس ڈی نارنگ کی زیر تکمیل فلم کا نام "نشانے باز" رکھا گیا ہے۔ سیما ماتھر اور شتروگھن سنہا فلم میں مرکزی رول ادا کر رہے ہیں۔

کرن کپور اور وجیتا پنڈت ایک ساتھ

فلم ساز سندیپ سیٹھی کی فلم "افسر" میں کرن کپور، وجیتا پنڈت، رضا مراد، بھرت کپور، تیج سپرو، دیپ ڈھلوں اور ششی کپور اہم رول ادا کر رہے ہیں۔ جس کے موسیقار کلیان جی آنند جی اور ہدایت کار مست وجاہل ہیں۔

دھرمیندر اور سمیتا پاٹل کی نئی فلم

فلم ساز ٹی پی اگروال کی نئی فلم میں دھرمیندر، سمیتا پاٹل، منداکنی، گووندا، گلشن گروور اور امریش پوری اہم رول ادا کریں گے۔ جس کے موسیقار رام لکشمن اور ہدایت کار راشوک تیاگی ہیں۔ فلم کی آؤٹ ڈور شوٹنگ

بیرونی ممالک میں بھی کی جائے گی۔

متھن اور مینا کشی کا "پریوار"

فلم ساز دروان کشن کی آئندہ فلم "پریوار" میں متھن چکرورتی اور میناکشی سیشادری مرکزی رول ادا کر رہے ہیں جس کے موسیقار لکشمی کانت پیارے لال اور ہدایت کار سلطی لال نائر ہیں۔

راجیش سمیتا پاٹل پھر ایک ساتھ

فلم ساز راجو بھیجیہ کی آئندہ فلم میں راجیش کھنہ، سمیتا پاٹل، کرن شاہ، تنوجہ، جگدیپ، انعام دار اور شیش بت وغیرہ رول ادا کر رہے ہیں۔ اس فلم کے موسیقار آر ڈی برمن اور ہدایت کار آئی۔ وی۔ سسی ہیں۔

"اولاد" میں سعید جعفری بھی

فلم ساز جے۔ پیسندرا کی زیر تکمیل فلم "اولاد" کی کاسٹ میں سعید جعفری اور اسرانی کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ جیتندر، سری دیوی اور جیہ پردا فلم کے دیگر اہم ستارے ہیں۔ فلم کے ہدایت کار نجے سنگھ ہیں۔

امرتا کی جگہ مینا

فلم ساز نیش چوپڑہ کی زیر تکمیل فلم "مقابلہ کا نیصلہ" میں امرتا سنگھ کی جگہ مینا ضیم کو لیا گیا ہے جو اکبر خاں کے مقابل ہیروئن کا رول ادا کر رہی ہے۔ ان کے علاوہ راج کمار، راکھی، راج ببر، میناکشی سیشادری، رنجیت اور پران فلم کے دیگر اہم ستارے ہیں۔ یہ کاش مہرہ کی ہدایت میں بننے والی اس فلم کے موسیقار بپی لہری ہیں۔

انیل کپور اور ربا پو کا پھر ساتھ

فلم ساز سوریہ نامان نے اپنی نئی فلم میں ہیرو کے رول کے لئے انیل کپور کو سائن کیا ہے جس کے ہدایت کار باپو اور موسیقار آر ڈی برمن ہیں۔ فلم کی ہیروئن اور معاون ستاروں کا انتخاب ابھی نہیں ہوا۔

پوکا ڈیہ کی پیشکش

شتروگھن سنہا، رتی کانت، افتخار، ششی کپور اور ارشیش پوری نانن آرٹ فلم کی نئی فلم کے اہم ستارے ہیں جن کے ہدایت کار سدرشن ناگ ہیں۔ ہے۔ سی پوکاڈیہ کی اس پیشکش میں ایک ہیروئن کو مزید شامل کیا جائے گا۔

"پیار کیا ہے پیار کریں گے" شروع

فلم ساز کے سی پوکاڈیہ (آنے والی فلم نصیب اپنا اپنا) کی نئی فلم "پیار کیا ہے پیار کریں گے" کا مہورت پچھلے دنوں بمبئی میں ہوا۔ انیل کپور، پدمنی کولہاپورے اور رتنا راج فلم کے اہم ستارے ہیں جس کے ہدایت کار وجے ریڈی اور موسیقار لکشمی کانت پیارے لال ہیں۔

"دانا پانی" کا مہورت

اداکار، فلم ساز، ہدایت کار دیوین ورما کی نئی فلم "دانا پانی" کا مہورت پچھلے دنوں بمبئی میں ہوا۔ متھن چکرورتی اور پدمنی کولہاپورے فلم کے مرکزی ستارے ہیں۔ جس کے گیت کار حسرت جے پوری اور موسیقار انو ملک ہیں۔

دیو آنند کی نئی فلم کا ہیرو جیکی

دیو آنند (آنے والی فلم ہم نوجوان) کی نئی فلم "تہلکہ" میں جیکی شیروف اور سری دیوی دیو آنند کے ساتھ مرکزی رول ادا کریں گے۔ دیو آنند کے مقابل کام کرنے والی اداکارہ کا انتخاب ابھی نہیں ہوا۔

رجنی کانت اور جیکی ایک ساتھ

ہیما لنی (تکمیل فلم شرارہ) کی نئی فلم میں ہیما لنی کے ساتھ جیکی شیروف، رجنی کانت اور میناکشی سیشادری اہم رول ادا کریں گے۔ جس کے موسیقار بپی لہری اور ہدایت کار چندر شیکھر ہیں۔

راج اور سمیتا "عداوت" کے مہمان ستارے

اداکار و فلم ساز جانی وسیکی کی زیر تکمیل فلم "عداوت" میں راج ببر اور سمیتا پاٹل مہمان ستاروں کی حیثیت سے کام کریں گے۔ شتروگھن سنہا، بکرم جیت، پرکاش مصوں، تنوجہ، شوما آنند، قادر خاں اور امجد خاں فلم کے دیگر اہم ستارے ہیں جس کے موسیقار بپی لہری اور ہدایت کار بسنت ریکن ہیں۔

"دیش واسی" میں ہیما لنی بھی

راجیو گوسوامی کی زیر تکمیل فلم "دیش واسی" کی کاسٹ میں ہیما لنی کو بھی شامل کیا گیا ہے جو فلم میں منوج کمار کے مقابل کام کریں گی۔ راجیو گوسوامی، منداکنی، بیگم زصدیق، ارباز، کھیر سریش اوبرائے، اوم شیو پوری، بھرت کپور اور موشمی فلم کے دیگر اہم ستارے ہیں۔

ونود مہرہ کی فلم میں انیل اور منداکنی

اداکار ونود مہرہ کی فلم ساز و ہدایت کار کی حیثیت سے بننے والی آئندہ فلم میں انیل کپور اور منداکنی مرکزی رول ادا کریں گے جس کے مصنف جاوید، گیت کار آنند بخشی، موسیقار لکشمی کانت پیارے لال ہیں۔ فلم اگلے ماہ سیٹ پر جا رہی ہے۔

راجیش کھنہ، ہیما لنی ایک ساتھ

فلم ساز ایس کے کپور کی فلم سیتا پور کی گیتا میں راجیش کھنہ، ہیما لنی اور پران اہم رول ادا کریں گے۔ فلم کے ہدایت کار شیو کمار ہیں۔

ڈمپل کپاڈیہ "کالی گنگا"

ڈمپل کپاڈیہ، سریش اوبرائے، گووندا، انور ادوارثی، مظہر خاں، مجذوب اور رنجیت "کالی گنگا" کے اہم ستارے ہیں جس کے مصنف و فلم ساز کمار رامسے، ہدایت کار راج سپی، مکالمہ نویس انور خاں، گیت کار انجان اور موسیقار بپی لہری ہیں۔

"دے دو مجھے پیار"

پروڈیوسر فی بالاجی کی زیر تکمیل فلم "دے دو مجھے پیار" میں راجیو کپور اور منداکنی مرکزی رول ادا کر رہے ہیں۔

"بنتے بگڑتے" کا مہورت

فلم ساز کے۔ سی۔ جین اور ہمیش گرودانی کی فلم "بنتے بگڑتے" کا مہورت پچھلے دنوں بمبئی میں ہوا۔ متھن چکرورتی اور میناکشی سیشادری فلم کے مرکزی ستارے ہیں۔ فلم کے ہدایت کار شکتی لال نائر، موسیقار کلیان جی آنند جی اور گیت کار آنند بخشی ہیں۔

"شیر" کا مہورت

ہندوستانی فلم لینڈ کے اشتراک سے بننے والی فلم "شیر" کی ستاروں والی شوٹنگ ۲۰ دسمبر سے بنگال میں شروع ہو رہی ہے۔ دھرمیندر، راج ببر، مس ہندوستانی شپنا، پریم چوپڑہ، رنجیت اور قادر خاں فلم کے اہم ستارے ہیں۔ فلم کی کاسٹ میں ایک ہیروئن کا مزید اضافہ کیا جائے گا۔ فلم کے ہدایت کار انیل شرما، موسیقار لکشمی کانت پیارے لال اور گیت کار ایس ایچ بہاری اور سنتوش آنند ہیں۔

بلا عنوان

[illegible]

نتیجے آسان مقابلے نمبر ۹

نتیجہ مقابلہ فلم: جانو — نتیجہ مقابلہ فلم: ہم نوجوان

[illegible]

042 www.taemeernews.com

TV کی دنیا

بھوپال گیس پر مظفر علی کی فلم ٹی وی پر نہیں دکھائی گئی

بھوپال المیہ کی پہلی سال گرہ پر مدھیہ پردیش سرکار ٹی وی نیشنل نیٹ ورک پر ٹی وی فلم دکھانا چاہتی تھی۔ یہ کام مدھیہ پردیش کے ایک سرکاری ادارے مادھیم نے امراؤ جان کے شہرت یافتہ مظفر علی کے سپرد کیا جنہوں نے ویڈیو فلم بنائی مگر افسوس یہ فلم ۲ دسمبر کو ٹی وی پر نہیں دکھائی گئی۔ اور شاید کبھی دکھائی بھی نہیں جائے گی۔ جن لوگوں نے یہ فلم دیکھی ہے ان سے اس کی یہ وجہ معلوم ہوئی ہے کہ اس ویڈیو فلم میں مظفر علی نے وہ کچھ دکھایا ہے جسے مدھیہ پردیش سرکار دکھانا نہیں چاہتی۔ جیسے اس فلم میں ایک مصیبت زدہ باپ یہ بتا رہا ہے کہ گیس اخراج کے بعد سے اپنے بیٹے کی لاش ایک ٹرک میں نظر آتی جو گیس سے مرنے والوں کی لاشیں بھوپال کی حدود سے باہر دریا میں پھینکنے کے لئے جا رہا تھا تاکہ مرنے والوں کی صحیح تعداد کا علم نہ ہو سکے۔ ظاہر ہے یہ اور ایسی بہت سی باتیں جو ویڈیو فلم میں دکھائی گئی ہیں افسروں کو پسند نہیں آئیں، وہ تو یہ دکھانا چاہتے تھے کہ بھوپال المیہ میں مدھیہ پردیش سرکار لوگوں کی مدد میں پیش پیش رہی ہے۔ اور آج تک مدد کرتی چلی آ رہی ہے۔ اس سلسلہ میں مدھیہ پردیش سرکار کی طرف سے ملک کے بہت سے روزنامہ اخبارو میں چار صفحات پر مشتمل بڑے بڑے اشتہار شائع کرائے ہیں اور ان میں اپنی تعریف کی گئی ہے علاوہ اپنے ڈھول پیٹے گئے ہیں۔

ہم نہیں سُدھریں گے

بھوپال میں زہریلی گیس کے اخراج کے باعث سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ڈھائی ہزار افراد موت کی نیند سو گئے اور کئی لاکھ لوگ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کسی نہ کسی مرض کا شکار ہو گئے۔ سرکاری اعداد و شمار کتنے سچے ہوتے ہیں یہ آپ جانتے ہی ہیں۔ اس کے بعد بمبئی کے ایک نواحی علاقے میں گیس سے کئی لوگ مرے۔ اس کے بعد گیس اخراج کے معمولی نوعیت کے کئی واقعات بھی وقفہ وقفہ سے ہوئے۔

۳ دسمبر کو بھوپال المیہ کی پہلی سال گرہ تھی۔ رات کو ٹیلی ویژن نے موقع کی مناسبت سے اس المیہ کی ایک جھلک دکھائی اور صبح قریب آدھی دہلی نے ٹی وی کی مدد کے بغیر گیس کا اخراج اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ یہ اخراج دہلی کے ایک کارخانے شری رام فرٹیلائزرس کے سلفر ٹرائی آکسائیڈ ٹینک سے ہوا اور لوگ کچھ سمجھ نہ سکے تھا اس ٹینک سے نکلنے والی زہریلی گیس نے دہلی کے مختلف حصوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور متاثرہ علاقوں میں گھبراہٹ پھیل گئی۔ لوگ اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے۔ کاروباری ادارے بند ہو گئے۔ دکاندار اپنی دکانیں مقفل چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ بینک کے ملازمین باہر نکل آئے، جنازہ لے جانے والے اپنی جان بچانے کے لئے مُردے سڑک پر ہی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ بارات میں بینڈ بجانے والے اور باراتی بھاگ کھڑے ہوئے تو گھوڑے پر بیٹھے ہوئے دولہا نے جدھر لوگوں کو بھاگتے دیکھا اُدھر چل دیا۔

یہ تھی حالت ۴ دسمبر کو دہلی میں۔ لوگوں کو ڈر تھا کہ کہیں دلی بھی بھوپال نہ بن جائے۔ پولیس اسٹیشن فون کیا تو پولیس اس سانحہ سے لاعلم۔ کسی کو کچھ نہیں معلوم کہ گیس کہاں سے نکلی ہے۔ ریڈیو کھلا تو اس پر پروگرام حسب معمول ہوتا رہا۔ کسی کو دھیان نہیں گیا کہ عوام میں پھیلے ہوئے خوف و ہراس کو دور کرنے کے لئے اس سلسلہ میں کوئی اعلان کیا جائے۔ ٹی وی کھولا تو وہاں اسکول کے بچوں کا پروگرام اسی طرح چلتا رہا تھا جب کہ اسکول بند ہو چکے تھے۔ دوپہر کو بارہ بجے کی خبروں میں بھی اس حادثہ کا ذکر تک نہ تھا۔ لوگ حیران پریشان کہ یہ کیا قیامت ہے جس کے بارے میں پولیس کی گاڑیوں سے کوئی اعلان نہیں ہو رہا ہے اور ریڈیو ٹی وی نے خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔ دوپہر ساڑھے بارہ بجے بی بی سی لندن نے اپنی انگریزی کی خبروں میں تفصیل سے بتایا کہ دہلی میں کیا قیامت گزری کیا ہوا، کس طرح ہوا۔ اس کے بعد (غالباً مجبور ہو کر) دوپہر ایک بجے کی خبروں میں پہلی بار آل انڈیا ریڈیو نے لب کشائی کی تو لوگوں کو حالات کا پتہ چلا۔ ۸ بجے رات کو ٹی وی پر نیلی گایوں کا پروگرام چھ بار دکھاتے ہوئے ٹی وی نے اس گیس سے بچنے کے طریقے بتائے کہ منہ اور ناک پر رومال یا کپڑا بھگو کر رکھنا چاہئے اور جس طرف سے گیس آ رہی ہو اس سے مخالف سمت چلنا چاہئے وغیرہ وغیرہ۔

حادثہ ہو گیا، مرنے والے مر گئے، جن کو گیس سے نقصان پہنچنا تھا پہنچ گیا اور ٹی وی سے اب اس کے بچاؤ کے طریقے بتائے جا رہے ہیں یعنی سانپ آیا، ڈنک مارکر، زہر چھوڑ کر چلا گیا اور بعد میں بتایا جا رہا ہے کہ اب کے سانپ آئے تو یہ کچھ کریں۔

بھوپال کے افسوس ناک حادثہ سے بھی ہم نہیں سُدھرے۔ اس موقع پر اگر ٹی وی اور ریڈیو اپنا فرض ادا کرتے اور تھوڑی دیر بعد تازہ حالات اور بچاؤ کے طریقے بتلاتے تو عوام میں جو دہشت اور خوف و ہراس پھیلا تھا وہ کم ہو سکتا تھا۔

مظفر علی کا سیریل ۲۱ دسمبر سے شروع ہو گیا

مظفر علی کا پہلا ٹی وی سیریل 'ہندوستان ہمارا' جس کا ضمنی نام 'سہانِ عالم' بھی ہے۔ ۲۱ دسمبر سے شروع ہو گیا ہے، یہ سیریل ہفتہ کی رات ۹ بجے ٹی وی سے دکھایا جائے گا۔ اس سیریل کی تفصیلات اور تصاویر "شمع" میں پہلے ہی شائع ہو چکی ہیں۔ فی الحال یہ سیریل ۱۳ قسطوں میں دکھایا جائے گا۔

سلمیٰ آغا اور جاوید شیخ کی طلاق کی خبریں

(نئی دہلی، ۲۰ دسمبر) شیخ کی شمع کا پی پریس جا رہی تھی تو ہماری نمائندہ کو لاہور سے یہ اطلاع ملی کہ پاکستان کے روزنامہ اخبارات میں سلمیٰ آغا اور جاوید شیخ کے درمیان اختلافات اور متوقع طلاق کی خبریں شہ سرخیوں کے ساتھ شائع کی جا رہی ہیں۔

ہمارے نمائندے نے اس سلسلہ میں روزنامہ 'جنگ' سے فون اور ٹیلیکس کے ذریعے رابطہ قائم کیا تو جنگ کے نمائندۂ خصوصی نے سلمیٰ آغا سے لئے ہوئے اپنے خصوصی انٹرویو کا حوالہ دیا۔ اس انٹرویو میں سلمیٰ نے جاوید شیخ سے کشیدگی اور طلاق کے بارے میں اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے: "میں خود بھی چاہتی ہوں کہ اس ضمن میں وضاحتی بیان دوں۔ یہ بیان میں جس سنجیدگی سے دے رہی ہوں، میں توقع کرتی ہوں کہ اسی سنجیدگی اور متانت سے اسے قبول بھی کیا جائے گا۔

میری نجی زندگی اور کیریئر کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ میری نجی زندگی کو لوگوں نے ذاتی ملکیت سمجھ کر اس کے متعلق غیر ذمہ دارانہ باتیں بھی اڑائیں۔ ہر ایک نے اپنی اپنی ذہنیت کے مطابق من مانے رنگ بھرے اور من مانی حاشیہ آرائی کی۔ ماضی میں چلی آنے والی اس تمام صورت حال کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ میں خود اس حقیقت کو کھلے دل سے تسلیم کرنے کو تیار ہوں کہ میں نے اپنی زندگی کے کئی اہم فیصلے کرنے میں نہ صرف جلد بازی کی بلکہ غلط قدم بھی اٹھائے، جس کی وجہ سے مجھے آج بھی رنج پہنچ رہا ہے اور آئندہ بھی پہنچے گا۔ مگر یہ بات بھی اپنی جگہ درست ہے کہ ان غلطیوں سے میں نے بہت کچھ سیکھا ہے۔

زیادہ تفصیل میں جانا لاحاصل ہے۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ آج کے اس بیان کے بعد میں اپنی ذاتی زندگی سے متعلق کبھی کوئی بیان نہیں دوں گی۔"

ادھر اداکار جاوید شیخ نے پاکستانی اخبارات میں سلمیٰ آغا سے علیحدگی کی خبر کو من گھڑت قرار دیتے ہوئے کہا ہے: "کون ساگھر ایسا ہے، جہاں میاں بیوی میں ان بن نہیں ہوتی۔ ہماری چند روزہ ناراضگی کو علیحدگی تصور کرنا سراسر زیادتی ہے۔ اخبارات اور جرائد ہماری زندگی کو غلط رنگ میں پیش کر کے اچھال رہے ہیں۔ ہمارے خلاف ایک لابی کام کر رہی ہے۔ اس لابی کو صرف یہی تکلیف ہے کہ میری اور سلمیٰ آغا کی شادی کیسے اور کیوں ہو گئی۔"

◀ ششی کپور، کماری واسو دیو (ہم لوگ) اوم پرکاش اور پنچل۔ نیا سیریل 'جوہے' کی شوٹنگ کرتے ہوئے۔

▼ سنیچر کو پیش کئے جانے والے سیریل 'آنچل مجھے مارا' کا ایک سین

ہوں بلکہ دلچسپ اور پُرلطف ہوں، انہیں نظم ڈور درشن کی ڈاکومینٹریوں اور فیملی پلاننگ کے لیکچر سے نہ بھرا جائے۔

جنوری کی فلمیں

دُور درشن پر اتوار کی شام دکھائی جانے والی فلموں کی فہرست اس طرح ہے کہ نئے سال کی پہلی اتوار یعنی ۵ جنوری کو ایک تیلگو فلم دکھائی جائے گی۔ یہ فیصلہ تادم تحریر (۱۱ دسمبر) تک نہیں ہوا ہے۔ ۱۲ جنوری کو 'تیری قسم'، ۱۹ جنوری کو 'دنیا مانے'، ۲۶ جنوری کو 'جتنا اور بجلی' اور ۲ فروری کو 'نادانیاں' دکھائی جائے گی۔ دراصل یہ پروگرام ٹی وی کے ہر پروگرام کی طرح یقینی نہ سمجھئے کوئی بھی فلم عین وقت پر بدلی جا سکتی ہے۔

سنیچر کی دوپہر بھی

دُور درشن نے اب ہر سنیچر کی دوپہر ایک بج کر ۴۵ منٹ سے ۴ بجے تک نیشنل نیٹ ورک پر پروگرام دکھانے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہم اس کا سواگت کرتے ہیں مگر ساتھ ہی یہ عرض ہے کہ سنیچر کے پروگرام صرف وقت کو بھرنے کے لئے نہ

043
www.taemeernews.com

اردو صرف بالغوں کے لئے

ٹیلی ویژن سے رات کے ساڑھے دس بجے کے بعد بالغوں کی دل چسپی کی فلم دکھائی جاتی ہے۔ ان کے مطلب کے پروگرام ہوتے ہیں۔ یہ سمجھتے ہوئے کہ بچے یا ٹی وی کے نابالغ ناظرین تب تک سو چکے ہوں گے۔ ٹی وی سے اردو کا پروگرام "بزم" کبھی رات کے سوا گیارہ بجے تو کبھی ساڑھے گیارہ بجے دکھایا جاتا ہے۔ کیا ٹی وی والے یہ سمجھتے ہیں کہ اردو پروگرام نابالغوں کے مطلب کے نہیں ہوتے ؟

قومی کھیل یا قومی سر درد

ٹی وی دیکھنے والوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی جب ٹی وی سے سپانسرڈ پروگرام شروع ہوئے کیوں کہ ٹی وی پر جو کچھ دل چسپ ہے وہ اشتہاری یعنی سپانسرڈ پروگراموں سے ہے۔ اشتہاری کمپنیاں ایک Episode یعنی ایک قسط پر کم از کم لاکھ ڈیڑھ لاکھ روپیہ خرچ کرتی ہیں اور پھر ٹیلی ویژن والے بھی اسے دکھانے کا لاکھ ڈیڑھ لاکھ اینٹھ لیتے ہیں۔ ٹی وی کے اپنے پروگرام تو دل چسپ ہوتے نہیں۔ کیونکہ ٹی وی کے پاس ایسے پروگرام دکھانے کے لئے نہ پیسہ ہے اور نہ ایسے لوگ ہیں جن میں ایسے پروگرام پروڈیوس کرنے کی قابلیت ہے۔ جس طرح کے ٹی وی پروگرام ہم برسوں سے دیکھتے چلے آتے ہیں ان سے تو یہی بات ثابت ہوتی ہے۔ نتیجہ یہ تھا کہ بور سے بور پروگرام آتے تھے، آپ کی مرضی آئے دیکھئے، مرضی آئے نہ دیکھئے ٹی وی سرکاری ہے، سرکاری دفتر میں جس طرح کام ہوتا ہے کچھ ایسا ہی رویہ ٹی وی پر بھی نظر آتا ہے۔

پچھلے دنوں ٹی وی دیکھنے والے مایوس ہوئے۔ وجہ یہ رہی کہ پہلے شریمتی اندرا گاندھی کے جنم دن کی وجہ سے اور پھر قومی کھیلوں کی وجہ سے کتنے ہی دل چسپ سپانسرڈ پروگرام غائب ہو گئے شریمتی اندرا گاندھی پر پروگرام بھی ضروری تھے اور اسی طرح قومی کھیل دکھانے بھی ضروری تھے مگر ان کے لئے دل چسپ پروگراموں کی قربانی کیوں دی گئی؟ وزیر اعظم عمان گئے تو ان کے دورے کی فلم کے لئے بھی وقت نکالنا ضروری تھا مگر دوردرشن کیندر میں کیا کوئی سمجھ دار تجربہ کار افسر جو سرکاری دفتر کے بابو کا دماغ نہ رکھتا ہو ایسا نہ تھا کہ کسی طرح دل چسپ پروگراموں کو بھی فٹ کر لیتا، کیا ان دنوں نیشنل نیٹ ورک ۹.۴۰ کی بجائے ۸ بجے یا اس سے پہلے شروع نہیں کیا جا سکتا تھا تاکہ ہفتہ واری پروگرام جن کا وقت مقرر ہے اپنے ہی طے شدہ وقت پر ہوتے اور دوسرے اہم پروگرام جیسے اندرا گاندھی پر فیچر، نیشنل قومی کھیل، وزیر اعظم کے غیر ملکی سفر وغیرہ آگے پیچھے ہو سکتے تھے۔ آخر ہاکی، فٹ بال، کرکٹ کے میچ کے لئے بھی نیشنل نیٹ ورک صبح سے شروع ہو جاتا ہے۔ جب کہ ان کے لئے سٹیلائٹ کا کرایہ بھی دینا پڑتا ہے۔

ٹی وی کے افسران کو یہ سوچنا ہے کہ ٹی وی کلاس روم نہیں ہے۔ یہاں تمام وقت آپ سبق نہیں پڑھا سکتے۔ سبق کے دوران میں کچھ دیر تفریح کا وقفہ بھی ہوتا ہے، اسی طرح ایسا ہی تفریح کا وقفہ ٹی وی پر بھی ہونا چاہئے۔

ٹی وی میں نقد نارائن کا چلن

یہ بات اب بہت جگہ سنی جا رہی ہے کہ ٹی وی سیریل منظور کرانے کے لئے شری نقد نارائن کی مدد لینا ضروری سمجھا جانے لگا ہے، کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ جیسے جیسے ٹی وی سیریل مقبول ہو رہے ہیں رشوت کا ریٹ بڑھتا جا رہا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ دوردرشن کا حال بھی دوسرے سرکاری دفتروں جیسا ہونے لگا ہے جہاں رشوت کے بغیر کام ہو جانا قسمت کی ہی بات ہے۔

شری گیڈگل سے درخواست ہے کہ اگر لوگ رشوت کی بات کہتے ہیں تو اس میں کچھ نہ کچھ حقیقت ضرور ہو گی۔ ایسا تو ممکن نہیں کہ ہر ٹی وی سیریل وہ خود پاس کریں مگر کمیٹی کی بات جو وہ عرصہ سے کہہ رہے ہیں جلد از جلد بنا دیں اور اس کمیٹی میں کم از کم آٹھ دس آدمی ہوں اور ان کے نام اگر خفیہ رکھے جا سکیں تو اور بھی اچھا ہو گا۔ اس طرح اچھے سیریل آئیں گے اور رشوت کا خاتمہ ہو سکتا ہے، جب تک سیریل پاس کرنے کا حق سرکاری دفتر کے ایک دو لوگوں کے ہاتھ میں ہے گا تب تک لوگ رشوت کی بات کہیں گے چاہے وہ بے چارے رشوت سے کوسوں دور ہوں۔

ٹیلی ٹیکس

دوردرشن کی ٹیلی ٹیکسٹ سروس کی پذیرائی اور کارگزاری کے بارے میں ابھی تک کچھ بھی معلوم نہیں ہو سکا ہے۔ اس لئے اس سروس کو بڑھانے پھیلانے میں کافی وقت لگے گا۔ فی الحال ٹیلی ٹیکسٹ ڈی کوڈر ٹی کی مدد سے آپ کو یہ سروس اپنے ٹی وی پر حاصل ہو سکتی ہے) سو مقامات پر لگائے گئے ہیں۔ دوردرشن کی رائے میں ان سو نقطوں پر امیج سب سے زیادہ صاف آتی ہے اور اسی مناسبت سے انہوں نے اپیل (ECIL) کے سپلائی کئے ہوئے ڈی کوڈر ٹی وی سیٹ کے مالکوں کو فراہم کئے ہیں۔ ان صاف امیج والے نقطوں میں وزیر اعظم، کابینہ کے وزیر، فوجوں کے سربراہ، اخباروں کے مدیر، پی ٹی آئی، یو این آئی، ایر لائینز، محکمہ موسمیات، ناردرن ریلویز، ایر ٹریفک کنٹرول، انڈین ایر لائینز انکوائری کاؤنٹر وغیرہ شامل ہیں۔ کچھ ٹی وی کمپنیاں یہ ڈی کوڈر چار ہزار روپے میں فروخت کر رہی ہیں مگر گاہکوں میں جوش و خروش نہیں۔

آج کل اس سروس کا اشاریہ یہ چل رہا ہے۔ باہر دل کی سرخیاں اور تفصیل کھیلوں کی خبریں، مالیاتی خبریں (اسٹاک ایکسچینج، بازار بھاؤ وغیرہ) ٹرینوں کے اوقات، خاص خاص بین الاقوامی شہروں کا موسم، تفریحی مشغلے (کون سی فلم کہاں چل رہی ہے شہر میں ہونے والی تہذیبی سرگرمیاں، ریڈیو اور ٹی وی پروگرام وغیرہ) پولیس کے محکمے کی معلومات (امتناعی احکام، گمشدگی اور پائی ہوئی گاڑیاں وغیرہ)

کچھ عرصہ بعد ٹیلی ٹیکسٹ کے ذریعہ اپنے آفاقی نظروں سے نمائش کے وقت زیادہ سے زیادہ پھیلا ہو بن سب ٹائیٹلز بھی دیکھ سکیں گے۔ اس سروس کو بھرپور کامیابی اس صورت میں ملے گی جب یہ ترقی پانے کی سروس بن جائے۔ آج کل اس سروس کو بمبئی میں شروع کرنے کی تیاری ہو رہی ہے۔

دوسرا چینل دماغ سے دور

ٹی وی پر جب دوسرا چینل شروع کیا گیا تو اس کا مقصد تھا کہ اگر آپ چینل ایک کے پروگرام میں دل چسپی نہیں رکھتے تو آپ دوسرے چینل دیکھ سکتے ہیں وہاں شاید آپ کی دل چسپی کا پروگرام ہو۔

یہ ایک بہت اچھا قدم ہے مگر اس پر دماغ سے نہیں افسر شاہی سے عمل ہو رہا ہے۔ مطلب یہ کہ اکثر دونوں چینل پر ایک ہی قسم کے پروگرام ہوتے ہیں۔ جیسے چینل ۲ پر ڈرامہ ہے تو چینل ۳ پر بھی ڈرامہ ہے۔ یہ تو بہت بار ہوا کہ دونوں چینل پر ڈانس پروگرام ہو رہا ہے اور وہ بھی بھارت ناٹیم۔ ایک ہی دفتر، ایک ہی افسر، ایک ہی منسٹری، ایک ہی ٹی وی اسی لئے ایک ہی جیسے پروگرام دونوں چینل پر ہوتے ہیں۔

۶۲۹ ٹی وی سیریل

شری وی این گیڈگل نے لوک سبھا میں بتایا کہ دوردرشن کو مختلف کمپنیوں اور لوگوں کی طرف سے ۶۲۹ سیریل کی پیش کش ہوئی تھی مگر ان میں سے ۶۹ منظور ہوئے، ۳۴۰ نامنظور کئے گئے اور ۲۲۰ کے بارے میں ابھی فیصلہ کرنا باقی ہے۔

FORTS OF INDIA

"فورٹس آف انڈیا"

ہندوستان کے مختلف حصوں میں بنے ہوئے قلعوں پر ایک ڈاکومنٹری ٹائپ کی سیریل کے تیرہ حصے فلم کاسٹ کئے جائیں گے۔

قصہ "طوطا مینا"

ایک نیا سیریل ہے جسے ۱۳ قسطوں میں دکھایا جائے گا۔

بچوں کے لئے سیریل

رامانند ساگر کا "دادا دادی کی کہانیاں" الیف سی مہرہ کا "ایک دو تین چار" "اپو اور پپو" اور "سبز منتر" بچوں کے لئے بنائی گئی مخصوص ٹی وی سیریل ہیں۔ ہر سیریل کو ۱۳ حصوں میں دکھایا جائے گا۔

کامیڈی اور طنز و مزاح سے بھرپور سیریل

"کاکا سیزی وقت" "نجوبہ" "پاپا جی" اور باسو چٹرجی کی "ترشنی" کامیڈی اور طنز و مزاح سے بھرپور نئے سیریل ہیں۔ ہر سیریل ۱۳ قسطوں میں ٹیلی کاسٹ کیا جائے گا۔

سُراغ رسانی سے متعلق سیریل

"چھپتے چھپتے"، "پولیس فائیل"، "عدالت" اور "جانکی جاسوس" ایسے سیریل ہیں جن میں سراغ رسانی دکھائی جائے گی۔ دوردرشن نے ان تمام سیریل کے ۱۳، ۱۳ حصے بنانے کی اجازت دی ہے۔

وائلڈ لائف پر سیریل

"جنگل" WILD LIFE پر دوسرا بچوں کے لئے سیریل بن رہے ہیں۔ دونوں کے ۱۳، ۱۳ حصے دکھائے جائیں گے۔

"محمود خیالوں میں"

مزاحیہ اداکار محمود کا ٹی وی سیریل "محمود خیالوں میں" ابھی زیر غور ہے۔ اگر اسے بنانے کی اجازت دی گئی تو اسے ۱۳ حصوں میں بنایا جائے گا۔

TALES WITH A TWIST

ستیہ جیت رے کی زیر تکمیل ٹی وی سیریل کا نام ہے جسے ستیہ جیت رے کا بیٹا سندیپ رے بنا رہا ہے۔ یہ سیریل ۱۳ قسطوں میں دکھایا جائے گا۔

اشوک کمار کے بعد منوج کمار

اداکار دھیرج کمار "کہاں گئے وہ لوگ" کے ٹائیٹل سے ان بھولے بسرے انقلابیوں کی زندگیوں پر سیریل بنا رہے ہیں جنہوں نے ملک کی آزادی کے لئے اپنا سب کچھ یہاں تک کہ جان تک لٹا دی۔ اس سیریل میں فلمی ستارے بھی کام کر رہے ہیں، اور اس سیریل کی سب سے بڑی خوبی یہ ہو گی کہ ہر قسط کے بعد منوج کمار اس میں اسی طرح نظر آئے گا جیسے اشوک کمار "ہم لوگ" میں نظر آتے تھے۔ یہ سیریل ۱۳ قسطوں میں دکھایا جائے گا۔

"تتلیاں" دوبارہ شروع ہوگا

نادرہ ظہیر ببر کا لکھا ہوا ٹی وی سیریل "تتلیاں" جو درمیان میں روک دیا گیا تھا، کو دوبارہ ٹیلی کاسٹ کیا جائے گا آج کل اس کا نیا اسکرپٹ لکھا جا رہا ہے۔

"آکاش گنگا" میں ابھی دیر ہے

کلپنا لاجمی کی ٹی وی سیریل "آکاش گنگا" کے ۱۳ حصوں کو دوردرشن بنانے کی اجازت دے چکا ہے مگر ابھی اس کا پائیلٹ بن کر آیا ہے جسے دوردرشن کی کمیٹی دیکھ رہی ہے۔

044 www.taemeernews.com

شیام بینگل کا "کتھا ساگر" یش چوپڑہ کا "خزانہ"

آج کل ٹی وی ہندوستان کی مختلف زبانوں کی کہانیوں پر بنائی جانے والی دو سیریل "کتھا ساگر" اور یش چوپڑہ کی ٹی وی سیریل "خزانہ" میں دنیا کی مختلف زبانوں کی کہانیاں منتقل جا رہی ہیں — یہ دونوں سیریل ۱۳ — ۱۳ قسطوں میں دکھائے جائیں گے۔

"مہابھارت" اور "رامائن" ۵۲ قسطوں میں

بی آر چوپڑہ کی ٹی وی سیریل 'مہابھارت' اور رامانند ساگر کی ٹی وی سیریل 'رامائن' کو ۵۲ قسطوں میں دکھانے کی اجازت دی گئی ہے۔

شیام بینگل کا "ڈسکوری آف انڈیا"

DISCOVERY OF INDIA

پنڈت جواہر لال نہرو کی لکھی ہوئی کتاب DISCOVERY OF INDIA پر شیام بینگل ایک ٹی وی سیریل بنا رہے ہیں۔ اس کی ۱۳ قسطیں ٹیلی کاسٹ کی جائیں گی۔

'رشتے ناطے' اسی ماہ سے

رائیٹر، پروڈیوسر سریش کوہلی کا ٹی وی سیریل 'رشتے ناطے' اسی ماہ سے ٹیلی کاسٹ کیا جائے گا۔ نوین نشچل، شنو آنند، نندیتا ٹھاکر، نازنین اور جتین لہوترہ اس سیریل کے ستارے ہیں۔

'تتلیاں' دوبارہ دکھایا جائے گا

شوبھا ڈاکٹر اور نادرہ ببّر کا ٹی وی سیریل 'تتلیاں'، جسے اچانک بند کر دیا گیا تھا ایک خبر کے مطابق جلد ہی دوبارہ دکھایا جائے گا۔

'لائف لائن' ایک نیا سیریل

'لائف لائن' ٹی وی سیریل میں ہسپتال کی زندگی دکھائی جائے گی اس کا اسکرپٹ دوردرشن نے منظور کر لیا ہے۔

"بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالب"

ریوتی سرن شرما کا لکھا ہوا ٹی وی سیریل 'بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالب' ۱۳ قسطوں میں دکھایا جائے گا۔

"ممی" اب "چھوٹی بڑی باتیں"

"گھروندہ" اور "دوریاں" جیسی فلمیں بنانے والے بھیم سین نے اپنا اولین ٹی وی سیریل "ممی" کا نام بدل کر "چھوٹی بڑی باتیں" کر دیا ہے۔ اس کی ۱۳ قسطیں ٹیلی کاسٹ ہوں گی۔

"شانتی شانتی شانتی"

چرن جیت کا ٹی وی سیریل 'شانتی شانتی شانتی' کو ۱۳ قسطوں میں بنایا جا رہا ہے۔

"پولیس کانسٹیبل ۱۰۰۸"

'امیش مہگل' PEECEE 1008 یعنی 'پولیس کانسٹیبل ۱۰۰۸' کے ٹائیٹل سے ۱۳ قسطوں پر مشتمل ایک ٹی وی سیریل بنا رہے ہیں اس سیریل میں عوام اور پولیس کے درمیانی رشتے کو دکھایا جائے گا۔

کملیشور کا "چندر کانتا"

'آکاش گنگا' کے ساتھ ساتھ کملیشور 'چندر کانتا' کے ٹائیٹل سے بھی ایک سیریل بنا رہے ہیں اس کی ۱۳ قسطیں ہوں گی۔

"راگ درباری"

شری لال شکلا کے ناول پر بنائے جانے والے ٹی وی سیریل "راگ درباری" کو کرشن راگھو بنا رہے ہیں۔ اس سوشل سیریل کی ۱۳ قسطیں نکالی جائیں گی۔

"مسٹر یوگی" منظور

ایک نیا ٹی وی سیریل "مسٹر یوگی" کو ۱۳ قسطوں میں بنانے کی اجازت دی گئی ہے۔

"باواجی کا بائیسکوپ" کے بعد 'آئینہ'

سدھارتھ کاک جس نے 'باواجی کا بائیسکوپ' جیسی بے کار ٹی وی سیریل بنائی تھی آج کل 'آئینہ' کے نام سے ایک ڈاکومینٹری ٹائپ کی سیریل بنا رہا ہے۔ اسے ۱۳ قسطوں میں دکھایا جائے گا۔

"آشیانہ" مختصر سا سیریل

ایک نیا ٹی وی سیریل "آشیانہ" چھ یا سات سیریل میں مکمل ہو جائے گا۔

بکرم اور بیتال

۲۰ نومبر یعنی اتوار سے ایک نیا ٹی وی سیریل 'بکرم اور بیتال' شروع ہوا۔ یوں تو یہ بچوں کے مطلب کا ہے مگر بڑے بھی دیکھیں تو بور نہیں ہوں گے

امین سیانی کا "کھری کھری"

مشہور ریڈیو اناؤنسر "کھری کھری" کے ٹائیٹل سے ایک ٹی وی سیریل بنا رہے ہیں اس سوشل سیریل کے ۱۳ ہفتے دکھائے جائیں گے

"کرنل رنجیت کپور کا فوجی"

فلموں کے کیریکٹر آرٹسٹ جلال آغا کی ٹی وی سیریل "مسٹر باسز" میں باس کا رول کرنے والے کرنل رنجیت کپور فوجیوں کی زندگی پر ایک ٹی وی سیریل "فوجی" کے ٹائیٹل سے بنا رہے ہیں۔ اس کی ۱۳ قسطیں بنانے کی اجازت دی گئی ہے ایک خبر کے مطابق اس سیریل میں ونود کھنہ کام کرے گا۔

"درپن" ۱۳ ہفتے اور

ہندوستان کی مختلف زبانوں کی کہانیوں پر بنائی جانے والی ٹی وی سیریل کو تیرہ ہفتے اور دکھانے کی اجازت مل گئی ہے۔ یہ سیریل بھی 'رجنی' والے باسو چٹرجی بنا رہے ہیں اور کافی مقبول سیریل ہے۔

"کرواچ"

۱۶ نومبر سے ہر ہفتہ کو ایک بج کر ۳۰ منٹ سے ۳ بجے تک ہونے والا ٹی وی پروگرام عورتوں اور بچوں کے لئے مخصوص کیا گیا ہے اس پروگرام میں فی الحال "گھر باہر" ہوتا ہے۔ بچوں کا ایک انگریزی سیریل ہوتا ہے۔ اور ایک سیریل "آئیل مجھے مار" دکھایا جاتا ہے اس پروگرام میں جنوری کے وسط سے طارق شاہ کا بنایا ہوا سیریل "کرواچ" دکھایا جائے گا۔

ونود پانڈے کا "ایر ہوسٹس"

'ایک بار پھر' اور 'یہ نزدیکیاں' جیسی فلمیں بنانے والے ونود پانڈے کا ٹی وی سیریل "ایر ہوسٹس" کو بنانے کی منظوری دے دی گئی ہے۔ یہ سیریل بھی ۱۳ قسطوں پر مشتمل ہوگا۔

"کرم چند" کو نئی زندگی ملی

"کرم چند" کا شمار مقبول سیریلز میں ہوتا ہے۔ یہ سیریل پرانے پروگرام کے مطابق ۱۶ دسمبر کو ختم ہو رہا تھا مگر اب اسے نئی زندگی مل گئی ہے۔ فی الحال اس کی ۱۳ مزید قسطوں کی اجازت مل گئی ہے۔ یہ سیریل پنکج پراشر اور بمبئی کی ایڈورٹائزنگ ایجنسی لیں ٹی وی کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ کرم چند کے کردار کا نقش طے کرنے میں علیق پدمسی کے مشورے بھی شامل رہے ہیں۔ علیق پدمسی لنٹاس کے سربراہ ہیں اور ایٹن برو کی 'گاندھی' میں جناح کا رول کر چکے ہیں۔ اسی وجہ سے پنکج پراشر کو ایک اچھا جاسوسی سیریل پیش کرنے میں کامیابی ملی جس کا رنگ پراشر کی پہلی کامیڈی فلم "اب آئے گا مزہ" سے بالکل الگ تھا۔

"کرم چند" کے بعد ٹی وی کی طرف سے ایک نیا سیریل "چھپتے چھپتے" پیش کیا جائے گا یہ سیریل صحافتی کھوج کے بارے میں ہوگا۔ امیت کھنہ اس کا ڈائریکٹر ہے۔

سشمیتا مکرجی نصیر الدین شاہ کی ہیروئن

ٹی وی سیریل 'کرم چند' میں کرم چند کی سکریٹری کا رول ادا کرنے والی اداکارہ سشمیتا مکرجی سدھیر مکرجی کی فلم 'یہ وہ منزل تو نہیں' میں نصیر الدین شاہ کے مقابل ہیروئن کا رول ادا کرے گی۔ اوم پوری بھی اس فلم میں ایک اہم رول ادا کرے گا۔

"Oh-Sir..." والی کٹی

مشہور سیریل 'کرم چند' کے جاسوس کرم چند عرف پنکج کپور سے تو ہم آپ کا تعارف کرا چکے ہیں۔ آج ان کی سیکریٹری کٹی سے ملئے جس کا آخر میں کہے جانے والا یہ جملہ:

Oh Sir, you are Genius (او سر، آپ تو جینیس ہیں) کا انداز لوگوں کو پسند آتا ہے۔

کٹی کا اصلی نام سشمیتا مکرجی ہے۔ وہ شادی شدہ ہے اور اس کے شوہر کا نام سدھیر مکرجی ہے۔ سشمیتا دو سال کی عمر میں اسٹیج پر آ گئی تھی اور بڑی ہو کر دہلی کے نیشنل سکول آف ڈرامہ میں اس نے اداکاری سیکھی۔ سشمیتا یعنی کٹی آج کل بمبئی میں ہے۔ اس نے وہاں دنیش ٹھاکر کے ڈرامے "قل گلزار" سے کام کی ابتدا کی۔ جس کے لئے اسے صرف ۲۵ روپے معاوضہ ملا۔ اس نے اوم پوری کے ساتھ نادرہ ببّر کے ڈرامہ میں بھی کام کیا ہے۔ سشمیتا فلموں میں بھی آ چکی ہے۔ اس نے "بیٹے پیار اور پاپ" میں کام کیا تھا۔ بھیم سین کی "تم لوٹ آؤ" اور امیت کھنہ کی "انت" میں بھی آئی ہے۔

سشمیتا نے ٹی وی کے لئے "درپن" اور "ایک کہانی" اور باسو چٹرجی کی فلم "زیور" میں بھی کام کیا ہے۔

045 www.taemeernews.com

نیوز لائن

ہندوستان کا پہلا نیوز میگزین پروگرام "نیوز لائن" ٹیلی ویژن جرنلزم کا ایک نیا چلن شروع کرنے کے باعث شائقین میں جگہ پا رہا ہے۔ اس کا تم ورانا اہم ہے۔ ایک ہے جس نے اپنا صحافتی دور السٹریٹڈ ویکلی سے شروع کیا تھا پھر اس نے ایڈیٹر کے طور پر "سنڈے" کو شان دار کامیابی سے ہم کنار کرایا اور اس کے بعد ایک روزنامہ ٹیلی گراف جاری کیا۔

"نیوز لائن" سے پہلے دو پروگرام اگرچہ صرف اوسط درجے کے تھے، لیکن اس سے اونچی امیدیں اس لئے وابستہ کی جا رہی ہیں کہ اس کے ذریعے اظہار کے وسیلوں کو زیادہ آزادی حاصل ہونے کا امکان ہے جن پر سرکار کا کنٹرول ہے۔

'رجنی' معاوضہ بڑھوانا چاہتی ہے؟

پچھلے دنوں ٹی وی کی دنیا میں یہ خبر بڑی تیزی کے ساتھ پھیلی کہ پریا تندولکر نے اپنی مقبول ترین ٹی وی سیریل 'رجنی' میں یہ کہہ کر کام کرنے سے انکار کر دیا ہے کہ اسے اس سیریل کے ہر قسط کا جو معاوضہ ملتا ہے وہ بہت کم ہے اور اس کا معاوضہ کم از کم دس ہزار روپے فی قسط ہونا چاہئے۔ لیکن اس سیریل کے بنانے والے باسو چٹرجی نے اس خبر کو افواہ قرار دیا ہے۔

ٹی وی روگ

ہماری فلموں کو جو روگ لگا ہوا تھا وہی اب ہمارے ٹی وی سیریلز کو بھی لگتا جا رہا ہے۔ نہ طبع زاد کہانی ہوتی ہے، نہ ادب۔ نہ کوئی معیار ہوتا ہے، نہ پیش کش کے اسلوب میں تازگی۔ اس سلسلے میں اصل خطا پروڈیوسر کی ہوتی ہے۔ پروڈیوسر کو پہلے ٹی وی میڈیم کو سمجھنا چاہئے، کیوں کہ اظہار کا یہ وسیلہ زیادہ پیچیدہ، زیادہ محنت طلب، زیادہ توجہ کا طلب گار ہے۔ اس کے بعد دوردرشن کی باری آتی ہے، جو خریدار اور نمائش کا ذریعہ ہے۔ یہاں یا تو انتخاب اثر رسوخ کی بنیاد پر ہوتا ہے یا پھر پروگراموں کے مناسب جائزے کے لئے ان لوگوں کے پاس کافی وقت نہیں ہوتا۔ اس طرح اگر مکانوں کے مسئلے پر ایک پروگرام چن لیا گیا تو دوسرا پروگرام "دیکھو مگر پیار سے" گویا از خود انتخاب میں آ گیا۔ "ایک کہانی" اور "درپن" دونوں ایک ہی طرح کے پروگرام ہیں، کیوں کہ دونوں مختصر کہانیوں سے اخذ کئے جاتے ہیں۔ کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ زیادہ اچھے، زیادہ چست، تیکھے، دلچسپ اور برجستہ پروگرام پیش کرنے کی غرض سے تمام سطحوں پر دوبارہ سوچ بچار اور فیصلہ کیا جائے؟

در آمد بر آمد

فلم انڈسٹری اور ٹیلی ویژن کی درمیانی راہ روی میں آنے جانے والے آرٹسٹوں کی بھیڑ بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ یہ دو طرفہ ٹریفک ہے۔ شتاقی رہے سروپ سمپت، شفیع انعام دار، ستیش شاہ، فیروز پٹیل، پریہ تندولکر وغیرہ پہلے ہی فلموں میں پہنچ چکے ہیں۔ انہیں اچھے رول بھی ملے ہیں۔ اسی طرح فلم والے رفتہ رفتہ ٹی وی کی طرف آ رہے ہیں۔ سری رام لاگو، تنوجہ، فریدہ جلال، جلال آغا، اے رانی اور شیکھر سمن یا تو ٹی وی سیریلوں میں آ چکے ہیں یا ان میں کام کر رہے ہیں۔ ٹینا اور راجیش کھنہ بھی اسی قطار میں اپنی باری کے منتظر ہیں۔ راجیش کھنہ آج کل ایک ٹی وی سیریل میں کام کر رہا ہے جس کا نام ابھی طے نہیں ہوا ہے۔ اس سیریل کا پروڈیوسر بھی وہ خود ہی ہے۔

سروے

دوردرشن کی طرف سے جلد ہی ٹی وی دیکھنے والوں کی عادتیں، پسند ناپسند وغیرہ جاننے کے لئے سروے کیا جائے گا۔ اس سروے سے پتہ چل سکے گا کہ عمر، آمدنی وغیرہ کے مختلف زمروں کے مرد، عورتیں اور بچے کتنا وقت ٹی وی کی نذر کرتے ہیں، کون کون سے پروگرام زیادہ شوق سے دیکھے جاتے ہیں وغیرہ۔ دوردرشن اور مارکیٹنگ ریسرچ اینڈ ایڈوائزری سروسز مل کر یہ سروے کریں گے۔

امید ہے اس سروے سے دوردرشن والے خود بھی کچھ سیکھیں گے اور اپنے نظام کو چست رکھیں گے، تاکہ کوئی پروگرام منسوخ ہونے کی صورت میں ٹی وی دیکھنے والوں کو پہلے سے اطلاع مل سکے۔

سعید مرزا کا "پولیس اسٹیشن"

سعید مرزا جن کا ٹی وی سیریل "نکڑ" ہر بدھ کی رات نو بجے دکھایا جاتا ہے کندن شاہ کے ساتھ مل کر پولیس اسٹیشن بنا رہے ہیں۔ اس سیریل کی بھی تیرہ قسطیں ہوں گی۔

ہیما کا اپنا سیریل

ہیما مالنی آج کل ایسی کمپنی کی تلاش میں ہے جو ڈانس سے متعلق اس کا اپنا سیریل ٹی وی پر پیش کر سکے۔ اس سیریل میں ہیما کا ارادہ ہندوستان کے مشہور رقص اور ان کی ابتدا پیش کرنے کا ہے۔ آج کل ہیما کا جو سیریل "۱۳ پنے" دکھایا جا رہا ہے اس میں صرف ہیما نے کام کیا ہے۔ لے کن شانتا رام نے پیش کیا ہے اور ہدایت وکاس ڈیسائی کی ہے "۱۳ پنے" ۱۳ ٹکڑوں میں پیش کیا جائے گا، ہر ٹکڑے میں تاریخ کے پنوں سے لی گئی ایک کہانی پیش کی جا رہی ہے۔ یہ کہانیاں پنا دائی، پدمنی، کیکئی، میرا، رانی روپ متی، جیجا بائی اور کنتی وغیرہ سے متعلق ہیں۔

شمع (یونانی اینڈ آیورویدک) لیباریٹریز کی جانب سے

مغربی بنگال کے لئے:

میسرز ماڈرن اینڈ ٹریڈیشنل سینٹر ۶/۱، مولانا شوکت علی اسٹریٹ، کلکتہ ۷۳

کو بطور ڈسٹری بیوٹر مقرر کیا گیا ہے۔

مغربی بنگال کے تمام ایجنٹ حضرات

اپنی تمام فرمائشات کے لئے

ہمارے ڈسٹری بیوٹر سے رجوع کریں اور اُن کی خدمات سے فائدہ اُٹھائیں۔

اُتر پردیش کے لئے:

میسرز کانپور میڈیکل اسٹورز (ایجنسیز)

۴۴/۳۲۸ مول گنج، مسٹن روڈ، کانپور کو بطور ڈسٹری بیوٹر مقرر کیا گیا ہے۔ اُتر پردیش کے تمام ایجنٹ حضرات

اپنی تمام فرمائشات

کے لئے ہمارے ڈسٹری بیوٹر سے رجوع کریں اور اُن کی خدمات سے فائدہ اُٹھائیں۔

شمع (یونانی اینڈ آیورویدک) لیباریٹریز، لال کنواں، دہلی ۱۱۰۰۰۶

www.taemeernews.com

شرمیلا ٹیگور بھی ٹی وی سیریل میں

شیام بینیگل کی ہدایت میں بننے والی ٹی وی سیریل "چاہت" کی تین روزہ شوٹنگ سینٹر اسٹوڈیو اور راو صاحب کے بنگلے میں کی گئی جس میں شرمیلا ٹیگور، سریش اوبرائے، افتخار، نوتن اور بلبوں نے حصہ لیا۔

ہر اتوار کو صوبائی فلم

دوردرشن مہینے کے ہر تیسرے اتوار کو دن ڈیڑھ بجے کارٹون فلم "جنیج تنتر" دکھائے گا اور باقی اتوار کے دن صوبائی فلمیں انگریزی ٹائیٹلز کے ساتھ دکھائے گا۔

"چترہار" دکھایا جاتا رہے گا

شمع کے نمائندے سے بات چیت کرتے ہوئے دوردرشن کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا کہ جاری کوشش ہے کہ ہم جلد سے جلد فلموں اور فلموں سے متعلق پروگراموں سے چھٹکارا حاصل کریں اور ان کی جگہ دوردرشن کے بنائے ہوئے پروگرام ٹیلی کاسٹ کئے جائیں۔ "چترہار" کو بند کرنے کے بارے میں انہوں نے بتایا کہ فی الحال ہمارے پاس "چترہار" کے نعم البدل کے طور پر کوئی پروگرام نہیں ہے۔ لہٰذا یہ جاری رہے گا مگر ہماری کوشش ہے کہ چترہار کی جگہ نرتیہ اور پھر جیسے موسیقی کی فرنٹی کمپوزیشنز ٹیلی کاسٹ کریں یا آج کل اردو غزلیں بہت مقبول ہیں ان کو دکھایا جائے۔ ہمارے ملک کے ہر حصے میں سنگیت ہی سنگیت ہے اسے دکھایا جائے مگر جب تک ہمیں اس قسم کے عمدہ پروگرام نہیں ملتے ہم مجبوراً "چترہار" دکھاتے رہیں گے۔

"رجنی" کے بعد "سجنی"

ونک "رجنی" سے بیزار ہو کر کچھ جوشیلے حقیقت پسندوں کے گروپ نے ایک نیا سیریل "سجنی" بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ سجنی رجنی کی ضد ہوگی۔ ایک دبلی پتلی، اطاعت شعار بے بس عورت جو سماجی برائیوں کے خلاف لڑنے کی بجائے انہیں اپنا مقدر سمجھ کر چپ رہتی ہے۔ جن لوگوں نے یہ سیریل بنانے کا بیڑا اٹھایا ہے، انہیں رجنی جیسی گلیمر کی پتلی ہیروئن کے رول کے لئے ابھی تک نہیں ملی ہے۔

لوسی ہندی میں

ٹی وی کرتن تبسم ایک ٹی وی سیریل تیار کر رہی ہیں۔ یہ ایک اعتبار سے مشہور انگریزی سیریل "آئی لو لوسی" کا دیسی روپ ہوگا جس میں گھر سے سرنے والی سادہ دل عورت جو کا رول تبسم خود کریں گی۔

اپو اور پپو

تفریح کے لئے بچے بننے کے ذرائع

نکل آئے ہیں لیکن سرکس اس میدان میں بہت پیچھے جا پڑا ہے۔ اب اپالو سرکس کے جگدیش جہادیوں کو ایک نیا خیال سوجھا ہے۔ وہ "اپو اور پپو" کے نام سے ایک سیریل شروع کر رہا ہے۔ یہ گویا ٹی وی پر سرکس کا مظاہرہ ہوگا۔ ایک بچہ اور اس کا دوست ہاتھی کیسی کیسی مہمیں سر کرتے ہیں، یہی اس سیریل میں دکھایا جائے گا۔ اپالو سرکس کے بہت سے جنگلی جانور بچوں کے لئے مزید کشش کا باعث ہوں گے۔

نیا سیریل "کرشن اوتار"

"ہم لوگ" واحد سیریل تھا جو ہفتہ میں دو دن یعنی منگل اور سنیچر کو آتا تھا، اس کے ختم ہونے سے جو جگہ خالی ہوئی ہے اس کے لئے منگل کو تو "ہندوستان ہمارا" دکھایا جائے گا اور سنیچر کو ایک اور نئے سیریل "کرشن اوتار" نے جگہ حاصل کی ہے۔ "کرشن اوتار" کا پہلا حصہ ۲۸ دسمبر سے ہوگا۔ اس سیریل کو جی۔ پی۔ ایس نے بنایا ہے۔ ایسے سنسکرت زبان میں "شنکر آچاریہ" بنائی تھی جسے نیشنل فلم فیسٹیول میں گولڈن ایوارڈ ملا تھا۔

نئے سیریل جن کی شوٹنگ ہو رہی ہے

"درشتی" "کون، کہاں گئے" "ہم لوگ" ایک "دو تین چار" "چھوٹی بڑی باتیں" "دادا گیری" "سرکٹ یاترا" "شترو" "دادا جی کے چٹکلے" "پولیس اسٹیشن"

شیرناز کے والدین کا سیریل

ماں باپ بیٹی کے نقش قدم پر الفرناز پٹیل (رحمانداں) کی نسرین کی ماں مدبی اور باپ برجر پٹیل بمبئی کے انگلش اسٹیج پر کئی کامیاب ڈراموں کی دھوم مچا چکے ہیں۔ اب دونوں ایک نئے ٹی وی سیریل میں آنے والے ہیں پہلے سیریل کو منڈی ہاؤس والوں نے منظوری نہیں دی تو تعجب ہے دوسرا سیریل ابھی بھیجا گیا، مگر اس مرتبہ دوردرشن والوں کو تمثیل پسند نہیں آیا۔ اب مناسب تمثیل کی تلاش جاری ہے۔ اس سیریل میں روبی پٹیل ایک پارسی عورت کا رول کرے گی جس کی شادی ایک پنجابی سے ہوئی ہے۔ پنجابی شوہر کا رول سعید جعفری کو دیا گیا ہے۔

○ شیرناز

جی۔ پی۔ سپی کا "اپنے آپ"

مشہور فلم ساز جی۔ پی۔ سپی نے بھی ۲۸ نومبر سے ٹی وی کی دنیا میں قدم رکھ دیا ہے۔ ان کا پندرہ منٹ کے وقفہ کا بنایا ہوا سیریل "اپنے آپ" ایک معلوماتی سیریل ہے جس میں افرن کو گھر کے چھوٹے موٹے کام خلا، بجلی کی خرابی، بجلی کے استعمال کی اشیاء کی مرمت وغیرہ جیسے خاصے دلچسپ انداز میں سکھائی جا رہی ہیں۔ اعلان کے باوجود اس سیریل کو ۲۸ نومبر سے بعد نہیں دکھایا جا سکا۔ اب یہ سیریل خیال ہے کہ ۲۲ دسمبر سے ہر اتوار کی جگہ ہر پندرہ دن بعد دکھایا جائے گا۔

▲ شیکھر سمن (ٹاد) اور شفیعہ گرگ (انہیں تیتری نے "واہ جناب" میں شیکھر سمن آنکھ بند ہونے کے ساتھ اداکاری کی خوب سمجھ یکی۔

◄ اوما نیری "دیکھو مگر پیار سے" کی کلاکار

"واہ جناب" "دیکھو مگر ...." ختم

۱۵ دسمبر سے ٹی۔ وی کے دو سیریل "واہ جناب" اور "دیکھو مگر پیار سے" ختم ہوگئے ہیں۔

"ترشنا" میں ماڈل ہی ماڈل

بمبئی دوردرشن کا بنایا ہوا سیریل "ترشنا" آہستہ آہستہ کافی مقبول ہو رہا ہے اس سیریل میں بہت سے ماڈل کام کر رہے ہیں

یہ سیریل جین آسٹن کے کلاسیکی ناول

PRIDE AND PREJUDICE

پر مبنی ہے جس میں اٹھارہویں صدی کی زندگی کی عکاسی کی گئی ہے۔ ہندی سیریل کے روپ میں اسے بڑی مہارت کے ساتھ ڈھالا گیا ہے۔ زیادہ تر رول نئے چہروں کو ملے ہیں۔ پرانے اداکار صرف دو ہیں، باپ کے رول میں پربیب کھنگا اور ماں کے رول میں رتنا بھرشن۔ نئے اداکاروں میں اپرنا شرما نے سب سے بڑی بہن کا رول کیا ہے، کوکو گروالی تیسری اور شبانہ دت چوتھی بہن بنی ہے۔ سگنیا پانڈا الیزبتھ کے رول میں، ترون دھن راج کیرداری کے رول میں اور دلاس پلٹ کر ڈارسی کے دوست کے رول میں آئے ہیں۔

○ سجاتا مہتہ

"ستیہ گھٹنا"

سجاتا مہتہ "خاندان" میں پریم چند گھرانے کی بہو بن کر پہلی بار ٹی وی اسکرین پر آئی تھی۔ اب جلد ہی دوسری بار وہ ٹیلی ویژن پر ایک جانا پہچانا چہرہ بن جائے گی۔ آج کل وہ ایک کہانی "تی" کی ایک قسط کر رہی ہے جو ایک غیبل گجراتی ڈرامے "چشکار" پر مبنی ہے۔ ٹی وی کے لئے اس ڈرامے کا نام "ستیہ گھٹنا" ہوگا۔

ٹی وی فلم "وویک" کی نمائش جلد ہی

پروڈیوسر ڈائریکٹر وپن دیال شرما کی ٹی وی فلم "وویک" کو جنوری یا فروری میں ٹیلی کاسٹ کیا جائے گا۔ یہ بے شمار لکڑ سدا شیو امراپورکر تلسیا بیش پانڈے، ہریش پٹیل، سدھیر پانڈے اور روکرم گوکھلے فلم کے ستارے ہیں اس ٹی وی فلم کے مصنف رینو سرن شرما اور موسیقار ستیہ دیش ہیں۔

ایک "ہم لوگ" ختم دوسرے "ہم لوگ" کی تیاریاں شروع

ٹی وی کا سب سے مقبول سیریل "ہم لوگ" جو ۱۷ دسمبر کو ختم ہونا تھا ۱۷ دسمبر کو ختم ہو گیا۔ تاریخ ہوئے اس سے پہلی کو دو مرتبہ "ہم لوگ" کی قسط دکھائی گئی۔ ۱۷ دسمبر کو آخری قسط ایک گھنٹے کی تھی اور آخری قسط کو ہمیشہ کی طرح نو بجے کی بجائے دس بجے سے گیارہ بجے تک دکھایا گیا۔ ناظرین کا اشتیاق دیکھتے ہوئے "ہم لوگ" کے دوسرے حصہ کی تیاریاں شروع ہو گئی ہیں۔ کم از کم چھ مہینے بعد ہی اس کی شوٹنگ شروع ہو سکے گی اور پھر چند مہینے اسے دوردرشن پہنچنے میں بھی لگیں گے۔